فہرست

پیش لفظ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ پاک نے جس طرح اپنے محبوب ﷺ کو سب سے معظم اور مکرم پیدا فرمایا، اسی طرح آپ کے تمام آباؤ اجداد، والدین اور خاندان کو بھی معظم ومکرم پیدا فرمایا۔ آپ ﷺ کے تمام آباؤ اجداد طیب وطاہر تھے یعنی شرک وکفر کی غلاظتوں سے پاک اور صاف تھے۔ آپ ﷺ کے والدین کریمین بھی طیب وطاہر تھے۔ موحد، مومن اور مسلمان تھے۔

آپ ﷺ کا خاندان بڑا عالیشان خاندان ہے۔ آپ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات بہت فضیلت والیاں تھیں اور پھر ان سے جو اولادیں ہوئیں، وہ بھی بہت فضیلت اور شان والی ہیں، خصوصاً حضرت سیدہ خاتون جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے عظیم گھرانے کی کیا بات ہے جسے دنیا اہل بیت کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے جس گھرانے کی شان رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی اور آیت تطہیر نازل فرمائی جسے مولانا حسن رضا

علیہ الرحمہ اپنے کلام میں یوں بیان فرماتے ہیں:

جن کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیان
آیت تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلبیت

زیر نظر کتاب "عظمت و شان اہلبیت" کے عنوان سے تحریر کی ہے جس میں شانِ اہلبیت قرآن و حدیث کی روشنی میں، فضائل مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ، شان خاتون جنت حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا، فضائل و مناقب امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما اور خصوصا امام زین العابدین، امام باقر، امام جعفر صادق، امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا، امام محمد تقی، امام علی المعروف علی النقی، امام حسن عسکری اور امام مہدی رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہم کی سیرت و عظمت مستند حوالوں کے ساتھ ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کتاب کو پوری اُمّت کے لئے نافع بنائے۔ آمین ثم آمین

احقر محمد شہزاد قادری ترابی

قرآن مجید اور شانِ اہلبیت

القرآن: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

(سورۂ احزاب، آیت 33، پارہ 22)

ترجمہ: اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

☆ اس آیت کی تفسیر میں تین اقوال ہیں۔

1...... حضرت ابو سعید خدری، حضرت انس بن مالک، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ اس سے مراد حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم ہیں۔

2...... حضرت ابن عباس اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس سے مراد نبی پاک ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔

3...... حضرت ضحاک نے کہا کہ اس سے مراد آپ کے اہل اور آپ کی ازواج ہیں۔

اور فرمایا تم سے ہر قسم کی نجاست دور فرمادے یعنی گناہوں اور برائیوں

کی آلودگی سے حفاظت فرمائے گا اور فرمایا تم کو خوب ستھرا اور پاکیزہ کردے، یعنی بری خواہشات، دنیا کے میل کچیل اور دنیا کی طرف رغبت سے تم کو دور رکھے گا اور تمہارے دلوں میں بخل اور طمع نہ آنے دے گا اور تم کو سخاوت اور ایثار کے ذریعہ پاک اور صاف رکھے گا۔

(النکت والعیون جلد 4، ص 400، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ازواجِ رسول بھی اہل بیت میں ہیں:

اہلسنت کے نزدیک اہل بیت میں نبی پاک ﷺ کی ازواج مطہرات، آپ کی اولاد اور آپ کے رشتہ دار سب داخل ہیں اور بیت سے مراد عام ہے خواہ بیت سکنیٰ ہو یا بیت نسب، بیت سکنیٰ میں ازواجِ مطہرات داخل ہیں اور بیت نسب میں آپ ﷺ کی اولاد اور رشتہ دار داخل ہیں۔

☆ آیت تطہیر سے اہل بیت کا مراد ہونا:

1...... حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو اے لوگو! میں صرف ایک بشر ہوں، عنقریب میرے پاس اللہ تعالیٰ کا سفیر آئے گا اور میں اس کی دعوت کو قبول کروں گا (یعنی دنیا سے رخصت ہوجاؤں گا) میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا

ہوں۔ ان میں سے ایک اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے، سو تم اللہ کی کتاب کو پکڑ لو اور اس کا دامن تھام لو، پھر آپ ﷺ نے کتاب اللہ پر برانگیختہ کیا اور اس کی طرف راغب کیا اور فرمایا دوسری بھاری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ حصین نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے زید! آپ ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ ﷺ کی ازواج مطہرات آپ کی اہلبیت نہیں ہیں؟ حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات بھی اہلبیت سے ہیں لیکن (اس ارشاد سورۂ احزاب آیت 33 میں) آپ کے اہل بیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ کرنا حرام ہے۔ اس نے پوچھا وہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا وہ آلِ علی، آلِ عقیل آلِ جعفر اور آلِ عباس ہیں۔ اس نے پوچھا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ فرمایا ہاں حرام ہے۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر 2408، السنن الکبریٰ للنسائی، حدیث نمبر 8175)

2...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت "اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا" حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے متعلق نازل ہوئی ہے (مسند البزار، حدیث نمبر 2611، تاریخ دمشق الکبیر جلد 63، ص 66، حدیث نمبر 2611، مطبوعہ دار احیاء التراث

العربی، بیروت 1421ھ)

ابوالحمراء بلال بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے دروازے پر جا کر فرماتے:

الصلاۃ الصلاۃ (نماز کے لئے اٹھو) پھر یہ آیت پڑھتے

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا

(تاریخ دمشق الکبیر جلد 4، ص 198، حدیث نمبر 1078، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت 1421ھ)

4.....حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت ایک اونی منقش چادر اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے تو آپ کے پاس حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس چادر میں داخل کرلیا۔ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے اور وہ بھی ان کے ہمراہ چادر میں داخل ہوگئے، پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی چادر میں داخل کرلیا پھر مولا علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے انہیں بھی چادر میں لے لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

اے نبی کے گھر والو! اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (مسلم باب فضائل اہل بیت النبی، حدیث نمبر 2424)

5...... حضور ﷺ کے لے پالک حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر حضور ﷺ پر یہ آیت "اے نبی کے گھر والو! اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے" نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین کو بلایا اور انہیں اپنی چادر میں ڈھانپ لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی اپنے چادر میں ڈھانپ لیا۔ پھر فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہلبیت ہیں۔ پس ان سے ہر قسم کی آلودگی دور فرما اور انہیں خوب پاک وصاف کر دے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں (بھی) ان کے ساتھ ہوں، فرمایا: تم اپنی جگہ رہو اور تم تو بہتر مقام پر فائز ہو۔ (ترمذی کتاب تفسیر القرآن، حدیث نمبر 3205)

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیت تطہیر سے ظاہر ہے شانِ اہلبیت

محترم حضرات! سورۂ احزاب کی آیت نمبر 33 کو آیت تطہیر بھی کہا

جاتا ہے کیونکہ اس میں اہلبیتِ اطہار کی پاکیزگی کا بیان ہے۔ دوسری طرف ایک قابلِ غور بات یہ بھی ہے کہ یہ آیت قرآن مجید میں اہلبیت کی شان میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ یہاں ایک خاص عرض کرتا چلوں کہ دشمنان صحابہ اپنی کتابوں میں یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ موجودہ قرآن نامکمل ہے۔ موجودہ قرآن میں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہلبیت کی شان میں موجود آیات نکال دی ہیں۔ دشمنانِ صحابہ کے مطابق اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام آیات نکال دیں تو پھر یہ جو مرکزی آیت ہے جو اہل بیت کی شان میں ہے، وہ کیسے قرآن مجید میں رہ گئی؟ لہٰذا معلوم ہوا کہ دشمنانِ صحابہ جھوٹے ہیں۔ الحمدللہ قرآن مجید مکمل ہے اور آج تک بلکہ صبح قیامت تک کوئی اس کا ایک حرف بھی نہ کم کرسکتا ہے، نہ بڑھا سکتا ہے۔

☆ رسول پاک ﷺ کے قرابت دار کون ہیں؟

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ آیت قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى نازل ہوئی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کی قرابت کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: علی فاطمہ اور ان کے بیٹے (حسن وحسین) (طبرانی، معجم الکبیر، جلد 3، ص 48، حدیث نمبر 2641، مجمع الزوائد جلد 9، ص 168)

علمائے اُمّت فرماتے ہیں کہ اہلِ بیت اطہار سے محبت یہ ایمان والوں پر واجب ہے لہذا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اہلبیتِ اطہار سے سچی محبت وعقیدت رکھے۔

☆میری قرابت سے محبت کرو:

القرآن: ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ-قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى-وَ مَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا-اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ

(سورۂ شوریٰ آیت نمبر 23، پارہ 25)

ترجمہ: یہی ہے وہ جس کی اللہ اپنے ایمان والے اور اچھے اعمال کرنے والے بندوں کو خوشخبری دیتا ہے۔ تم فرمادو! میں اس پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا مگر قرابت کی محبت، اور جو نیک کام کرے، ہم اس کے لئے اس میں اور خوبی بڑھادیں گے۔ بے شک اللہ بخشنے والا، قدر فرمانے والا ہے۔

اس آیت کے تحت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ تفسیر کبیر میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب

آقا کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور انصار نے دیکھا کہ آقا کریم ﷺ کے ذمہ مصارف بہت ہیں اور مال کچھ بھی نہیں ہے تو انہوں نے بہت سا مال جمع کر کے بارگاہِ رسالت میں پیش کیا اور عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ ﷺ! آپ کی بدولت ہمیں ہدایت ملی اور ہم نے گمراہی سے نجات پائی۔ یہ مال آپ کی نذر ہے قبول فرمایئے۔ نبی پاک ﷺ نے وہ اموال واپس فرمادیئے اور فرمایا: میں تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر یہ کہ تم میرے قرابت داروں سے محبت کرو، اس پر قرآن مجید سورۂ شوریٰ کی آیت نمبر 23 نازل ہوئی۔

☆شانِ اہلبیت احادیث کی روشنی میں:

1:عمر میں برکت اور نعمتوں میں اضافہ

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے پسند ہو کہ اس کی عمر میں برکت ہو اور اللہ پاک اسے اپنی دی ہوئی نعمت سے فائدہ دے تو اسے لازم ہے کہ میرے بعد میرے اہلبیت سے اچھا سلوک کرے جو ایسا نہ کرے گا اس کی عمر میں برکت اڑ جائے اور قیامت میں میرے سامنے کالا منہ لے کر آئے (کنزالعمال، جلد 12، ص 46، حدیث نمبر 34166)

2:ایک سال کی عبادت سے بہتر

حدیث شریف = حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہلِ بیت کی ایک دن کی محبت پورے سال کی عبادت سے بہتر ہے اور جو اسی محبت پر فوت ہوا تو وہ جنت میں داخل ہوگیا۔ (مسند الفردوس جلد 2، ص 142، حدیث نمبر 2821)

3: شفاعت کا حصول

حدیث شریف = مولا علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: چار اشخاص ایسے ہیں قیامت کے دن جن کے لئے میں شفاعت کرنے والا ہوں گا (اور وہ یہ ہیں) میری اولاد کی عزت و تکریم کرنے والا اور ان کی حاجات کو پورا کرنیوالا اور ان کے معاملات کے لئے تگ ودو کرنے والا، جب وہ مجبور ہوکر اس کے پاس آئیں اور دل وجان سے ان سے محبت کرنے والا۔

(کنز العمال جلد 12، ص 100، حدیث نمبر 34180)

4: جنت میں داخلہ

حدیث شریف = حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میں درخت ہوں اور فاطمہ اس کے پھل کی ابتدائی حالت ہے اور علی اس کے پھول کو منتقل کرنے والا ہے اور

حسن اور حسین اس درخت کا پھل ہیں اور اہل بیت سے محبت کرنے والے اس درخت کے اوراق ہیں۔ وہ یقینا یقینا جنت میں (داخل ہونے والے) ہیں۔ (مسند الفردوس جلد 1، ص 52، حدیث نمبر 135)

5: اہلِ بیت پر درود نہ بھیجنے والے کی نماز ناقص

حدیث شریف = حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز پڑھی اور مجھ پر اور میرے اہلِ بیت پر درود نہ پڑھا اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر میں نماز پڑھوں اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک نہ پڑھوں تو میں نہیں سمجھتا کہ میری نماز کامل ہوگی (سنن دار قطنی، جلد 1، ص 355، حدیث 6، بیہقی سنن الکبریٰ جلد 2، ص 530، حدیث نمبر 3969)

6: اہلِ بیت سے محبت پر انعام

حدیث شریف = حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بے شک پہلے چار اشخاص جو جنت میں داخل ہوں گے، وہ میں، تم، حسن اور حسین ہوں گے اور ہماری اولاد ہمارے پیچھے ہوگی (یعنی ہمارے بعد وہ داخل ہوگی) اور ہماری

بیویاں ہماری اولاد کے پیچھے ہوں گی (یعنی ان کے بعد جنت میں داخل ہوں گی) اور ہمارے چاہنے والے (ہمارے مددگار) ہماری دائیں جانب اور بائیں جانب ہوں گے۔ (طبرانی معجم الکبیر، جلد 1، ص 319، حدیث نمبر 950، مجمع الزوائد، جلد 9، ص 131)

7: سادات کے ساتھ بھلائی پر انعام

حدیث شریف = حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اولاد عبدالمطلب میں سے کسی کے ساتھ کوئی بھلائی کی اور وہ اس کا بدلہ اس دنیا میں نہ چکا سکا تو اس کا بدلہ چکانا کل (قیامت کے دن) میرے ذمہ ہے، جب وہ مجھ سے ملاقات کرے گا۔ (طبرانی معجم الاوسط، جلد 2، ص 120، حدیث نمبر 1446)

8: اہلِ بیت سے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر

حدیث شریف = حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت کرو ان نعمتوں کی وجہ سے جو اس نے تمہیں عطا فرمائیں اور مجھ سے محبت کرو اللہ کے سبب اور میرے اہلِ بیت سے میری محبت کی خاطر محبت کرو۔ (ترمذی کتاب

المناقب، حدیث نمبر 3789، مستدرک جلد 3، ص 162، حدیث نمبر 4716)

9: اہلِ بیت سے اپنے اہلِ خانہ سے بڑھ کر محبت

حدیث شریف = حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی محبوب تر نہ ہو جاؤں اور میرے اہلبیت اسے اس کے اہلِ خانہ سے محبوب تر نہ ہو جائیں اور میری اولاد اسے اپنی اولاد سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جائے اور میری ذات اسے اپنی ذات سے محبوب تر نہ ہو جائے (طبرانی معجم الکبیر جلد 7، ص 75، حدیث نمبر 6416، طبرانی معجم الاوسط جلد 6، ص 59، حدیث نمبر 5790)

10: اہلبیت کی مثال کشتی نوح:

حدیث شریف = حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے جو اس میں سوار ہو گیا، وہ نجات پا گیا جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ غرق ہو گیا۔

(طبرانی معجم الکبیر' جلد 12 ص 34' حدیث 2388)

محترم حضرات! ان تمام احادیث کو پڑھ کر آپ نے جان لیا ہوگا کہ اہلِ بیت سے محبت جنابِ رسول اللہ ﷺ سے محبت ہے۔ اہلِ بیت سے عداوت جنابِ رسول اللہ ﷺ سے عداوت ہے۔ یہاں ایک خاص بات بھی آپ کی نذر کرتا چلوں کہ اہلِ بیت سے حقیقی محبت اس وقت کہلائے گی جب رسول اللہ ﷺ کے تمام اصحاب کی بھی محبت دل میں موجود ہو، وہ شخص کبھی بھی ایمان کی حلاوت نہیں پا سکتا اور نہ ہی ایمان والا ہو سکتا ہے جس کے دل میں اصحابِ رسول میں سے کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے بھی عداوت ہو، اہلبیت اطہار اگر کشتی نوح ہیں تو صحابہ کرام علیہم الرضوان ستارے ہیں، جب تک کشتی میں بیٹھ کر ستاروں سے رہنمائی نہیں لی جائے گی، سوار کبھی بھی منزل تک نہیں پہنچ سکتا۔ حقیقی ایمان والا وہی ہے جس کے دل میں صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہلبیت اطہار علیہم الرضوان دونوں کی محبت ہو۔

تاجدارِ بریلی امام احمد رضا خاں محدث بریلی علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا:

اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

☆ اہل بیت اطہار سے بغض وعداوت:

1: دوزخ میں ڈال دیا جائے گا

حدیث شریف = حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ہم اہلِ بیت سے کوئی آدمی نفرت نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالی اسے دوزخ میں ڈال دیتا ہے۔ (صحیح ابن حبان جلد 15، ص 435، حدیث نمبر 6978، مستدرک للحاکم جلد 3، ص 162، حدیث نمبر 4717)

2: یہودیوں کے ساتھ جمع کیا جائے گا

حدیث شریف = حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ ہم سے مخاطب ہوئے، پس میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! جو ہمارے اہلِ بیت سے بغض رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اسے یہودیوں کے ساتھ جمع کرے گا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اگرچہ وہ نماز، روزہ کا پابند کیوں نہ ہو اور اپنے آپ کو مسلمان گمان ہی کیوں نہ کرتا ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ

نماز اور روزہ کا پابند ہی کیوں نہ ہو اور خود کو مسلمان تصور کرتا ہو۔ (طبرانی معجم الاوسط، جلد 4، ص 212، حدیث 4002، مجمع الزوائد، جلد 9، ص 172)

3: حوضِ کوثر سے دھتکار دیا جائے گا

حدیث شریف = حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے معاویہ بن خدیج سے کہا: اے معاویہ بن خدیج! ہمارے (اہلِ بیت کے) بغض سے بچو کیونکہ بے شک حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم (اہلِ بیت) سے کوئی بغض نہیں رکھتا اور کوئی حسد نہیں کرتا مگر یہ کہ قیامت کے دن اسے آگ کے چابکوں سے حوضِ کوثر سے دھتکار دیا جائے گا۔ (طبرانی معجم الاوسط، جلد 3، ص 39، حدیث نمبر 2405، مجمع الزوائد جلد 9، ص 172)

4: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عداوت:

حدیث شریف = حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: پس میں جس کی جان سے بڑھ کر اسے عزیز ہوں تو یہ علی اس کا مولا ہے۔ اے اللہ! جو علی کو اپنا دوست رکھتا ہے تُو اسے اپنا دوست رکھ اور جو علی سے عداوت رکھتا ہے تُو اس سے عداوت رکھ۔

(طبرانی معجم الکبیر، جلد 5، ص 166، حدیث نمبر 4971)

☆حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عداوت رکھنے والے پر وبال:

حدیث شریف = حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! تو اور تیرے (چاہنے والے) مددگار (قیامت کے دن) میرے پاس حوضِ کوثر پر چہرے کی شادابی اور سیراب ہو کر آئیں گے اور ان کے چہرے (نور کی وجہ سے) سفید ہوں گے اور بے شک تیرے دشمن (قیامت کے دن) میرے حوضِ کوثر پر بدنما چہروں کے ساتھ اور سخت پیاس کی حالت میں آئیں گے (طبرانی معجم الکبیر، جلد 1، ص 319، حدیث نمبر 948، مجمع الزوائد، جلد 9، ص 131)

محترم حضرات! آپ نے اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض رکھنے والوں کے متعلق وعیدیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی روشنی میں پڑھیں۔ دورِ حاضر میں ایک ناصبی فرقہ ہے جو اہلبیتِ اطہار سے بغض و عداوت رکھتا ہے۔ ان کے گمراہ کن عقائد یہ ہیں:

1 ......اہلبیت اطہار سے حسد رکھنا۔

2......اہلبیتِ اطہار کی شان گھٹانے کی ناکام کوشش کرنا۔

3......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مکمل بغض و عداوت رکھنا اور جنگ جمل کی آڑ لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات پر تبرا کرنا۔

4......واقعۂ کربلا کا انکار کرنا۔

5......حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر الزام لگانا کہ وہ کرسی کے لئے جنگ کرنے گئے تھے۔

6......حسینیت پر یزیدیت کو فوقیت دینا۔

7......یزید کو حضرت یزید اور امیر المومنین کہنا۔

8......یزید کو جنتی کہنا۔

9......سیدہ خاتون جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا پر طعنہ زنی کرنا۔

10......نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ ازواجِ مطہرات پر بے ہودہ الزامات لگانا۔

☆ کیا ہمارے بھی بارہ امام ہیں؟

بارہ امام سے مراد اہلبیتِ اطہار کے بارہ امام ہیں۔ ہمارے نزدیک یعنی اہلسنت کے نزدیک فقہ کے چار امام ہیں جن کے نام یہ ہیں: حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہم۔

اسی طرح بارہ امام یہ ائمہ اہلبیت میں سے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ ہمارے بھی امام ہیں؟ تو یاد رہے کہ یہ ہمارے ہی بارہ امام ہیں۔ ہمارے ہی پیشوا ہیں اور ہماری ہی عقیدتوں کا مرکز ہیں۔ دشمنانِ صحابہ نے تو صرف اجارہ داری قائم کی ہوئی ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نفرت کو دل میں رکھ کر بارہ امام سے محبتوں کا جھوٹا دعویٰ ان کا طریقہ و وطیرہ ہے۔

☆ کیا بارہ امام معصوم ہیں؟

سب سے پہلے اسلامی عقیدہ پڑھیئے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور فرشتوں کے سوا کوئی بھی معصوم (یعنی جس سے گناہ ممکن ہی نہ ہو) ہے ہی نہیں۔ معصوم صرف ملائکہ اور انبیاء کرام علیہم السلام ہیں بقیہ جتنی ہستیاں ہیں، وہ معصوم نہیں مگر رب تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

اس عقیدے پر پوری اُمّت کا اجماع ہے چنانچہ اکابر علمائے اُمّت کے ارشادات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

☆شیعوں کا اہلبیت کے معصوم ہونے کا عقیدہ:

شیعہ فرقے کا عقیدہ ونظریہ اہلبیت کے متعلق یہ ہے کہ اہلبیت تمام گناہوں اور خطاء کی تمام اقسام سے محفوظ ہیں۔ (بشمول خطاء اجتہادی) اورشیعہ فرقے یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ اہل بیت اطہار کا فتویٰ بالکل ایسے ہی ہے جیسے انبیاء کرام علیہم السلام کا فرمان ہوتا ہے یعنی جس طرح انبیاء کے قول کی پیروی لازم ہوتی ہے اور انبیاء کا قول رب تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ (اہل بیت کا قول بھی اسی طرح ہے) اور اہلبیت کا رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہونا ایسے ہی ہے جیسے وہ انبیاء تورات پر عمل کرنے والے تھے۔

1۔حضور داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ المتوفی 465ھ:

”اولیاء معصوم نباشد کہ عصمت شرط نبوت است“

(کشف المحجوب ص242)

ترجمہ: اولیاء (خواہ صحابہ ہوں یا اہلبیت یا دیگر) معصوم نہیں ہوتے کیونکہ عصمت (گناہوں سے معصوم) نبوت کے لئے شرط ہے۔

2۔امام سید شریف علی بن محمد الجرجانی علیہ الرحمہ المتوفی:

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے (اس حدیث سے بعض بے وقوف یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ معصوم ہیں تو جگر کا ٹکڑا جو آپ کے جسم سے ہے، وہ بھی معصوم ہونا چاہئے۔

اس کا جواب امام سید شریف یوں دیتے ہیں۔

''یہ قطعی طور پر مجاز پر محمول ہے، حقیقتاً پر نہیں لہذا اس سے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا معصوم ہونا لازم نہیں آتا اور نیز یہ بات بھی ہے کہ نبی پاک ﷺ کی عصمت میں جو چیزیں ضروری ہیں، وہ روایتوں میں موجود ہیں اور بعض یعنی جزء کا تمام باتوں میں تمام احکام میں کل کے برابر ہونا ضروری نہیں ہے۔شاید اس سے مراد یہ ہے کہ فاطمہ میرے جگر کے ٹکڑے کی مثل ہے۔ان باتوں میں جو بھلائی اور پیار و محبت کی طرف لوٹتی ہے۔''

(شرح مواقف جلد 8، ص 387، مطبوعہ نوریہ رضویہ لاہور)

3۔علامہ عبدالعزیز برہاروی علیہ الرحمہ:

شیعہ کا یہ اعتراض کرنا کہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فدک کا دعویٰ کیا اور ان کے لئے اہلبیت نے گواہی دی اور اہلبیت کذب اور خطاء سے معصوم ہیں لہذا ان کی گواہی دعویٰ کے برحق ہونے کی واضح دلیل ہے۔

دلیل کا جواب:

اہلسنت وجماعت کے علماءِ اُمّت کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے کہ ہم اہلبیت کو معصوم عن الخطاء نہیں مانتے۔ (النبراس ص 532، مطبوعہ رشیدیہ)

4۔ علامہ تورپشتی علیہ الرحمہ متوفی 661ھ:

فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ انسانوں میں معصومیت کا دعویٰ کرنے کو علماء کرام معمولی فتنہ شمار نہیں کرتے۔ اس لئے کہ یہ امام معصوم، ایک ڈھال ہے کہ جس کو فرقۂ باطلہ (شیعہ) احکام شرع کو دور کرنے اور مسلمانوں (صحابہ کرام) کے فیصلوں کی توہین کرنے اور اہلسنت کے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے گھڑا ہے اور یہ لفظ (عصمت یعنی معصوم) بولنا ان لوگوں کی اپنی بنائی ہوئی من گھڑت اصطلاح ہے۔ دین کے پاسداروں کو چاہیئے کہ اپنی زبان اور اپنے کانوں کو اس بدعت کی پلیدیوں سے محفوظ رکھیں۔ (المعتقد فی المنتقد، ص 192، مطبوعہ نوریہ رضویہ لاہور)

5۔ بحرالعلوم علامہ عبدالعلی علیہ الرحمہ متوفی 1225ھ:

فرماتے ہیں: شیعوں کے اس مقام (عصمت یعنی اہلبیت کے معصوم ہونے) پر کچھ شبہات ہیں۔ ان میں سے اکثر اور بڑے بڑے فضول قسم

کے ہیں۔علم الکلام (علم العقائد) میں ذکر کردیئے گئے ہیں۔ان کے یہاں سب سے پختہ ان میں سے رب تعالیٰ کے فرمان ''اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَھِّرَکُمۡ تَطۡھِیۡرًا'' کو دلیل کے طور پر پیش کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ نے نہ ارادہ کیا کسی چیز کا مگر وہ ضرور واقع ہوئی لہذا تطہیر ثابت ہوگئی اور پلیدی اور خطاء کا دور ہونا بھی ثابت ہوگیا۔

دلیل کا جواب:

اہلسنت اس بات کونہیں مانتے کہ یہ آیت صرف بارہ امام اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص ہے بلکہ یہ آیت تمام ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ یہ بات ثابت ہے، اگرچہ آیت مبارکہ میں ان کے علاوہ اہل بیت اطہار (ازواج) بھی شامل ہیں' جیسا کہ مختار قول یہی ہے۔

یا یہ آیت ان شخصیات کے بارے میں نازل ہوئی جن پر صدقات حرام ہیں جیسا کہ حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔پس اگر آیت مبارکہ عصمت یعنی اہلبیت کے معصوم ہونے پر شیعہ دلیل بناتے ہیں تو پھر شیعوں کو تمام ازواج مطہرات کو بھی معصوم ماننا پڑے گا اور وہ ایسا کبھی نہ کریں گے یعنی تمام ازواج کو معصوم نہیں مانیں گے کیونکہ یہ ان کے مذہب

کے خلاف ہے۔ (فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت، جلد 2، ص 278، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

6۔ امام سبکی علیہ الرحمہ:

فرماتے ہیں کہ شیعہ آیت تطہیر کو بنیاد بنا کر اہلبیت کو معصوم کہتے ہیں حالانکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اہل بیت اطہار طیب و طاہر ضرور ہیں مگر اہلبیت خطا (خطاء اجتہادی) سے معصوم نہیں ہیں۔

(الابہاج شرح منہاج، صفحہ نمبر 408)

7۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ:

فرماتے ہیں کہ اجماع اہلسنت ہے۔ انسانوں میں انبیاء کرام کے سوا کوئی معصوم (گناہوں سے پاک) نہیں جو انبیاء کرام کے علاوہ کسی دوسرے انسان کو معصوم مانے، وہ اہلسنت سے خارج ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 14، ص 187)

8۔ حضرت پیر سید مہر علی گولڑوی علیہ الرحمہ:

فرماتے ہیں کہ آیت تطہیر کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ (اہلبیت) کا پاک گروہ معصوم ہے اور ان سے کسی قسم کی خطاء کا سرزد ہونا ناممکن ہے۔ (یہ مطلب نہیں بلکہ ان سے خطاء ہوسکتی ہے۔)

(تصفیہ مابین سنی وشیعہ، ص46)

9۔ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ:

فرماتے ہیں کہ معصوم ہونا (گناہوں سے پاک ہونا) انبیاء کرام اور فرشتوں کا خاصہ ہے (یعنی ان کے سوا کوئی معصوم نہیں) اماموں کو معصوم ماننا شیعوں کا مذہب ہے۔ (بہار شریعت جلد 1، ص239)

محترم حضرات! معلوم ہوا کہ اسلامی عقیدے کے مطابق صرف اور صرف انبیاء کرام علیہم السلام اور ملائکہ معصوم ہیں، کسی دوسرے کو معصوم کہنا گمراہی اور بے دینی ہے۔

فضائل ومناقب سیدہ خاتونِ جنت

حضرت بی بی فاطمہ

رضی اللہ عنہا

☆ولادت:

اعلانِ نبوت سے 5 سال قبل حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش ہوئی۔ (مواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی، جلد 4، ص 331)

☆القابات:

حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کئی القابات ہیں جیسے سیدہ، طیبہ، طاہرہ، زہرا، بتول، عابدہ، زاہدہ، ساجدہ، سیدۃ النساء، خیرالنساء، خاتونِ جنت اور مخدومۂ کائنات وغیرہ۔

آپ کی ایک خاص کنیت ''ام ابیہا'' بھی ہے۔ (طبرانی معجم کبیر، جلد 9، ص 361)

☆ولادت کے وقت جبرائیل کی آمد:

1: نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا (جب میری بیٹی فاطمہ پیدا ہوئیں) تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا: اے محمد (ﷺ) آپ کا رب فاطمہ سے محبت فرماتا ہے (اس کے شکرانے میں) سجدہ کیجئے تو میں نے سجدہ ادا کیا۔ (لسان المیزان، جلد 3، ص 275، مطبوعہ حیدر آباد)

2: جب بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی تو حضرت جبرائیل

علیہ السلام آقا و مولا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: آپ کا رب آپ ﷺ اور آپ کی بیٹی کو سلام فرماتا ہے (میزان الاعتدال، جلد 1، ص 26، مکتبۃ القاہرہ)

☆ رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی شہزادی:

رسول پاک ﷺ کی چار شہزادیاں تھیں۔ حضرت بی بی فاطمہ، حضرت بی بی زینب، حضرت بی بی رقیہ اور حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہن۔

تمام شہزادیاں حضرت ام المومنین بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں ان میں شہزادیٔ کونین سیدہ پاک حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے چھوٹی تھیں (مگر مرتبہ میں سب سے بلند و بالا تھیں۔)

☆ رسول اللہ ﷺ کی کئی صاحبزادیاں تھیں، ثبوت قرآن مجید سے:

دشمنانِ صحابہ صرف اور صرف سیدہ پاک حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی کو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی مانتے ہیں جبکہ قرآن مجید ان کے اس من گھڑت عقیدے کا رد کرتا ہے۔

القرآن: وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ: اور اپنی بیٹیوں اور عورتوں سے فرمادو (سورۂ احزاب، آیت

59)

اس آیت میں جمع کا صیغہ بیان ہوا ''وَ بَنٰتِكَ'' اور اپنی بیٹیوں سے کہہ دو۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک بیٹی سیدہ پاک حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی نہیں تھیں بلکہ چار صاحبزادیاں تھیں۔

☆ فضا نور سے منور ہوگئی:

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی تو آپ کے رخ انور کے نور سے ساری فضا منور ہوگئی۔ (الروض الفائق، المجلس الثامن والعشرون فی ازواج علی بن ابی طالب، ص 274)

☆ فاطمہ نام رکھنے کی وجہ تسمیہ:

1: حدیث شریف = رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس (یعنی میری بیٹی) کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا کیونکہ رب تعالیٰ نے اس کو اور اس سے محبت کرنے والوں کو جہنم سے آزاد کیا ہے (کنز العمال، کتاب الفضائل، الفصل الثانی، جلد 12، ص 50، حدیث 34222)

2: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک فاطمہ نے پاک دامنی اختیار کی اور رب تعالیٰ

نے اس کی اولاد کو دوزخ پر حرام فرما دیا ہے۔ (مستدرک جلد 4، ص 135، حدیث 4779)

☆ ماں کے پیٹ میں کرامت:

جب کفار نے معجزہ شق القمر (چاند کے دوٹکڑے کرنے) کا مطالبہ کیا، ان دنوں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا امید سے تھیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ کتنا ذلیل ورسوا ہے جس نے ہمارے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے برتر نبی ورسول ہیں تو سیدہ پاک حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ماں کے پیٹ میں ندا دی "اے امی جان! آپ غمزدہ نہ ہوں، بے شک رب تعالیٰ میرے بابا کا مددگار ہے۔ (الروض الفائق، المجلس الثامن والعشرون فی ازواج علی بن ابی طالب، ص 274)

☆ حیض ونفاس سے پاک:

حدیث شریف = رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری بیٹی فاطمہ انسانی شکل میں حوروں کی طرح حیض ونفاس سے پاک ہے۔ (کنز العمال، کتاب الفضائل، فضل اہل بیت، جلد 12، ص 50، حدیث 34221)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ:

حدیث شریف = حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی

ہیں کہ میں نے چال ڈھال، شکل وشباہت اور بات چیت میں فاطمہ عفیفہ سے بڑھ کر کسی کو سرورِ کونین ﷺ کے مشابہ نہیں دیکھا اور جب بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتیں تو آپ ﷺ ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہوجاتے، ہاتھ کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے اور جب سرورِ کونین ﷺ تشریف لے جاتے تو بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اس طرح کرتیں (یعنی استقبال کے لئے تعظیماً کھڑی ہوجاتیں، دستِ پاک کو بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ بٹھاتیں)۔ (ابوداؤد حدیث 5217)

☆ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضا میں مولا کی رضا:

حدیث شریف = حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تیری ناراضگی پر ناراض ہوتا ہے اور تیری رضا پر راضی ہوتا ہے (مستدرک جلد 3، ص 173، حدیث نمبر 4751، طبرانی معجم کبیر، جلد 1 ص 108، حدیث 182)

☆ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے:

حدیث شریف = حضرت مسرور بن مخرمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک فاطمہ میری ٹہنی ہے جس چیز سے

اسے خوشی ہوتی ہے، اس چیز سے مجھے خوشی ہوتی ہے اور جس چیز سے اسے تکلیف پہنچتی ہے، اس چیز سے مجھے بھی تکلیف پہنچتی ہے۔ (مسند امام احمد ابن حنبل، جلد 4، ص 332، حدیث 1347، مستدرک جلد 3، ص 168، حدیث 4734)

اس حدیث شریف کو بنیاد بنا کر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دشمن کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے باغِ فدک کا مطالبہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُنہیں صاف منع کر دیا جس سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف پہنچی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف دینا نبی پاک ﷺ کو تکلیف دینا ہے۔

اس اعتراض کا مکمل جواب میری کتاب ''صحابہ کرام کی حقانیت'' کے صفحہ نمبر 46 تا 82 پر تفصیل سے دیا گیا ہے، وہ تحریر وہاں ضرور پڑھیئے، ان شاء اللہ ایمان تازہ ہو جائے گا۔

☆ حضور ﷺ کی محبوب ہستیاں:

حدیث شریف = حضرت جمیع بن عمیر تیمی بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: نبی پاک ﷺ کو کون زیادہ محبوب تھا؟ ام المومنین حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا' فاطمہ رضی اللہ عنہا...... عرض کیا گیا: مردوں میں سے (کون زیادہ محبوب تھا؟) فرمایا: ان کے شوہر (مولا علی رضی اللہ عنہ) جہاں تک میں جانتی ہوں، وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والے اور راتوں کو عبادت کے لئے بہت قیام کرنے والے تھے۔ (ترمذی، کتاب المناقب، حدیث 3874، مستدرک جلد 2، ص 171، حدیث 4744)

اس حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبانی حضرت سیدہ فاطمہ اور مولا علی رضی اللہ عنہا کی شان بیان کی گئی ہے۔ دشمنانِ صحابہ میٹھا زہر لوگوں کو دیتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت بی بی فاطمہ اور مولا علی رضی اللہ عنہ کو پسند نہیں کرتی تھیں بلکہ ان سے بغض رکھتی تھیں (معاذ اللہ) یہ حدیث شریف انہیں جھوٹا ثابت کر رہی ہے کیونکہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں ذرہ برابر بھی مولا علی شیر خدا اور سیدہ پاک کا بغض ہوتا تو کبھی بھی اس طرح ان ہستیوں کی شان و عظمت اجاگر نہ کرتیں۔

☆ سفر سے واپسی پر پہلے سیدہ کے گھر:

حدیث شریف = حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنے اہل و عیال میں سے سب کے بعد جس سے گفتگو فرما کر سفر پر روانہ ہوتے۔ وہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوتیں اور سفر سے واپسی پر سب سے پہلے جس کے

پاس تشریف لاتے، وہ بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوتیں۔

(ابوداؤد حدیث 4213، مسند امام احمد ابن حنبل، جلد 5، ص 275)

☆ سیدہ پیاری اور تم عزیز ہو:

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو میرے اور حضرت فاطمہ میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ مجھے تم سے زیادہ پیاری ہے اور تم میرے نزدیک اس سے زیادہ عزیز ہو۔ (طبرانی معجم اوسط جلد 7، ص 343، حدیث 7675، مجمع الزوائد، جلد 9، ص 173)

اس حدیث شریف کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اگر (معاذ اللہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت مولا علی اور حضرت بی بی فاطمہ اور اہلبیت اطہار رضوان علیہم اجمعین کی نفرت ہوتی تو کیا وہ اس حدیث شریف کو روایت کرتے؟ ہرگز نہیں کرتے۔ لہذا معلوم ہوا کہ اصحاب رسول، اہلبیتِ اطہار سے محبت کیا کرتے تھے۔

☆ سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کا جہیز:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے 63 درہم عطا فرمائے تھے۔ میں نے روئی سے بھرا ہوا موٹے کپڑے کا بستر، چمڑے کا دستر خوان، چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ پانی کے لئے ایک مشکیزہ اور کوزہ (یعنی مٹی کا آب خورہ) اور نرم اون کا ایک پردہ خریدا (یہ سیدہ پاک بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز تھا۔)

پھر میں، حضرت سلمان فارسی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہا نے تھوڑا تھوڑا کر کے یہ سامان اٹھالیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا تو رونے لگے اور آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر عرض کی: اے مالک ومولا! ایسے لوگوں کو اپنی برکت سے نواز جن کا شعار (یعنی طریقہ) ہی تجھ سے ڈرنا ہے (الروض الفائق، المجلس الثامن والاربعون، ص 275)

☆ شادی کی رات دعا:

حدیث شریف = حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مولا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی رات مولا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: مجھے ملے بغیر کوئی عمل نہ کرنا پھر آپ ﷺ نے پانی منگوایا، اس سے وضو کیا پھر مولا علی رضی اللہ عنہ پر پانی ڈال کر فرمایا: اے مالک ومولا! ان دونوں کے حق میں برکت اور دونوں پر

برکت نازل فرما، ان دونوں کے لئے ان کی اولاد میں برکت عطا فرما۔

(سنن الکبریٰ جلد 6،ص 76، حدیث 10088)

☆شادی کی پہلی رات عبادت:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد جب رات کا اندھیرا چھایا تو آپ رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے تمام عورتوں کی سردار! کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ میں تمہارا شوہر اور تم میری زوجہ ہو؟ کہنے لگیں "میں کیونکر راضی نہ ہوں گی" آپ تو میری رضا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں، میں تو اپنی اس حالت و معاملے کے متعلق سوچ رہی ہوں کہ جب میری عمر بیت جائے گی اور مجھے قبر میں داخل کر دیا جائے گا" آج میرا عزت و فخر کے بستر میں داخل ہونا کل قبر میں داخل ہونے کی مانند ہے۔ آج رات ہم اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑے ہوکر عبادت کریں گے کہ وہی عبادت کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

اس کے بعد وہ دونوں عبادت کی جگہ کھڑے ہوکر پوری رات رب تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہے (الروض الفائق، المجلس والثامن والاربعون ص 278)

☆شادی کے بعد سیدہ سے پوچھا:

مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انتہائی ٹھنڈی اور شدید سرد صبح رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ہمیں دعائے خیر سے نوازا اور پھر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تنہائی میں پوچھا: اے میری بیٹی! تو نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟ جواب دیا ”وہ بہترین شوہر ہیں“

پھر آپ ﷺ نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر ارشاد فرمایا: اپنی زوجہ سے نرمی سے پیش آنا، بے شک فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جو چیز اسے دکھ دے گی، مجھے بھی دکھ دے گی اور جو اسے خوش کرے گی، مجھے بھی خوش کرے گی۔ میں تم دونوں کو اللہ پاک کے سپرد کرتا ہوں اور تم کو اس کی حفاظت میں دیتا ہوں۔ اس نے تم سے ناپاکی دور کردی اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردیا۔

مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ پاک کی قسم! اس حکم رسول کے بعد میں نے نہ تو کبھی حضرت فاطمہ پر غصہ کیا اور نہ ہی کسی بات پر انہیں ناپسند کیا۔ یہاں تک کہ اللہ پاک نے ان کو اپنے پاس بلالیا، بلکہ وہ بھی کبھی مجھ سے ناراض نہ ہوئیں اور نہ ہی کسی بات میں میری نافرمانی کی اور جب بھی ان کو دیکھتا تو وہ میرے دکھ درد دور کرتی دکھائی دیتیں۔

(الروض الفائق، المجلس الثامن والاربعون، ص 278)

☆ سیدہ کے ذمہ گھریلو کام:

حضرت ضمرہ بن حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے امورِ خانہ داری (مثلاً چکی پیسنے، جھاڑو دینے، کھانا پکانے کے کام وغیرہ) اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ کے سپرد فرمائے اور گھر سے باہر کے کام (مثلاً بازار سے سودا سلف لانا، اونٹ کو پانی پلانا وغیرہ) مولا علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ لگا دیئے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 8، ص 157، حدیث 14)

☆ غلام کی جگہ تسبیح فاطمہ عطا کی:

حدیث شریف = مولا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس تکلیف کی شکایت کرنے جوان کے ہاتھ کو چکی سے پہنچتی تھی، انہیں جب خبر ملی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس غلام آئے ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قصہ عرض کیا: فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم بستر پکڑ چکے تھے تو ہم اٹھنے لگے تو فرمایا: اپنی جگہ رہو، تشریف لائے میرے اور حضرت

فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان بیٹھ گئے۔ حتیٰ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے قدم کی ٹھنڈک اپنے پیٹ پر محسوس کی، فرمایا: میں تمہیں تمہارے سوال سے بہتر چیز نہ بتادوں؟ جب تم اپنے بستر لو تو، 33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمدللہ اور 34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لو۔ یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الدعوات، جلد 1، ص 446، حدیث 2387)

☆سیدہ کی غربت:

رسول اللہ ﷺ ایک دن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور سلام کے بعد پوچھا: بیٹی! کیسی ہو؟ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی غربت اور بیماری کی حالت بیان کرتے ہوئے عرض کیا: اے بابا جان! میں دوہری تکلیف میں مبتلا ہوں۔ ایک تو بیماری کی تکلیف اور دوسری بھوک کی تکلیف! اور میرے پاس ایسی کوئی چیز بھی نہیں جسے کھا کر بھوک مٹا سکوں۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اشک بار ہو گئے اور اپنے اختیاری فاقوں کی خبر اور تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: بیٹی! گھبراؤ نہیں رب تعالیٰ کی قسم! میں نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا، حالانکہ بارگاہ رب العزت میں میرا تم سے زیادہ مرتبہ ہے، اگر میں مانگوں تو وہ مجھے ضرور کھلائے گا مگر میں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔

رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مزید محبتوں، شفقتوں اور بشارتوں سے نوازتے ہوئے ارشاد فرمایا ''خوش ہوجاؤ کہ تم جنتی عورتوں کی سردار ہو اور تم جنت کے ایسے محلات میں رہوگی، جن میں کوئی عیب ہوگا نہ دکھ اور نہ ہی کوئی تکلیف''

پھر فرمایا: اپنے چچازاد کے ساتھ خوش رہو، میں نے دنیا و آخرت کے سردار کے ساتھ تمہارا نکاح کیا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص 180، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

☆ سیدہ نے تین پتھر باندھے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن اللہ پاک کے حبیب ﷺ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے فاقے کا عالم بیان کرتے ہوئے عرض کی: میں نے اپنے پیٹ پر تین پتھر باندھ رکھے ہیں اور ہر پتھر ایک دن کی بھوک کی وجہ سے باندھا ہے۔ جواب میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیٹ پر چار پتھر بندھے ہوئے دکھائے۔ (بریقۃ محمودیہ، جز 4، ص 65، مکتبہ شاملہ)

☆ فاقہ کشی پر دعائے محمد ﷺ:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں۔ آپ ﷺ نے اپنی بیٹی کا حال ملاحظہ فرمایا کہ شدت بھوک کی وجہ سے چہرے سے خون ختم اور رنگ زرد پڑ چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو قریب بلایا اور بارگاہ رب العزت میں عرض کی: اے بھوکوں کو سیر کرنے والے اور پستوں کو بلند کرنے والے پروردگار! فاطمہ بنت محمد سے بھوک کی شدت اٹھالے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دعائے مصطفی کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چہرے کی زردی پر خون غالب آ گیا اور پھر کسی موقع پر جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی تو پوچھنے پر بتایا کہ اس دعا کے بعد مجھے (شدید) بھوک نہ لگی۔ (دلائل النبوۃ، جلد 6، ص 108)

☆ تربیت رسول اللہ ﷺ:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی گردن میں پہنا ہوا سونے کا ہار پکڑ کر عرض کی: یہ ابوالحسن (یعنی مولا علی) نے مجھے تحفے میں دیا ہے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے

فاطمہ! کیا لوگوں کے اس طرح کہنے سے تمہیں خوشی ہوگی کہ فاطمہ بنت محمد کے گلے میں آگ کا ہار ہے؟

یہ کہہ کر آپ ﷺ بیٹھے بغیر تشریف لے گئے، اس کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ ہار بیچ کر ایک غلام خریدا اور اسے آزاد کر دیا۔

جب یہ خبر نبی پاک ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا: تمام خوبیاں اللہ پاک کو جس نے فاطمہ کو آگ سے نجات عطا فرمائی۔ (مستدرک، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد 4، ص 134، حدیث 4778)

محترم حضرات! سونے کا ہار پہننا عورت کے لئے جائز ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چونکہ ایک عظیم مرتبہ کی مالکہ تھیں، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان کی تربیت فرماتے ہوئے انہیں پہننے سے منع فرمایا۔

☆ سیدہ کی اُمّت سے محبت:

امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ رات کو مسجد بیت کی محراب (گھر میں نماز پڑھنے کی مخصوص جگہ) میں نماز پڑھتی رہتیں۔ یہاں تک کہ نماز فجر کا وقت ہو جاتا۔ میں نے والدہ کو مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے بہت دعائیں کرتے سنا۔ آپ اپنی ذات کے لئے کوئی دعا نہ کرتیں۔ میں نے عرض کی: امی جان! آپ اپنے لئے دعا نہیں کرتیں، اُمّت کے لئے کرتی ہیں؟ تو فرمایا:

بیٹا! پہلے پڑوس، پھر گھر۔ (مدارج النبوت، ص 250)

محترم حضرات! جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہمیں نہ بھولتی تھیں تو ہمیں بھی سیدہ کو روز ایصال ثواب کرنا چاہئے۔ الحمدللہ! مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ میں دن میں دو مرتبہ سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کا نام لے کر انہیں ایصال ثواب کرتا ہوں۔

☆ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دعوت:

ایک دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے رسول پاک ﷺ کی دعوت کی۔ جب حضور ﷺ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان پر رونق افروز ہوئے تو آپ ﷺ کے قدموں کو گننے لگے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، میری تمنا ہے کہ حضور ﷺ کے ایک ایک قدم کے عوض میں آپ کی تعظیم وتکریم کے لئے ایک ایک غلام آزاد کروں چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان تک، جس قدر حضور ﷺ کے قدم پڑے تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اتنی ہی تعداد میں غلاموں کو خرید کر آزاد کیا۔

مولا علی رضی اللہ عنہ نے اس دعوت سے متاثر ہو کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اے فاطمہ! آج میرے دینی بھائی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بڑی شاندار دعوت کی ہے اور حضور ﷺ کے ہر

ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کیا ہے۔ میری بھی تمنا ہے کہ کاش! ہم بھی حضور ﷺ کی اس طرح شاندار دعوت کر سکتے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر مولا علی رضی اللہ عنہ کے اس جوشِ تاثر سے متاثر ہو کر کہا: بہت اچھا، جایئے آپ بھی حضور ﷺ کو اسی قسم کی دعوت دیتے آیئے۔ ان شاء اللہ ہمارے گھر میں بھی اسی قسم کا انتظام ہو جائے گا۔

چنانچہ مولا علی رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر دعوت دی اور رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی ایک کثیر جماعت کو ساتھ لے کر اپنی بیٹی کے گھر میں تشریف فرما ہو گئے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تنہائی میں تشریف لے جا کر خدائے رحمن کی بارگاہ میں سر بسجود ہو گئیں اور یہ دعا مانگی: یا اللہ! تیری بندی فاطمہ نے تیرے محبوب ﷺ اور ان کے اصحاب کی دعوت کی ہے، تیری بندی کا صرف تجھ پر ہی بھروسہ ہے لہٰذا اے میرے رب! تُو آج میری لاج رکھ لے اور اس دعوت کے کھانوں کا غیب سے انتظام فرما۔

یہ دعا مانگ کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہانڈیوں کو چولہوں پر رکھ دیا۔ خدائے رحمن کا دریائے کرم ایک دم جوش میں آ گیا اور اس کریم پروردگار نے ان ہانڈیوں کو جنت کے کھانوں سے بھر دیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان ہانڈیوں میں سے کھانا نکالنا شروع

کر دیا اور حضور ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ کھانا کھانے سے فارغ ہو گئے لیکن خدا کی شان کہ ہانڈیوں میں سے کھانا کچھ بھی کم نہ ہوا اور صحابہ کرام ان کھانوں کی خوشبو اور لذت سے حیران رہ گئے۔ حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کو حیران دیکھ کر فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: نہیں...... آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کھانا رب تعالیٰ نے ہم لوگوں کے لئے جنت سے بھیجا ہے۔

پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گوشہ تنہائی میں جا کر سجدہ ریز ہو گئیں اور دعا مانگنے لگیں۔ یا اللہ کریم! حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تیرے محبوب ﷺ کو ایک ایک قدم کے عوض ایک ایک غلام آزاد کیا ہے لیکن تیری بندی فاطمہ کو اتنی استطاعت نہیں ہے لہذا اے مالک و مولا! جہاں تُو نے میری خاطر جنت سے کھانا بھیج کر میری لاج رکھ لی ہے، وہاں تُو میری خاطر اپنے حبیب ﷺ کے ان قدموں کے برابر جتنے قدم چل کر میرے گھر تشریف لائے ہیں، اپنے حبیب ﷺ کی اُمّت کے گناہ گار بندوں کو جہنم سے آزاد فرما دے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جوں ہی اس دعا سے فارغ ہوئیں۔ ایک دم اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ بشارت لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ! حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دعا بارگاہ

رب العزت میں مقبول ہوگئی۔ رب تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کے ہر قدم کے بدلے میں ایک ایک ہزار گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کردیا۔ (کتاب جامع المعجزات، ص 66، کرامات صحابہ ص 330)

☆سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی کرامت:

زمانہ قحط میں رسول اللہ ﷺ نے بھوک محسوس کی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے (سینی میں) ایک بوٹی اور دو روٹیاں ایثار کرتے ہوئے بارگاہ رسالت میں بھیج دیں۔ رسول اللہ ﷺ اس تحفہ کے ساتھ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف تشریف لے آئے اور فرمایا: اے میری بیٹی! ادھر آؤ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس سینی کو کھولا تو آپ یہ دیکھ کر حیران رہ گئیں کہ وہ سینی روٹیوں اور بوٹیوں سے بھری ہوئی تھی اور آپ نے یہ جان لیا کہ یہ کھانا رب تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے استفسار فرمایا کہ یہ سب تمہارے لئے کہاں سے آیا ہے تو سیدہ فاطمہ نے عرض کیا: اللہ پاک کی طرف سے آیا ہے اور بے شک اللہ پاک جسے چاہتا ہے، بے حساب دیتا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام تعریفیں رب تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے تجھے بنی اسرائیل کی سردار حضرت مریم کے مشابہ بنایا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے مولا علی رضی اللہ عنہ، امام حسن و حسین رضوان

اللہ علیہم اجمعین اور دوسرے اہلبیت کو جمع فرما کر سب کے ساتھ (سینی میں سے) کھانا تناول فرمایا اور سب سیر ہو گئے پھر بھی کھانا اس قدر باقی تھا اور اس کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے پڑوسیوں کو کھلایا۔ (تفسیر روح البیان، سورۂ آل عمران، آیت نمبر 37 کے تحت)

☆ جدائی کا صدمہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر جدائی کا اتنا غلبہ ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہا کے لبوں سے مسکراہٹ ہی ختم ہو گئی، اپنے وصال سے قبل صرف ایک بار ہی مسکراتی دیکھی گئیں۔ (جذب القلوب (مترجم) ص 231)

حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے بابا جان کے غم و جدائی کی مصیبت کے زمانہ میں لوگوں کی صحبت سے پریشان ہو کر تنہائی اختیار کر کے بیت الحزن میں قیام پذیر ہو گئی تھیں۔

(مدارج النبوت (مترجم) جلد 2، ص 625)

☆ جدائی کا غم والم:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (شدت غم کے سبب)

فرمانے لگیں۔ ہائے بابا جان! آپ ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کے بلاوے کو قبول کرلیا، ہائے بابا جان! جنت الفردوس آپ کا مقام ہوگیا، ہائے بابا جان! ہم جبرائیل علیہ السلام کو تعزیت دیتے ہیں۔ (صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، ص 1765، حدیث 6622)

☆ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی قلبی کیفیت:

مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوگیا اور آپ ﷺ کو قبرِ انور میں رکھ دیا گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مزار پر حاضر ہوئیں۔ خاک اقدس کی مٹھی بھری، آنکھوں پر لگائی، آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے اور زبانِ اقدس، غمِ دل کو ان الفاظ میں ڈھالنے لگی۔

1...... اس شخص پر کیا ملامت ہوسکتی ہے جس نے تُربتِ رسول کو سونگھا ہے کہ وہ رہتی دنیا تک قیمتی سے قیمتی خوشبوؤں کو نہ سونگھے۔ رسول اللہ ﷺ کے جسدِ اطہر سے خاکِ تُربت میں بسنے والی خوشبو اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوسری خوشبوؤں سے بے نیاز کردینے والی ہے۔

2...... مجھ پر مصائب کی وہ سیاہ راتیں آن پڑی ہیں کہ ان کو دنوں پر ڈالا جاتا تو راتوں میں تبدیل ہوجائے۔

(الوفا باحوال المصطفیٰ (مترجم) چالیسواں باب ص 831)

☆ایک بار مسکرائیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر غمِ مصطفی کا اس قدر غلبہ ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہا کے لبوں کی مسکراہٹ ہی ختم ہوگئی۔ اپنے وصال سے قبل صرف ایک ہی بار مسکراتی دیکھی گئیں۔ اس کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ تشویش تھی کہ عمر بھر تو غیر مردوں کی نظروں سے خود کو بچائے رکھا ہے۔ اب کہیں انتقال کے بعد میری کفن پوش لاش ہی پر لوگوں کی نظر نہ پڑ جائے۔ ایک موقع پر حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ جنازے پر درخت کی شاخیں باندھ کر ایک ڈولی کی سی صورت بنا کر اس پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ پھر انہوں نے کھجور کی شاخیں منگوا کر انہیں جوڑ کر اس پر کپڑا تان کر سیدہ فاطمہ جنت رضی اللہ عنہا کو دکھایا۔ آپ بہت خوش ہوئیں اور لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ پس یہی ایک مسکراہٹ تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد دیکھی گئی۔ (جذب القلوب (مترجم) ص 231)

محترم حضرات! یہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کون تھیں؟ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں جن کے سبب حضرت بی

بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مشکل آسان ہوئی اور یہ بھی یاد رہے کہ جب حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کی تیمارداری کے لئے اپنی زوجہ کو بھیجا جو کہ آخر تک خاتونِ جنت کی تیمارداری کرتی رہیں۔

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ اگر حضرت بی بی فاطمہ کے دل میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بغض ہوتا تو کیا وہ کبھی ان کی زوجہ کو گھر میں آنے دیتیں اور تیمارداری کی اجازت دیتیں؟

اور اگر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں سیدہ پاک کا بغض ہوتا تو کیا وہ اپنی بیوی کو بھیجتے اور تیمارداری کی اجازت دیتے؟

معلوم ہوا کہ سیدہ پاک کا دل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے صاف تھا اور اسی طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دل بھی سیدہ پاک کے لئے صاف تھا۔ یہی نہیں بلکہ خود سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی ان کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔

☆ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدہ پاک کے گھر:

حضور ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد سیدہ پاک رضی اللہ عنہا مرضِ وصال میں مبتلا ہوئیں تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے تشریف لائے اور مولا علی رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی۔

مولا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ پاک رضی اللہ عنہا سے جا کر کہا: مسلمانوں کے خلیفہ تمہاری عیادت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اگر تم کہو تو میں انہیں گھر کے اندر آنے کی اجازت دے دوں۔ سیدہ پاک رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی اور آپ نے سیدہ پاک بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کا حال احوال دریافت کیا اور فرمایا: اللہ کریم کی قسم! میں نے اپنے گھر، اپنے مال اور اپنے خاندان کو اللہ کریم اور اس کے رسول ﷺ کی رضا اور حضور ﷺ کی اہلبیت کو راضی کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔

حضرت سیدہ پاک رضی اللہ عنہا جو اس سے قبل وراثت کے معاملہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ناراض تھیں، انہوں نے آپ کی بات سنی تو اپنی ناراضگی فوراً ختم کر دی۔ (البدایہ والنہایہ، جلد 5، ص 289)

محترم حضرات! جب سیدہ پاک رضی اللہ عنہا نے ناراضگی ختم کر دی لہذا اب کسی خبیث کو یہ اجازت نہیں کہ وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر تنقید کرے۔

☆ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی وصیتیں:

سیدہ پاک نے وصال سے قبل دو وصیتیں فرمائیں۔

1۔ مولا علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ میری وفات کے بعد حضرت امامہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیں چنانچہ مولا علی رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی

کیا۔ (اکمال (مترجم) مع مراۃ المناجیح، جلد 8، ص 7)

2۔ جب میں دنیا سے جاؤں تو مجھے رات میں دفن کریں تاکہ میرے جنازے پر نامحرم کی نظر نہ پڑے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 9، ص 307)

☆ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ:

1۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ (کنز العمال، کتاب الموت، جلد 8، حدیث 42856، ص 303)

2۔ حضرت ابراہیم علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔ (کنز العمال، کتاب الموت، حدیث 42816، ص 299)

☆ نبی پاک ﷺ کی نسل سیدہ پاک سے:

حدیث شریف = حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر ماں کی اولاد کا عصبہ (باپ) ہوتا ہے جس کی طرف وہ منسوب ہوتی ہے، سوائے فاطمہ کے بیٹوں، کے کہ میں ہی ان کا باپ اور

میں ہی ان کا نسب ہوں۔ (مستدرک، جلد 3، ص 153، حدیث نمبر 4684، مسند البزار، جلد 1، ص 397، حدیث 284)

2: نبی پاک ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میرے حسب ونسب کے سوا ہر سلسلہ نسب منقطع ہو جائے گا۔ ہر بیٹے کی نسبت باپ کی طرف ہوتی ہے۔ سوائے اولادِ فاطمہ کے کہ ان کا باپ بھی میں ہوں اور ان کا نسب بھی میں ہی ہوں (مصنف عبدالرزاق، سنن الکبریٰ، طبرانی معجم کبیر)

☆ روزِ محشر سیدہ پاک کی عظمت:

حدیث شریف = حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ روز قیامت عرش کی گہرائیوں سے ایک ندا دینے والا ندا دے گا: اے محشر والو! اپنے سروں کو جھکالو اور اپنی نگاہیں نیچی کرلو تا کہ فاطمہ بنت محمد ﷺ پل صراط سے گزر جائیں پس آپ گزر جائیں گی اور آپ کی ساتھ حورعین میں سے چمکتی بجلیوں کی طرح ستر ہزار خادمائیں ہوں گی۔ (کنزالعمال جلد 12، ص 105، حدیث نمبر 34210، صواعق المحرقہ جلد 2، ص 557)

2۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری بیٹی فاطمہ قیامت کے دن اس طرح اٹھے گی کہ اس پر عزت کا جوڑا ہوگا جسے آبِ حیات سے دھویا گیا ہے۔ ساری مخلوق اسے دیکھ کر دنگ

رہ جائے گی۔ پھر اسے جنت کا لباس پہنایا جائے گا جس کا ہر حلہ ہزار حلوں پر مشتمل ہوگا، ہر ایک پر سبز خط پر لکھا ہوگا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کو احسن صورت، اکمل ہیئت، تمام تر کرامت اور بے پناہ عزت واحترام سے جنت میں لے جاؤ۔ پس آپ کو دلہن کی طرح سجا کر ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں جنت کی طرف لایا جائے گا۔ (محب الدین الطبری فی ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربی، جلد 1، ص 95)

اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پہلے امام

مولا علی شیر خدا

رضی اللہ عنہ

☆ نام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں کہ جب میرا یہ بچہ پیدا ہوا تو نبی پاک ﷺ نے اس کا نام علی رکھا اور اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور اپنی زبان اس مولود مسعود کو چوسنے کے لئے اس کے منہ میں ڈال دی جسے یہ بچہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) چوستے ہوئے سو گیا۔ (سیرتِ حلبیہ جلد اول، ص 182)

☆ ولادت:

جس وقت حضرت فاطمہ بنت اسد پر وضع حمل کے آثار ظاہر ہوئے اور درد شدت اختیار کر گیا تو ابو طالب بہت زیادہ پریشان ہو گئے۔ اسی اثناء میں حضور ﷺ وہاں پہنچ گئے اور پوچھا اے چچا! آپ کیوں پریشان ہیں؟ ابوطالب نے حضرت فاطمہ بنت اسد کا حال بیان کیا۔

رسول اللہ ﷺ فاطمہ بنت اسد کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے ابو طالب کا ہاتھ پکڑ کر خانۂ کعبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت فاطمہ بنت اسد بھی ساتھ ساتھ تھیں۔ وہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت اسد کو خانہ کعبہ کے اندر بھیج کر فرمایا ''اللہ کا نام لے کر

آپ اس جگہ بیٹھ جایئے‘‘

پس کچھ دیر بعد ہی ایک خوبصورت و پاکیزہ بچہ پیدا ہوا۔ اتنا خوبصورت بچہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

(مناقب ابن مغازلی ص 6، الفصول المہمۃ ص 39)

☆ مولا علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبۃ اللہ میں:

1: حضرت علی رضی اللہ عنہ ماہ رجب کی 13 تاریخ کو خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے (الفصول المہمہ، ابن اصباغ مالکی، ص 29، مطبوعہ بیروت)

2: علامہ حسن بن مومن شبلنجی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ عام الفیل کے تیسویں سال جمعۃ المبارک کے دن 13 رجب کو خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ (نور الابصار شبلنجی، ص 183، طبع بیروت)

3: حضرت علی رضی اللہ عنہ عام الفیل کے تیس سال بعد 13 رجب المرجب کو خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام علی تجویز کیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو اس وقت آپ کی عمر صرف دس سال تھی۔

4: حضرت علی رضی اللہ عنہ 13 رجب المرجب ہجرت سے 23 سال پہلے خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔ (ریاض الجنان، جلد 1، ص 11)

☆ آغوشِ نبی ﷺ میں پرورش:

حضرت علی رضی اللہ عنہ ابھی کم عمر تھے کہ مکۃ المکرمہ میں شدید قحط پڑا اور قریش بھی اس قحط سے شدید متاثر ہوئے۔ ابوطالب کثیر العیال تھے لہذا ان کے لئے اپنے اہل وعیال کی پرورش کرنا مشکل ہوگیا چنانچہ نبی پاک ﷺ نے اپنے چچا عباس کو یہ سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذمہ لیتا ہوں اور آپ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری لے لیں چنانچہ وہ مان گئے اور یوں مولا علی رضی اللہ عنہ کی پرورش آغوشِ نبی ﷺ میں ہوئی۔ (تاریخ طبری جلد 2، ص 66)

محترم حضرات! اندازہ کیجئے کہ جو نبی پاک ﷺ کی صرف صحبت اختیار کرے، وہ آفتاب و ماہتاب کی طرح چمک جاتا ہے تو جس ہستی نے آغوشِ نبی ﷺ میں پرورش اور تربیت پائی ہو، اس کی شان وعظمت کا عالم کیا ہوگا۔

☆ مولا علی رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک:

مولا علی رضی اللہ عنہ کا رنگ گندمی، قد درمیانہ مائل بہ پستی، آنکھیں خوبصورت اور بڑی، ہنس مکھ چہرہ اور نہایت درجہ خوبصورت تھے، جسم انور قدرے فربہ تھا، بہت طاقت ور تھے۔ داڑھی مبارک گھنی اور دراز تھی۔ سینہ

انور پر بہت زیادہ بال اور پورے جسم پر عموماً بال تھے البتہ کثرت خود (دوران جنگ جو ٹوپی لوہے کی پہنی جاتی ہے، اس کے کثرت استعمال سے) سر کے بال اڑ گئے تھے۔ آپ کے بازو اور پنڈلیوں پر گوشت تھا اور یوں ہی دونوں کاندھوں کے درمیانی حصہ، یہ سب شجاعت و بہادری کی دلیل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تقریباً تریسٹھ سال کی عمر پائی۔ (کامل ابن اثیر، تاریخ الخلفاء، ص 363، پروگریسیو بکس)

☆مشرف با اِسلام:

دوران پرورش مولا علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ اور حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیسی عبادت ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ سن کر مولا علی رضی اللہ عنہ حیران ہو گئے اور کہا میں نے پہلے کبھی اس دین کے متعلق کچھ نہیں سنا۔ نبی پاک ﷺ نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو اللہ وحدہ لاشریک لہ پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے کلمہ شریف پڑھا اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

حدیث شریف = ایک انصاری شخص حضرت ابوحمزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے (یعنی نابالغ بچوں

میں)(ترمذی کتاب المناقب، حدیث نمبر 3735)

اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے ایمان لائے، بعض نے کہا مولا علی رضی اللہ عنہ پہلے ایمان لائے چنانچہ اس میں تطبیق یوں قائم کی گئی کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے، بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے۔ عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے ایمان لائیں اور غلاموں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

☆ دربارِ رسالت میں مقامِ مولا علی رضی اللہ عنہ:

حدیث شریف = حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ چھوڑ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ کر جارہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہو جو ہارون علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (بخاری شریف، کتاب المغازی، حدیث نمبر 1602)

بعض لوگ اس حدیث کو بنیاد بنا کر کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ فرمانا

کہ میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی لہذا جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے، اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کے خلیفہ ہیں۔

دلیل کا جواب: اس حدیث شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اگر ہے تو صرف یہ کہ حضور ﷺ نے انہیں اہلِ بیت کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا تھا تو اس کا سبب ایک تو قرابت داری و رشتہ داری تھا اور دوسرا یہ کہ اہلبیت کی حفاظت ونگہبانی کا اہم فریضہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ادا کر سکتے ہیں۔

دوسری دلیل: حضرت ہارون علیہ السلام کی خلافت تو عارضی تھی کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی وصال فرما چکے تھے پھر اگر خلافتِ مولا علی کو خلافتِ ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دی جائے تو کسی صورت بھی درست نہیں ہے۔

تیسری دلیل: حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جس طرح دینِ حق کو پھیلانے میں حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدد کی۔ اسی طرح تم نے بھی اسلام کی تبلیغ میں

میری مدد کی ہے۔

☆ مولا علی رضی اللہ عنہ سرکار ﷺ کے کاندھوں پر:

(فتح مکہ کے موقع پر کعبہ کے اندر اوپر کے بت توڑنے کی باری آئی تو) سرکار ﷺ نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اے علی! میرے کندھوں پر چڑھ جاؤ (اور کعبۃ اللہ کی اندرونی چھت سے بتوں کو گرادو) مولا علی رضی اللہ عنہ سرکار ﷺ کے کندھوں پر چڑھنے کے بعد خود فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آتا تھا کہ اگر چاہوں تو آسمان کا کنارہ چھولوں (مصنف ابنِ ابی شیبہ، جلد 7، ص 403، حدیث نمبر 36907، سنن الکبریٰ جلد 7، ص 451 حدیث نمبر 8453)

☆ مولا علی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کی محبت:

حدیث شریف = حضرت عبداللہ بن عمرو بن ہند جملی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں حضور ﷺ سے کوئی چیز مانگتا تو آپ ﷺ مجھے عطا فرماتے اور اگر خاموش رہتا تو بھی مجھے پہلے ہی دیتے۔ (ترمذی کتاب المناقب حدیث 3729، سنن الکبریٰ جلد 5، ص 142، حدیث 7504)

☆حق مولا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ:

حدیث شریف = حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ پاک ابوبکر پر رحم فرمائے۔ اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی اور مجھے دارالہجرہ لے کر آئے اور بلال کو بھی انہوں نے اپنے مال سے آزاد کرایا۔ اللہ پاک عمر پر رحم فرمائے۔ یہ ہمیشہ حق بات کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ کڑوی ہو، اسی لئے وہ اس حال میں ہیں کہ ان کا کوئی دوست نہیں۔ اللہ پاک عثمان پر رحم فرمائے۔ اس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ اللہ پاک علی پر رحم فرمائے۔ اے اللہ! یہ جہاں کہیں بھی ہو، حق اس کے ساتھ رہے (ترمذی کتاب المناقب، حدیث 3714، مستدرک، جلد 3، ص 134، حدیث 4629)

☆مولا علی رضی اللہ عنہ کو بھائی فرمایا:

حدیث شریف = حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انصار و مہاجرین کے درمیان اخوت قائم کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے صحابہ کرام میں بھائی چارہ قائم فرمایا لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔ (ترمذی کتاب المناقب، حدیث 3720، مستدرک، جلد 3 ص 15، حدیث

(4288

☆جس کا میں مولا ہوں:

حدیث شریف = حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے غدیر خم کے دن فرمایا: جس کا میں مولا ہوں، اس کا علی مولا ہے (مسند امام احمد ابنِ حنبل، جلد 1، ص 152، طبرانی معجم الاوسط، جلد 7، ص 448، حدیث 6878)

کچھ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت کرنے کے لے یہ حدیث شریف لاتے ہیں، ان کی خدمت میں کچھ جوابات پیش کرتا ہوں۔

1...... سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس حدیث شریف پر ہمارا ابھی ایمان ہے۔ تبھی تو ہم اہلسنت و جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مولا علی شیرِ خدا کہتے بھی ہیں اور مانتے بھی ہیں۔

2...... اس حدیث شریف میں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی شانِ مولائی بیان کی گئی ہے اور مولا کا مطلب مددگار کے ہوتا ہے۔ اس حدیث میں خلافت کا کہیں واضح ذکر نہیں۔

3...... مولا کے کئی معنی ہیں۔ لغت کی مشہور کتاب قاموس کی جلد 4 کے صفحہ نمبر 302 پر تحریر ہے کہ "المولیٰ، المالک والعبد والصاحب والناصر والمحب والتابع والعصر" مولا کے معنی مالک، غلام، محب، صاحب، مددگار،

تابع اور قریبی رشتہ دار کے ہیں۔

القرآن: فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ (سورہ تحریم آیت 4، پارہ 28)

ترجمہ: بے شک اللہ، جبریل، نیک مومنین اور تمام فرشتے مددگار ہیں۔

اس آیت میں مولا کا لفظ مددگار کے لئے بیان کیا گیا ہے۔

القرآن: اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ
(سورۂ بقرہ آیت 286، پارہ 3)

ترجمہ: اے اللہ تو مددگار ہے، ہمیں کافروں پر مدد و نصرت عطا فرما۔

اس آیت میں بھی مولا کا لفظ مددگار کے لئے بیان کیا گیا ہے تو ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ'' کا معنی یہی معتبر ہوگا کہ جس کا میں والی، مددگار اور دوست ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا والی، مددگار اور دوست ہیں۔

کسی بدنصیب آدمی نے اہلسنت کو اس چکر میں ڈال دیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ظاہری خلیفہ ہیں جبکہ باطنی خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ یاد رہے یہ میٹھا زہر ہے۔

حقیقت یہ ہے اور اس پر اُمّت مسلمہ کا اجماع ہے کہ اصحاب رسول میں سب سے افضل حضور ﷺ کے جانشین، نائب، ظاہری خلیفہ، باطنی

خلیفہ، اُمّت کے سب سے بڑے غوث قطب اور ابدال صرف اور صرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور جو اس حقیقت کا انکار کرے، امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے مکتوبات میں ارشاد کے مطابق وہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر سینکڑوں احادیث واضح موجود ہیں جس میں خلافت و نیابت کا ذکر ہے مگر مولا والی حدیث میں کہیں بھی مولا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ذکر نہیں ہے۔

☆ مولا کے لقب پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مبارکباد:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے اٹھارہ ذوالحجہ کو روزہ رکھا، اس کے لئے ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھا جائے گا اور یہ غدیر خم کا دن تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کیا میں مومنین کا ولی نہیں ہوں؟ انہوں نے عرض کیا؟ کیوں نہیں ...... یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں، اس کا علی مولا ہے۔ اس پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا مبارک ہو! اے ابن ابی طالب! آپ میرے اور ہر مسلمان کے مولا ٹھہرے (مسند امام احمد ابن حنبل، جلد 4، ص 281، مصنف ابن ابی شیبہ

جلد 12، ص 78، حدیث نمبر 12167، طبرانی المعجم الاوسط، جلد 3، ص 324)

اس حدیث شریف کو پڑھنے کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اٹھ کر مولا علی رضی اللہ عنہ کو مبارکباد پیش کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ عمل ثابت کرتا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو مولا علی رضی اللہ عنہ سے دلی محبت والفت تھی، اگر بغض ہوتا تو کبھی ایسا نہ کرتے۔

اس حدیث کو روایت کرنے والے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی مولا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے تھے۔ اگر محبت علی نہ ہوتی تو حدیث شریف چھپا دیتے لہذا دشمنانِ صحابہ اپنے دلوں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی عداوت نکال دیں اور جگہ جگہ پر ان کو تنقید کا نشانہ نہ بنائیں۔

☆ منافق مولا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہے:

حدیث شریف = حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد فرمایا: مومن ہی تجھ سے محبت کرے گا اور کوئی منافق ہی تجھ سے بغض رکھے گا۔ عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس زمانے کے لوگوں میں سے ہوں جن کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا

فرمائی ہے۔(ترمذی کتاب المناقب حدیث نمبر 3736)

☆مولا علی رضی اللہ عنہ کا دشمن حضور ﷺ کا دشمن:

حدیث شریف = حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے میری (یعنی علی کی) طرف دیکھ کر فرمایا: اے علی! تُو دنیا و آخرت میں سردار ہے۔ تیرا محبوب میرا محبوب ہے اور میرا محبوب اللہ پاک کا محبوب ہے۔ اور تیرا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن اللہ پاک کا دشمن ہے اور اس کے لئے بربادی ہے جو میرے بعد تمہارے ساتھ بغض رکھے۔ (مستدرک جلد 3، ص 138، مسند الفردوس، جلد 5، ص 325، حدیث نمبر 8325)

☆مولا علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے:

حدیث شریف = حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ کثرت سے مولا علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دیکھا کرتے۔ پس میں نے آپ سے پوچھا! اے ابا جان! کیا وجہ ہے کہ آپ کثرت سے مولا علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کی طرف تکتے رہتے ہیں؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا! اے میری بیٹی! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کے چہرے کو تکنا بھی عبادت ہے (ابن عساکر فی تاریخ دمشق الکبیر،

جلد 42، ص 355)

اے مولا علی رضی اللہ عنہ کے چاہنے والو! اس حدیث شریف کو پڑھنے کے بعد غور کرو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے کس قدر محبت و الفت رکھتے تھے کہ کثرت سے مولا علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دیکھتے اور اس سے بڑھ کر محبت یہ کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کی شان کو چھپایا نہیں، فرمانِ رسول بیان کر دیا، حالانکہ عقل کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اگر کسی سے نفرت کرتا ہے تو اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا لہٰذا معلوم ہوا کہ اتحاد بین المسلمین کا چورن بیچنے والے بکواس کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں مولا علی رضی اللہ عنہ کی بے پناہ محبت تھی۔

دوسری جانب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ مولا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتی تھیں۔ عقل تو یہ کہتی ہے کہ انسان کو اگر کسی سے نفرت ہوتی ہے تو وہ اس کی تعریف میں کی گئی باتوں کو چھپاتا ہے مگر اس حدیث شریف کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کر کے ثابت کر دیا کہ آپ رضی اللہ عنہا کے دل میں مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی محبت تھی۔

☆مولا علی رضی اللہ عنہ کے دائیں اور بائیں جانب:

امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ جب مولا علی رضی اللہ عنہ کو کسی جہاد میں روانہ کرتے تو آپ رضی اللہ عنہ کے سیدھی طرف حضرت جبرائیل علیہ السلام اور الٹی طرف حضرت میکائیل علیہ السلام ہوتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ اس جنگ کو جیت کر واپس آ جاتے تھے یعنی جہاد میں مولا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت جبرائیل و میکائیل علیہم السلام رہا کرتے تھے اور رب تعالیٰ کی امداد سے مولا علی رضی اللہ عنہ اس جنگ کو جیت لیتے تھے (کنز العمال، جلد 5، ص 412)

☆مولا علی رضی اللہ عنہ پر شفقتِ رسول:

حدیث شریف = حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ جب ناراضگی کے عالم میں ہوتے تو ہم میں سے آپ ﷺ کے ساتھ سوائے مولا علی رضی اللہ عنہ کے کسی کو کلام کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی (طبرانی المعجم الاوسط، جلد 4، ص 318، حدیث 4314، مستدرک جلد 3، ص 141، حدیث 4647)

☆چار چیزوں کے بارے میں سوال:

حدیث شریف = حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی

پاک ﷺ نے فرمایا: آدمی کے دونوں قدم اس وقت تک اگلے جہاں میں نہیں پڑتے، جب تک کہ اس سے چار چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرلیا جائے۔

اس کے جسم کے بارے میں کہ اس نے اسے کس طرح کے اعمال میں بوسیدہ کیا؟ (یعنی جوانی کیسے گزاری؟) اور (دوسرا سوال) اس کی عمر کے بارے میں کہ اپنی عمر کیسے گزاری؟ اور (تیسرا) اس کے مال کے بارے میں کہ اس نے کہاں سے کمایا اور کہاں کہاں خرچ کیا؟ اور (چوتھا) اہلِ بیت کی محبت کے بارے میں؟ عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! آپ کی (یعنی اہلِ بیت کی) محبت کی کیا علامت ہے؟ تو آپ ﷺ نے اپنا دستِ حق پرست مولا علی رضی اللہ عنہ کے شانے پر مارا (کہ یہ محبت کی علامت ہے) (طبرانی المعجم الاوسط جلد 2، ص 348، حدیث نمبر 2191، مجمع الزوائد، جلد 10، ص 346)

☆ مولا علی رضی اللہ عنہ کو دعاء مصطفی ﷺ:

حدیث شریف = حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا۔ میں عرض گزار ہوا یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے بھیج رہے ہیں جبکہ میں نوعمر ہوں اور فیصلہ کرنے کا بھی مجھے علم نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک رب تعالیٰ عنقریب

تمہارے دل کو ہدایت کردے گا اور تمہاری زبان اس پر قائم کردے گا۔ جب بھی فریقین تمہارے سامنے بیٹھ جائیں تو جلدی سے فیصلہ نہ کرنا، جب تک دوسرے کی بات نہ سن لو، جیسے تم نے پہلے کی سنی تھی۔ یہ طریقہ کار تمہارے لئے فیصلہ کو واضح کردے گا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد کبھی بھی فیصلہ کرنے میں شک نہیں پڑا۔ (ابوداؤد کتاب المناقب، حدیث 3723، حلیۃ الاولیاء جلد 1، ص 64)

☆ میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ دروازہ:

حدیث شریف = حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے لہذا جو اس شہر میں داخل ہونا چاہتا ہے، اسے چاہیئے کہ وہ اس دروازے سے آئے (مستدرک جلد 3، ص 137، حدیث 4637، مسند الفردوس جلد 1، ص 44، حدیث 106)

☆ کنیت ''ابوتراب'' کیوں؟

حدیث شریف = حضرت ابو حازم حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب سے بڑھ کر کوئی محبوب نہ تھا، جب انہیں ابوتراب کے نام سے بلایا جاتا تو وہ خوش ہوتے تھے۔

راوی نے ان سے کہا ہمیں وہ واقعہ سنائیے کہ آپ کا نام ابوتراب کیسے رکھا گیا؟ انہوں نے فرمایا: ایک دن حضور ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر میں نہیں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا چچا زاد کہاں ہے؟ عرض کیا: میرے اور ان کے درمیان کچھ بات ہوگئی جس پر وہ خفا ہوکر باہر چلے گئے اور گھر پر قیلولہ بھی نہیں کیا۔ حضور ﷺ نے کسی شخص سے فرمایا: جاؤ تلاش کرو، وہ کہاں ہیں؟ اس شخص نے آ کر خبر دی کہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ حضور ﷺ حضرت علی کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ لیٹے ہوئے ہیں جبکہ ان کی چادر ان کے پہلو سے نیچے گر گئی تھی اور ان کے جسم پر مٹی لگ گئی تھی۔ حضور ﷺ اپنے ہاتھ مبارک سے وہ مٹی جھاڑتے جاتے اور فرماتے جاتے: اے ابوتراب (مٹی والے) اٹھو، اے ابوتراب اٹھو" (بخاری کتاب المساجد، حدیث 430، مسلم کتاب فضائل الصحابہ حدیث 5924)

☆ فاتح خیبر:

حدیث شریف = حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آشوب چشم کی تکلیف کے باعث معرکہ خیبر کے لئے (بوقت روانگی) لشکر میں شامل نہ ہوسکے۔ پس انہوں نے سوچا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گیا ہوں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نکلے اور آپ ﷺ

سے جا ملے۔ جب وہ شب آئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی تو حضور ﷺ نے فرمایا: کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا یا کل جھنڈا وہ شخص پکڑے گا جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں یا یہ فرمایا کہ جو رب تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، رب تعالیٰ اس کے ہاتھوں خیبر کی فتح سے نوازے گا۔ پھر اچانک ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا حالانکہ ہمیں ان کے آنے کی توقع نہ تھی۔ پس حضور ﷺ نے جھنڈا انہیں عطا فرمایا اور رب تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائی (بخاری، کتاب فضائل الصحابۃ حدیث 1357، مسلم حدیث 1872)

☆سب سے زیادہ حلیم اور بردبار:

حدیث شریف = حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کیا تو راضی نہیں کہ میں نے تیرا نکاح اُمّت میں سب سے پہلے اسلام لانے والے، سب سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ بردبار شخص سے کیا ہے۔ (مسند امام احمد حنبل جلد 5، ص 26، طبرانی معجم الکبیر، جلد 20، ص 229)

☆قوتِ مولا علی رضی اللہ عنہ:

حدیث شریف = حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ

خیبر کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلعہ خیبر کا دروازہ اٹھایا یہاں تک کہ مسلمان قلعہ پر چڑھ گئے اور اسے فتح کرلیا اور یہ آزمودہ بات ہے کہ اس دروازے کو چالیس آدمی مل کر اٹھاتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ جلد 6، ص 374، حدیث 32139، فتح الباری جلد 2، ص 478)

☆ مولا علی رضی اللہ عنہ کی تین صفات:

حدیث شریف = حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ پاک نے شب معراج وحی کے ذریعے مجھے علی کی تین صفات کی خبر دی یہ کہ وہ مومنین کے سردار ہیں۔ متقین کے امام ہیں اور (قیامت کے روز) نورانی چہرے والوں کے قائد ہوں گے۔

(طبرانی معجم الصغیر، جلد 2، ص 88)

☆ مولا علی رضی اللہ عنہ سے سب راضی:

جب رسول اللہ ﷺ کو خیبر کے قلعہ قموص کی فتح کی خبر پہنچی تو آپ نے اس نعمت کا شکر یہ ادا کیا اور جب مولا علی رضی اللہ عنہ کفار کی مہم کو سر کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ان کا استقبال کیا اور اپنے خیمے سے باہر تشریف لائے۔ حضور ﷺ نے مولا علی رضی اللہ عنہ کو اپنی آغوش میں لے کر ان کی پیشانی کو چوم لیا اور فرمایا مجھے تمہاری خبر پہنچی ہے اور تمہاری شجاعت کے کارنامے بیان ہوئے ہیں۔ رب

تعالیٰ تمہارے کارناموں سے راضی ہوگیا ہے اور میں تم سے راضی ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے علی! یہ رونا خوشی کا ہے یا غم کا؟ عرض کی یہ رونا خوشی کا ہے کہ آپ مجھ سے راضی ہوگئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: صرف میں ہی تم سے راضی نہیں بلکہ تم سے جبرائیل، میکائیل اور تمام فرشتے بھی راضی ہیں۔ (مدارج النبوت، جلد 2، ص 300)

☆ مولا رضی اللہ عنہ کا نکاح حکم ربی:

حدیث شریف = حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح علی سے کردوں (طبرانی معجم الکبیر جلد 10، ص 156، حدیث 10305، مجمع الزوائد جلد 9، ص 204)

☆ رب تعالیٰ نے مولا علی رضی اللہ عنہ کا نکاح:

حدیث شریف = حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ مولا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: یہ جبرائیل امین ہیں جو مجھے خبر دے رہے ہیں کہ رب تعالیٰ نے فاطمہ سے تمہاری شادی کردی ہے۔ اور تمہارے نکاح پر (ملاء اعلیٰ میں) چالیس ہزار فرشتوں کو گواہ کے طور پر مجلس نکاح میں شریک کیا اور شجر ہائے طوبیٰ سے

فرمایا: ان پر موتی اور یاقوت نچھاور کرو، پھر دلکش آنکھوں والی حوریں ان موتیوں اور یاقوتوں سے تھال بھرنے لگیں۔ جنہیں (تقریب نکاح میں شرکت کرنے والے) فرشتے قیامت تک ایک دوسرے کو بطور تحائف دیتے رہیں گے۔ (ریاض النضرہ جلد 3، ص 146، ذخائر العقبی فی مناقب، ذوی القربی ص 73)

☆ مولا علی رضی اللہ عنہ کا نکاح چوتھے آسمان پر:

حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میں نے تیری شادی اس کے ساتھ کی ہے جو دنیا میں سردار ہے اور آخرت میں نیک لوگوں میں سے ہے اے فاطمہ! جب میں نے تیرا نکاح علی کے ساتھ کرنا چاہا تو خدا تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا وہ چوتھے آسمان پر کھڑے ہوئے، فرشتوں میں صف بندی کی پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور تجھے علی کے نکاح میں دے دیا پھر ایک جنتی درخت حکم خدا کی تعمیل کرتے ہوئے جنتی زیور سے مزین ہو گیا۔ پھر میں نے یہ زیورات فرشتوں پر نچھاور کئے پھر جس نے زیادہ زیورات لوٹے، اس نے دوسروں پر فخر کیا: ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ فخر کیا کرتی تھیں کہ ان کے نکاح کا خطبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پڑھا (تاریخ بغداد جلد 4، ص 129)

☆ خاتون جنت سے مولا کا نکاح:

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے ایک مرتبہ مولا علی سے کہا اے علی! ہم نے کئی مرتبہ نبی پاک ﷺ سے ان کی شہزادی سیدہ فاطمہ کا رشتہ مانگا ہے مگر ہمیں کوئی مثبت جواب نہیں ملا۔ اب آپ بارگاہ رسالت میں عرض کریں چنانچہ مولا علی نے نکاح کا پیغام دیا تو نبی پاک ﷺ پر وہ کیفیت طاری ہوگئی جو نزول وحی کے وقت ہوتی تھی پھر کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کریم نے مجھے بذریعہ وحی مطلع کیا ہے کہ میں اپنی لاڈلی بیٹی کا نکاح علی رضی اللہ عنہ سے کردوں۔

پھر حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ تمام مہاجرین و انصار میں منادی کروادو کہ وہ مسجد نبوی میں تشریف لائیں چنانچہ مہاجرین و انصار کی ایک کثیر تعداد مسجد نبوی میں تشریف لائی اور حضور ﷺ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح مولا علی رضی اللہ عنہ سے کردیا۔ (مدارج النبوت، جلد 2، ص 109)

☆ تمہارے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے؟

زرقانی شریف جلد 2 صفحہ نمبر 3 پر نقل ہے کہ حضور ﷺ نے مولا علی سے پوچھا کہ تمہارے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے؟ عرض کیا: ایک گھوڑا

اور ایک زرہ موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم جاؤ اور اپنی زرہ فروخت کر دو اور اس سے جو رقم ملے، وہ لے کر میرے پاس آ جانا۔

مولا علی اپنی زرہ لے کر مدینہ منورہ کے بازار میں کھڑے ہو گئے۔ کچھ دیر بعد حضرت عثمان غنی کا وہاں سے گزر ہوا۔ حضرت عثمان غنی نے وہ زرہ 400 درہم میں خرید لی اور پھر وہ زرہ مولا علی کو تحفہ میں دے دی۔

بارگاہ رسالت میں مولا نے حاضر ہو کر سارا ماجرا سنایا۔ حضور ﷺ نے حضرت عثمان غنی کا ایثار دیکھ کر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور زرہ کی رقم سیدنا صدیق اکبر کو دیتے ہوئے فرمایا: اس سے سیدہ فاطمہ کے لئے ضروری اشیاء خرید لائیں۔ سیدنا صدیق اکبر جب تمام اشیاء خرید کر لے آئے تو جان عالم ﷺ نے سیدہ فاطمہ کا نکاح پڑھایا۔

☆ رخصتی اور ولیمہ:

الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد 7، صفحہ نمبر 157 پر نقل ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مولا علی کی دعوت ولیمہ میں چھوہارے اور گوشت سے کھانا تیار کروایا گیا اور اس دعوت ولیمہ سے بہترین دعوت ولیمہ کوئی نہ تھی۔

مدارج النبوت جلد 2 کے صفحہ نمبر 110 پر نقل ہے کہ حضور ﷺ نے جب حضرت فاطمہ کا نکاح مولا علی سے کیا تو حضرت فاطمہ نے عرض کیا:

آپ نے میرا نکاح اس شخص کے ساتھ کر دیا جس کے پاس نہ مال ہے، نہ گھر؟ اس پر آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ سے فرمایا: اے فاطمہ! میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا جو مسلمانوں میں علم و فضل کے لحاظ سے سب سے دانا اور بہترین ہے۔

مواہب اللدنیہ جلد 2 کے صفحہ نمبر 239 پر نقل ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! میں نے تمہارا نکاح خاندان کے سب سے بہتر شخص سے کیا ہے۔ پھر تاجدار کائنات ﷺ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا: الٰہی! ان دونوں میں محبت پیدا فرما اور انہیں ان کی اولاد کی برکت عطا فرمانا اور ان کو خوش نصیب بنانا، ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمانا اور ان کی اولاد کو ترقی اور پاکیزگی عطا فرمانا۔

☆ رخصتی کے بعد سرکار ﷺ تشریف لائے:

مدارج النبوت جلد 2 صفحہ نمبر 110 پر ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ جب بی بی فاطمہ رخصت ہوکر مولا علی کے گھر تشریف لائیں تو اس وقت آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر میں بستر کی جگہ ریت بچھائی گئی تھی اور کھجور کی چھال سے بھرا ہوا ایک تکیہ موجود تھا۔ گھر میں ایک پانی کا گھڑا تھا اور ایک برتن جس سے پانی پیا جاسکے۔ حضور ﷺ نے آپ کو پیغام بھجوایا، جب تک میں تمہارے پاس نہ

آ جاؤں، تم اپنے اہل کے قریب نہ جانا۔

پھر حضور ﷺ تشریف لائے اور حضور ﷺ نے حضرت ام ایمن سے پوچھا میرا بھائی کہاں ہے؟ حضرت ام ایمن نے ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا: آپ کے بھائی اور بیٹی کے شوہر ادھر ہیں پھر حضور ﷺ نے ایک برتن میں پانی منگوایا اور پھر اس پر کچھ پڑھنے کے بعد وہ پانی پہلے آپ کو دیا کہ اسے پی لیں اور سینہ پر مل لیں، پھر حضرت فاطمہ کو پینے کے لئے دیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم اپنے اہل کو سنبھالو پھر دونوں کو دعا دیتے ہوئے حضور ﷺ وہاں سے رخصت ہو گئے۔

جب تک سیدہ خاتون جنت حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا حیات تھیں، مولا علی رضی اللہ عنہ نے کوئی نکاح نہ کیا مگر سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد مولا علی رضی اللہ عنہ نے کئی نکاح کئے۔

☆ مولا علی رضی اللہ عنہ کی ازواج واولاد:

پہلا نکاح: حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کیا جن سے تین بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ حضرت امام حسن امام حسین اور امام محسن اور تین بیٹیاں حضرت زینب، حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم ہیں۔ حضرت امام محسن اور حضرت رقیہ کا وصال بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔

دوسرا نکاح: حضرت ام البنین سے کیا جن سے حضرت عباس، حضرت

جعفر، حضرت عبداللہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔

تیسرا نکاح: حضرت لیلیٰ بن مسعود سے ہوا جن سے حضرت عبیداللہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔ آپ کے ان دونوں صاحبزادوں نے میدان کربلا میں جام شہادت نوش کیا۔

چوتھا نکاح: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیوہ حضرت اسماء بنت عمیس سے کیا جن سے حضرت محمد اصغر اور حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔ ان دونوں نے بھی میدان کربلا میں جام شہادت نوش کیا۔

پانچواں نکاح: حضرت امامہ رضی اللہ عنہا سے کیا جو کہ حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب کی بیٹی تھیں۔ آپ نے بی بی فاطمہ کی وصیت کے مطابق ان سے نکاح کیا جن سے حضرت محمد اوسط رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جو کہ کربلا میں شہید ہوئے۔

چھٹا نکاح: حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سے کیا جن سے حضرت محمد اکبر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جو کہ تاریخ میں حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

ساتواں نکاح: حضرت صہبا رضی اللہ عنہا سے کیا جن سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

آٹھواں نکاح: حضرت ام سعید رضی اللہ عنہا سے کیا جن سے حضرت

ام الحسن اور حضرت رملہ کسریٰ پیدا ہوئیں۔

نواں نکاح: حضرت محیات رضی اللہ عنہا سے کیا جن سے ایک بیٹی پیدا ہوئیں جو کہ بچپن میں انتقال کر گئیں۔

☆ رمضان کی حرمت کو پامال کرنے کی سزا:

بحار الانوار جلد 9 صفحہ نمبر 495 پر نقل ہے۔ ایک شخص نے رمضان میں شراب پی، مولا علی کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے حکم دیا کہ اسے 80 کوڑے مارے جائیں اور قید کر دیا جائے۔ اس شخص کو 80 کوڑے مارے گئے اور قید کر دیا گیا۔ اگلے دن آپ نے اس شخص کو بلایا اور 20 کوڑے مزید لگوائے، وہ شخص کہنے لگا، شراب پینے کی سزا تو 80 کوڑے ہیں پھر مجھے 20 کوڑے مزید کیوں مارے گئے؟ آپ نے فرمایا: یہ تیری اس جرأت کی سزا ہے جو تو نے رمضان المبارک کی حرمت پامال کی۔

☆ سولہ ڈول پر سولہ کھجوریں:

حلیۃ الاولیاء جلد 1 صفحہ نمبر 79 پر نقل ہے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ مزدوری کی غرض سے مدینہ منورہ کے اطراف میں تشریف لے گئے۔ ایک بوڑھی عورت نے سولہ ڈول پانی نکالنے کے بدلے سولہ کھجوریں دیں۔ مولا علی وہ کھجوریں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یہ میری

مزدوری ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ان میں سے کچھ کھجوریں تناول فرمائیں۔

☆نفس کو سزا:

حلیۃ الاولیاء جلد 1 صفحہ نمبر 87 پر نقل ہے۔ حضرت عبداللہ بن شریک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرتبہ فالودہ لایا گیا۔ آپ نے فالودہ کو دیکھ کر فرمایا کہ تو بہت اچھا خوشبودار اور ذائقہ والا ہے لیکن میں گوارا نہیں کرتا کہ میرا نفس اس کا عادی بنے۔

☆مولا علی کی کرامت:

کوفہ والوں نے مولا علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے امیر المومنین! اس سال دریائے فرات کی طغیانی کے سبب ہماری کھیتیاں برباد ہو رہی ہیں کیا ہی اچھا ہو اگر آپ رب تعالیٰ سے دعا کریں کہ دریا کا پانی کم ہو جائے۔ آپ اٹھ کر مکان کے اندر تشریف لے گئے۔ لوگ گھر کے دروازے پر آپ کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک آپ، حضور ﷺ کا جبہ پہنے، عمامہ سر پر باندھے، عصا مبارک ہاتھ میں لئے تشریف لائے۔ ایک گھوڑا منگوا کر اس پر سوار ہوئے اور فرات کی طرف روانہ ہوئے۔ عوام و خواص میں بہت لوگ آپ کے پیچھے پیچھے آئے۔ جب آپ فرات کے کنارے پہنچے تو گھوڑے سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھی پھر عصا ہاتھ میں لیا اور فرات کے پل پر

آ گئے۔ اس وقت حسنین کریمین بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے عصا سے پانی کی طرف اشارہ فرمایا تو پانی کی سطح ایک ہاتھ کم ہوگئی۔ آپ نے فرمایا کیا اتنا کافی ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ آپ نے پھر عصا سے اشارہ کیا۔ پانی ایک ہاتھ پھر کم ہوگیا۔ اس طرح تین فٹ پانی کی سطح نیچے ہوگئی تو لوگوں نے کہا یا امیر المومنین بس اتنا کافی ہے۔ (شواہد النبوۃ، ص 310)

☆ کرامت مولا علی رضی اللہ عنہ:

جب مولا علی جنگ صفین میں مصروف تھے۔ آپ کے ساتھیوں کو پانی کی سخت ضرورت پڑی۔ لوگوں نے بہت دوڑ دھوپ کی مگر پانی دستیاب نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا اور آگے چلو، کچھ دور چلے تو ایک گرجا نظر آیا۔ آپ نے اس گرجا میں رہنے والے سے پانی کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے کہا یہاں سے چھ میل کے فاصلے پر پانی موجود ہے۔ آپ کے ساتھیوں نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ ہمیں اجازت دیجئے، شاید ہم اپنی قوت کے ختم ہونے سے پہلے پانی تک پہنچ جائیں۔ آپ نے فرمایا: اس کی ضرورت نہیں پھر اپنی سواری کو مغرب کی طرف موڑا اور ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہاں سے زمین کھودو۔

ابھی تھوڑی ہی کھودی گئی تھی کہ نیچے ایک بڑا سا پتھر ظاہر ہوا جسے ہٹانے کے لئے کوئی ہتھیار بھی کارگر نہ ہوسکا۔ مولا علی نے فرمایا: یہ پتھر پانی پر واقع

ہے کسی طرح اسے ہٹاؤ، ساتھیوں نے بہت کوشش کی مگر اسے اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے۔ اب شیرِ خدا نے اپنی آستین چڑھا کر انگلیاں اس پتھر کے نیچے رکھ کر زور لگایا تو پتھر ہٹ گیا اور اس کے نیچے نہایت ٹھنڈا میٹھا اور صاف پانی ظاہر ہوا جو اتنا اچھا تھا کہ پورے سفر میں انہوں نے ایسا پانی نہ پیا تھا۔ سب نے خوب پیا اور جتنا چاہا بھر لیا پھر آپ نے اس پتھر کو اٹھا کر چشمہ پر رکھ دیا اور فرمایا: اس پر مٹی ڈال دو۔ جب راہب نے یہ منظر دیکھا تو آپ کی خدمت میں کھڑے ہو کر نہایت ادب سے پوچھا کہ کیا آپ پیغمبر ہیں؟ فرمایا نہیں۔ کیا آپ مقرب فرشتہ ہیں؟ فرمایا نہیں۔ پوچھا پھر آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں دامادِ رسول ہوں، راہب نے کہا ہاتھ بڑھائیے تا کہ میں اسلام قبول کروں۔ آپ نے ہاتھ بڑھایا راہب نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبدہ ورسولہ۔

آپ نے راہب سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تم مدت سے اپنے دین پر قائم تھے اور آج تم نے اسلام قبول کر لیا۔ اس نے کہا کہ حضور! یہ گرجا اسی ہاتھ پر فتح ہونا تھا جو اس چٹان کو ہٹا کر چشمہ نکالے اور ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ اس چٹان کو ہٹانے والا پیغمبر ہوگا یا ان کا داماد۔ جب آپ نے راہب کی یہ بات سنی تو اتنا روئے کہ داڑھی تر ہو گئی۔ پھر فرمایا سب تعریفیں خدا کے لئے کہ میں اس کے یہاں بھولا بسرا نہیں ہوں بلکہ میرا ذکر اس کی

کتابوں میں موجود ہے۔ (شواہد النبوہ، ص 360)

☆ شہادت مولا علی رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ نے مولا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: دو آدمی بڑے بدبخت ہیں۔ ایک قوم ثمود کا احمیر جس نے (حضرت صالح علیہ السلام) کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں اور اے علی! دوسرا وہ شخص جو تیرے سر پر تلوار مار کر داڑھی کو تر کر دے گا۔ (صواعق محرقہ ص 290)

17 رمضان المبارک 40ھ کو مولا علی رضی اللہ عنہ نے علی الصبح بیدار ہو کر اپنے بیٹے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رات میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی ہے کہ آپ کی اُمّت نے میرے ساتھ کج روی اختیار کی ہے کہ اس نے سخت نزاع برپا کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے جواب میں مجھ سے فرمایا کہ تم رب تعالیٰ سے دعا کرو چنانچہ میں نے بارگاہ رب العزت میں اس طرح دعا کی کہ اے میرے مولا! مجھے تو ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچا دے اور میرے بجائے ان لوگوں کا ایسے شخص سے واسطہ ڈال جو مجھ سے بھی سخت ہو۔

ابھی آپ یہ دعا فرما رہے تھے کہ اتنے میں ابن نباح موذن نے آ کر آواز دی۔ الصلوٰۃ الصلوٰۃ! چنانچہ مولا علی رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لئے گھر سے چلے۔ راستے میں آپ لوگوں کو نماز کے لئے آواز دے دے کر

جگاتے جاتے تھے کہ اتنے میں عبدالرحمن ابن ملجم سے سامنا ہوا اور اس نے اچانک آپ پر تلوار کا ایک بھرپور وار کیا (یہ خارجی تھا جس کے دل میں مولا کا بغض تھا) وار اتنا شدید تھا کہ آپ کی پیشانی کن پٹی تک کٹ گئی اور تلوار دماغ پر جا کر ٹھہری۔ اتنی دیر میں چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور قاتل کو پکڑ لیا۔ یہ شدید زخم تھا۔ مولا علی رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں گھر لے جایا گیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص 373، مطبوعہ پروگریسیو بکس)

عبدالرحمن ابن ملجم کو پکڑ کر جب مولا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے اس بدبخت سے پوچھا کہ تجھے کس چیز نے مجھے مارنے پر آمادہ کیا؟ ابن ملجم نے آپ کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا میں نے اس تلوار کو 40 دن تک تیز کیا اور رب تعالیٰ سے دعا کی کہ اس سے وہ شخص مارا جائے جو مخلوق کے لئے شر کا باعث ہو۔

یہ سن کر مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اس تلوار سے مارا جائے گا۔ پھر مولا علی رضی اللہ عنہ نے حاضرین محفل بالخصوص اپنے بیٹے امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اگر میں ٹھیک نہ ہوسکا تو تم قصاص کے طور پر اسی تلوار سے ایک ہی وار میں اسے قتل کر ڈالنا۔ (تاریخ طبری جلد 3، ص 351)

مولا علی رضی اللہ عنہ حملہ کے بعد تین دن علیل رہے اور 21 رمضان

المبارک 40ھ کو آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ امام حسن، امام حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے آپ کو غسل دیا اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور نجف اشرف میں سپرد خاک کیا گیا۔ پہلے نجف اشرف کوفہ کے ساتھ تھا مگر بعد میں الگ ہو گیا۔

رب تعالیٰ مولا علی رضی اللہ عنہ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین

اہلبیت اطہار کے دوسرے امام

حضرت امام حسن مجتبیٰ

رضی اللہ عنہ

☆...... حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ مولا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بڑے بیٹے اور نبی پاک ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بڑے نواسے تھے۔

☆...... **ولادت باسعادت**: آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت 15 رمضان المبارک 3ھ میں مدینہ میں ہوئی۔

☆...... **لقب اور کنیت**: آپ کا لقب مجتبیٰ اور کنیت ابو محمد ہے۔

☆ نام اللہ کریم کے محبوب ﷺ نے رکھے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ، اس کا نام کیا رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔ (یہ سن کر) نبی پاک ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ حسن ہے، پھر فرمایا: میں نے اس کا نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹے شبر کے نام پر رکھا ہے۔ (مسند امام احمد ابن حنبل جلد 1، ص 118، حدیث 935، صحیح ابن حبان، جلد 15، ص 410، حدیث 6985)

☆ کانوں میں سرکار ﷺ نے اذان دی:

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حسن بن علی کی ولادت ہونے پر ان کے کانوں میں نماز والی اذان دی۔

(ترمذی، کتاب الاضاحی، حدیث 1514)

☆ خود عقیقہ کیا:

نبی پاک ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ خود اپنے دستِ مبارک سے کیا اور بالوں کو منڈوا کر اس کے ہم وزن چاندی صدقہ کی۔

(اسد الغابہ جلد 3، ص 13)

☆ دو جانور ذبح کئے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے حسنین کریمین (امام حسن اور امام حسین) کی طرف سے عقیقے میں دو دو دنبے ذبح کئے۔ (نسائی، کتاب العقیقہ حدیث 4219)

☆ حسن و حسین جنتی نام:

ابنِ سعد نے حضرت عمران بن سلیمان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حسن اور حسین اہل جنت کے ناموں میں سے ہیں۔ زمانہ

جاہلیت میں عرب میں یہ دونوں نام پوشیدہ تھے۔ (صواعق المحرقہ ص 115)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی بھی شخص حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر حضور ﷺ سے مشابہت رکھنے والا نہیں تھا۔ (بخاری شریف، کتاب فضائل الصحابۃ، حدیث 3752)

☆گلشن رسالت کے پھول:

1......حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ حسن اور حسین ہی تو میرے گلشن دنیا کے دو پھول ہیں۔ (ترمذی کتاب المناقب حدیث 3770)

2......حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو (دیکھا کہ) حسن و حسین آپ ﷺ کے سامنے یا گود میں کھیل رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: میرے گلشن دنیا کے یہی تو دو پھول ہیں جن کی مہک کو سونگھتا رہتا ہوں (اور انہی پھولوں کی مشک کی خوشبو سے کیف و سرور پاتا ہوں)

(طبرانی معجم الکبیر، جلد 4، ص 155، حدیث 3990)

☆ مجھ سے محبت اور مجھ سے بغض:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے حسن اور حسین سے محبت کی، اس نے درحقیقت مجھ ہی سے محبت کی اور جس نے حسن و حسین سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ (ابن ماجہ حدیث 143)

☆ حسنین سے محبت پر انعام:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں ایک رات کسی کام کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ کسی چیز کو اپنے جسم سے چمٹائے ہوئے تھے جسے میں نہ جان سکا۔ جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے کیا چیز چمٹا رکھی ہے؟ آپ نے کپڑا اٹھایا تو وہ حسن اور حسین تھے۔ فرمایا: یہ میرے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں، تُو بھی ان سے محبت کر اور ان سے محبت کرنے والے سے بھی محبت کر۔ (ترمذی کتاب المناقب، حدیث 3769)

☆ نبی رحمت ﷺ کا طویل سجدہ:

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ اپنے والد شداد بن ہار رضی اللہ

عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ عشاء کی نماز ادا کرنے کے لئے ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ حسن یا حسین (میں سے کسی ایک شہزادے) کو اٹھائے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے تشریف لا کر انہیں زمین پر بٹھا دیا پھر نماز کے لئے تکبیر فرمائی اور نماز پڑھانا شروع کر دی۔ نماز کے دوران حضور ﷺ نے طویل سجدہ کیا۔ شداد نے کہا: میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو شہزادہ پشت مبارک پر سوار ہے۔ میں پھر سجدہ میں چلا گیا۔ جب حضور ﷺ نماز ادا فرما چکے تو لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے نماز میں اتنا طویل سجدہ کیا۔ یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ کوئی امر الٰہی واقع ہو گیا ہے یا آپ پر وحی نازل ہونے لگی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسی کوئی بات نہ تھی مگر یہ کہ مجھ پر میرا بیٹا سوار تھا، اس لئے (سجدے سے اٹھنے میں) جلدی کرنا اچھا نہ لگا، جب تک کہ اس کی خواہش پوری نہ ہو۔

(نسائی کتاب التطبیق حدیث 1141)

☆امام حسن رضی اللہ عنہ کی عبادت:

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ زبردست عابد، بے مثل زاہد اور افضل ترین عالم تھے۔ آپ نے جب بھی حج کیا، پیدل کیا۔ کبھی کبھی ننگے پاؤں حج کے لئے جاتے تھے۔ آپ اکثر موت، عذاب قبر، صراط اور بعثت ونشور کو یاد کر کے رویا کرتے تھے۔ جب

آپ وضو کرتے تھے تو آپ کے چہرہ کا رنگ زرد ہو جایا کرتا تھا اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو بید کی مثل کانپنے لگتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ جب مسجد کے دروازے پر پہنچتے تو خدا کو مخاطب کر کے کہتے: میرے پالنے والے تیرا گنہگار بندہ تیری بارگاہ میں آیا ہے۔ اے رحمن و رحیم! اپنے اچھوں کے صدقہ میں مجھ جیسے برائی کرنے والے بندہ کو معاف کر دے۔ آپ جب نماز صبح سے فارغ ہوتے تھے تو اس وقت تک خاموش بیٹھے رہتے تھے، جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے۔ (روضۃ الواعظین، بحار الانوار)

☆ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حسنین کے منہ میں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (سفر میں) نکلے۔ ابھی ہم راستے میں ہی تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین کی آواز سنی۔ دونوں رو رہے تھے اور دونوں اپنی والدہ (سیدہ فاطمہ) کے پاس ہی تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تیزی سے پہنچے اور پوچھا: میرے بیٹوں کو کیا ہوا؟ سیدہ فاطمہ نے عرض کیا: انہیں سخت پیاس لگی ہے۔ (ان دنوں پانی کی سخت قلت تھی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ سے فرمایا: ایک بچہ مجھے دو، انہوں نے ایک کو پردے کے نیچے سے پکڑا دیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا مگر وہ سخت پیاس کی وجہ سے مسلسل رو رہا تھا اور خاموش نہیں ہو رہا

تھا۔ پس آپ ﷺ نے اس کے منہ میں اپنی زبان ڈال دی۔ وہ اسے چوسنے لگا، حتیٰ کہ سیرابی کی وجہ سے سکون میں آ گیا۔ پھر دوسرے کو بھی اسی طرح سیراب کیا۔ سو وہ دونوں ایسے خاموش ہوئے کہ میں نے دوبارہ ان کے رونے کی آواز نہ سنی۔

(طبرانی معجم الکبیر، جلد 3، ص 50، حدیث 2656)

☆ دوشِ نبوت کے سوار:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ سیدہ فاطمہ کے گھر کے سامنے رکے تو آپ ﷺ نے سیدہ فاطمہ کو سلام کیا۔ اتنے میں حسنین کریمین میں سے ایک شہزادہ گھر سے باہر آ گیا۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: اپنے باپ کے کندھے پر سوار ہو جاؤ، تُو (میری) آنکھ کا تارا ہے، حضور ﷺ نے انہیں ہاتھ سے پکڑا پس وہ حضور ﷺ کے دوشِ مبارک پر سوار ہو گئے پھر دوسرا شہزادہ حضور ﷺ کی طرف تکتا ہوا باہر آ گیا تو اسے بھی فرمایا: خوش آمدید، اپنے باپ کے کندھے پر سوار ہو جاؤ، تُو (میری) آنکھ کا تارا ہے اور حضور ﷺ نے اسے اپنی انگلیوں کے ساتھ پکڑا پس وہ حضور ﷺ کے دوسرے دوشِ مبارک پر سوار ہو گئے۔

(طبرانی معجم الکبیر جلد 3، ص 49، حدیث 2652)

☆ میرے بیٹوں کا خیال رکھنا:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میرے بیٹے کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا: حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو ساتھ لے گئے ہیں۔ حضور ﷺ ان کی تلاش میں متوجہ ہوئے تو انہیں پانی پینے کی جگہ پر کھیلتے ہوئے پایا اور ان کے سامنے کچھ کھجوریں بچی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! خیال رکھنا میرے بیٹوں کو گرمی شروع ہونے سے پہلے واپس لے آنا۔ (مستدرک للحاکم جلد 3، ص 180، حدیث 4774)

☆ جنتی جوانوں کے سردار:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی کتاب المناقب، حدیث 3768)

☆ جنت کے دوستون:

1...... حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: حسن اور حسین عرش کے دوستون ہیں۔ لیکن وہ لٹکے ہوئے نہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا: جب اہل جنت، جنت میں مقیم ہوجائیں گے تو

جنت عرض کرے گی۔ اے پروردگار! تُو نے مجھے اپنے ستونوں میں سے دو ستونوں سے مزین کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا: کیا میں نے تجھے حسن اور حسین کی موجودگی کے ذریعے مزین نہیں کردیا؟ (یہی تو میرے 2 ستون ہیں)

(طبرانی معجم الاوسط، جلد 1، ص 108، حدیث 337)

2..... حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ایک مرتبہ جنت نے دوزخ پر فخر کیا اور کہا: میں تم سے بہتر ہوں...... دوزخ نے کہا۔ میں تم سے بہتر ہوں، جنت نے دوزخ سے پوچھا کس وجہ سے؟ دوزخ نے کہا: اس لئے کہ مجھ میں بڑے بڑے جابر حکمران، فرعون اور نمرود ہیں۔ اس پر جنت خاموش ہوگئی۔ رب تعالیٰ نے جنت کی طرف وحی کی اور فرمایا: تُو عاجز و لاجواب نہ ہو، میں تیرے دو ستونوں کو حسن اور حسین کے ذریعے مزین کردوں گا۔ پس جنت خوشی اور سرور سے ایسے شرما گئی جیسے دلہن شرماتی ہے۔ (طبرانی معجم الاوسط، جلد 7، ص 148، حدیث 712)

☆ امام حسن رضی اللہ عنہ کا صبر:

ایک روز حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کوفہ کے دارالخلافہ کے دروازے پر تشریف فرما تھے۔ صحرا سے ایک دیہاتی آیا اور اس نے آتے ہی آپ کو اور آپ کے والدین کو گالیاں دینا شروع کردیں۔ آپ نے اس

سے پوچھا: کیا تُو بھوکا پیاسا ہے، یا تجھ پر کوئی مصیبت پڑی ہے......اس نے پھر کہا: آپ ایسے ہیں اور آپ کے والدین ایسے ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے فرمایا: طشت میں چاندی بھر کر لاؤ اور اسے دے دو پھر فرمایا: اے دیہاتی ہمیں معذور سمجھنا، گھر میں اس کے سوا کچھ اور نہ تھا ورنہ اس کے دینے سے انکار نہ ہوتا۔ جب دیہاتی نے آپ کا یہ صبر و تحمل دیکھا تو کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ فرزند رسول ہیں۔ (کشف المحجوب، ص 111)

☆میرا یہ بیٹا سید ہے:

نبی پاک ﷺ نے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا: میرا یہ بیٹا سید ہے (سیادت کا علمبردار ہے) رب تعالیٰ اس کی برکت سے دو بڑے گروہ اسلام میں صلح فرمادے گا۔

(بخاری، کتاب الصلح، حدیث 2704)

امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد مولا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چھ ماہ تک خلافت کے منصب پر فائز رہے (آپ نے صرف اہلیانِ کوفہ سے بیعت لی تھی) اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور اللہ تعالیٰ کا حکم اور فیصلہ دھندہ تسلیم کر کے مندرجہ ذیل شرائط آپس میں طے ہوئیں کہ فی الوقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے جاتے ہیں

لیکن ان کے انتقال کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین ہوں گے۔ مدینہ، عراق اور حجاز کے باشندوں سے مزید کوئی ٹیکس نہیں لیا جائے گا بلکہ صرف وہی ٹیکس وصول کیا جائے گا جو مولا علی رضی اللہ عنہ کے زمانے سے لیا جارہا ہے۔ امام حسن کے ذمہ جو قرض ہے، اس کی تمام تر ادائیگی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کریں گے۔

ان شرائط کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے قبول کرلیا اور باہمی صلح ہوگئی اور یوں حضور ﷺ کا یہ معجزہ ظاہر ہوگیا جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا سید (حسن) مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے ان شرائط کے ساتھ 41ھ میں خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کردی۔

(تاریخ الخلفاء، ص 398، مطبوعہ پروگریسیو لاہور)

☆ امور خلافت سپرد کرنا اور صلح کرنا اچھے آدمی کے ساتھ ہی ہوسکتا ہے:

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا تمام امور کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کرنا اور ان سے صلح کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ظالم، فاسق اور فاجر نہ تھے بلکہ نیک آدمی تھے لہذا اگر

اب کوئی شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے گا، تو یہ طعن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر بھی آئے گا اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم ان ہستیوں کے بارے میں اپنی زبان بند رکھیں۔

دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ نبی پاک ﷺ کا یہ فرمانا کہ ''میرا بیٹا سید ہے، مسلمانوں کے دو بڑے گروہ میں صلح کرائے گا'' اس سے واضح ہوگیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ بھی مسلمانوں کا بڑا گروہ تھا جو لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ پر طعن کرتے ہیں وہ ہوش کے ناخن لیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے گروہ کو اسلامی گروہ قرار دیا ہے۔

☆ دوبارہ خلافت کی افواہ:

خلافت سے دستبردار ہونے کے کچھ عرصہ بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کوفہ سے مدینہ چلے گئے اور پھر وہیں قیام پذیر ہوگئے۔ حاکم نے جبیر بن نفیر کی زبانی لکھا ہے کہ میں نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے ایک روز عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ پھر خلافت کے خواستگار ہیں۔ یہ سن کر امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس وقت عربوں کے سر میرے ہاتھ میں تھے (عرب میری بیعت کر چکے تھے) اس زمانے میں جس سے چاہتا، میں ان سے لڑا دیتا اور جس سے چاہتا، صلح کرا دیتا لیکن اس وقت میں نے صرف اللہ

پاک کی رضا کے حصول کے لئے خلافت چھوڑ دی اور اُمّت کے خون کو مفت بہنے سے بچالیا۔ پس جس خلافت سے میں محض رب تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے دستبردار ہو گیا ہوں۔ اب اس کو باشندگانِ حجاز کی خوشنودی کے لئے کیا دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ یہ کس طرح ممکن ہے؟

(تاریخ الخلفاء، ص396)

☆امام حسن رضی اللہ عنہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خوب نذرانے دیئے:

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سالانہ ایک لاکھ درہم بطور وظیفہ دیتے، اس کے علاوہ تھوڑے وقفے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرات حسنین کریمین کو لاکھوں درہم پیش کرتے۔ زندگی بھر حضرت امیر معاویہ نے جو حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی خدمت کی، ان کی تعداد کروڑوں روپیہ ہے۔

(تاریخ الخلفاء، البدایہ والنہایہ، صواعق المحرقہ، کشف المحجوب)

محترم حضرات! اگر کوئی شخص ظالم وجابر ہو تو نیک لوگ اس کا ایک روپیہ بھی لینا پسند نہیں کرتے اور یہاں ساری زندگی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نذرانے قبول کرتے رہے لہٰذا ثابت

ہوا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول، کاتب وحی، عادل اور سچے انسان تھے۔ جب امام حسن رضی اللہ عنہ کے نزدیک آپ عادل تھے تو پھر ہمارے نزدیک بھی سچے اور عادل ہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا:

"جس امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح ہماری بھی ان سے صلح اور جس یزید سے امام حسین رضی اللہ عنہ کی جنگ، ہماری بھی اس پلید سے جنگ"

☆ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد:

بیٹے: آپ کے 12 بیٹے تھے:

1۔ حضرت زید، 2۔ حضرت حسن مثنیٰ، 3۔ حضرت حسین الاثرم، 4۔ حضرت طلحہ، 5۔ حضرت اسماعیل، 6۔ حضرت عبداللہ، 7۔ حضرت حمزہ، 8۔ حضرت یعقوب، 9۔ حضرت عبدالرحمن، 10۔ حضرت ابوبکر، 11۔ حضرت عمر، 12۔ حضرت قاسم رضوان اللہ علیہم اجمعین

بیٹیاں: آپ کی پانچ بیٹیاں تھیں:

☆ شہادت سے پہلے خواب دیکھا:

امام حسن رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ ان کی دونوں آنکھوں کے

درمیان ''قل ہواللہ احد'' لکھا ہوا ہے۔ جس وقت آپ نے خواب بیان کیا تو اہلبیت اطہار بہت خوش ہوئے لیکن جب حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے خواب سنا تو انہوں نے تعبیر یہ بتائی کہ اگر آپ کا خواب سچا ہے، تو آپ کی زندگی کے چند روز باقی رہ گئے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا، اس خواب کو دیکھنے کے بعد آپ کو شدید قسم کا زہر دیا گیا جس کے باعث آپ شہید ہوگئے۔ (تاریخ الخلفاء، ص 400، البدایہ والنہایہ، جلد 4، ص 43)

☆زہر دینے والے کی نشاندہی نہیں کی:

بعض جاہل اور بدبخت یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیا۔ یہ بات بددیانتی پر مبنی ہے کیونکہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے بھی اس کا نام نہیں بتایا کہ مجھے کس نے زہر دیا۔ اب تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر 399 پر امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی تحقیق سنئے۔

1......امام حسین رضی اللہ عنہ نے بہت کوشش کی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ زہر دینے والے کی نشاندہی کردیں لیکن آپ نے نام بتانے کے بجائے یہ فرمایا کہ اللہ تعالٰی سخت انتقام لینے والا ہے۔ کوئی شخص میرے گمان کی بناء پر کیوں قتل ہو۔ (یعنی میں نے کسی پر گمان کیا اور اصل میں قاتل وہ نہ ہوا تو)

(تاریخ الخلفاء، ص 399)

2......شہادت سے پہلے امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے میرے بھائی! مجھے تین بار زہر دیا گیا ہے مگر اس طرح کا زہر مجھے کبھی نہیں دیا گیا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ کو کس نے زہر دیا ہے؟ فرمایا: کیا تیرے سوال کا مقصد یہ ہے کہ تُو ان سے جنگ کرے مگر میں ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔

(صواعق المحرقہ، ص345)

محترم حضرات! امام حسن رضی اللہ عنہ زہر دینے والے کا نام نہیں بتا رہے اور اس معاملے کو رب تعالیٰ کے حوالے کر رہے ہیں مگر اس دور کے بدبخت لوگ ناجانے کس کا نام لے کر صحابہ کرام سے اپنا بغض نکال رہے ہیں۔ رب تعالیٰ ایسوں کے شر سے ہمیں بچائے۔

3......جب امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ سے کہا: اے بھائی! ہمارے والد نے خلافت کو چاہا تو رب تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دے دی پھر چاہا تو رب تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ پھر شوریٰ کے وقت آپ کو یقین تھا کہ مجھے خلافت ملے گی، حق تعالیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو ہمارے والد کی بیعت کی

گئی پھر ان سے تنازعہ کیا گیا، یہاں تک کہ انہوں نے تلوار سونپ لی مگر خلافت کا معاملہ صاف نہ ہوا۔ خدا کی قسم! میرے نزدیک حق تعالیٰ ہم میں نبوت اور خلافت کو اکھٹا نہیں کرے گا۔

میں جانتا ہوں کہ کوفہ کے لوگ تجھے دھوکہ دیں گے۔ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہونے کی خواہش کا اظہار کیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہا نے اسے قبول کرلیا ہے۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر اس بات کا مطالبہ کرنا میرا خیال ہے کہ لوگ عنقریب اس سے روکیں گے۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان سے بحث نہ کرنا۔ (صواعق المحرقہ صفحہ نمبر 344)

محترم حضرات! آپ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی آخری گفتگو سماعت کی جس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ حضرات ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہما کو خلافت حق تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ ایسے روشن ضمیر تھے کہ انہوں نے اپنی مومنانہ فراست سے جان لیا کہ میرے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ والے دھوکہ بازی کریں گے۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے باہمی تعلقات بہت اچھے تھے۔ اگر اچھے نہ ہوتے تو امام حسن رضی اللہ عنہ کبھی حضور ﷺ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت نہ مانگتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ بھی کبھی انہیں اجازت نہ دیتیں۔ ثابت ہوا کہ دشمنانِ صحابہ بکواس کرتے ہیں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں باہمی محبت تھی۔

5 ربیع الاول حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے جام شہادت مدینہ منورہ میں نوش فرمایا تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے تدفین کی اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت عطا فرمائی لیکن حاکم مدینہ مروان حائل ہوا جس پر امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے ہتھیار سنبھال لئے مگر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے درمیان میں صلح کرادی اور آخرکار حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں سپرد خاک کیا گیا۔

☆ جنازہ میں بڑی تعداد:

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا وصال 69ھ میں ہوا۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 46 سال تھی۔ (البدایہ والنہایہ، جلد 8، ص 44، صواعق المحرقہ ص 139)

ثعلبہ کہتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو بقیع میں دفن کیا جارہا تھا تو میں

وہاں موجود تھا۔ لوگوں کا اتنا اجتماع تھا کہ اگر سوئی پھینکی جاتی تو آدمیوں کے سر پر گرتی، زمین پر نہ گرتی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بلند آواز سے کہہ رہے تھے: لوگو! تم رسول اللہ ﷺ کے جس فرزند پر مٹی ڈال رہے ہو، میں نے ان کے بارے میں نبی پاک ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو حسن کو دوست رکھتا ہے، وہ مجھے بھی دوست رکھتا ہے۔ (تہذیب التہذیب، امام حجر عسقلانی علیہ الرحمہ)

رب تعالیٰ امام حسن مجتبیٰ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے فیوض و برکات سے ہر مسلمان کو مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین

اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تیسرے امام

امام حسین رضی اللہ عنہ

☆مدت حمل:

امام حسین رضی اللہ عنہ کی مدت حمل چھ ماہ ہے۔حضرت یحیٰی علیہ السلام اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی ایسا بچہ زندہ نہ رہا جس کی مدت حمل چھ ماہ ہوئی ہو۔(شواہد النبوۃ،ص 228،مکتبۃ الحقیقۃ ترکی)

☆ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت 4 شعبان المعظم 4ھ مدینہ منورہ میں ہوئی۔آپ اپنے بھائی امام حسن رضی اللہ عنہ سے گیارہ ماہ دس دن بعد پیدا ہوئے۔

☆**نام:** آپ کا نام رسول اللہ ﷺ نے حضرت ہارون علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے شبیر کے نام پر رکھا۔لفظِ شبیر کا عربی میں ترجمہ حسین بنتا ہے۔آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔

☆**القابات:** ذکی،شہید اعظم،امام عالی مقام،امام عرش مقام،سید شباب اہل الجنۃ،سبط الرسول اور ریحانِ الرسول

☆ولادت سے قبل خواب:

حضور ﷺ کی چچی جان حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت ام

الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا ایک دن بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اورعرض کیا کہ میں نے ایک پریشان کن خواب دیکھا ہے۔ خواب بیان کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ جب حضور ﷺ نے بار بار دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا: میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے جسم انور کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا۔

یہ سن کر نبی پاک ﷺ (مسکرائے اور) فرمایا کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے (اس کی تعبیر یہ ہے کہ) فاطمہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں کھیلے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کی گود میں کھیلے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی)

☆ سرکار ﷺ کا کرم:

جب امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ پھر محبت وشفقت سے گود میں اٹھایا۔ کانوں میں اذان واقامت کہی۔ تحنیک فرمائی پھر ساتویں دن دو مینڈھے ذبح کرکے آپ کا عقیقہ کیا۔

☆امام حسین رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کی محبت:

1...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہونٹوں کو اس طرح چوستے تھے جیسے کہ آدمی کھجور چوستا ہے۔

(نورالابصار، صفحہ نمبر 114)

2...... حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ رب تعالیٰ اس سے محبت فرمائے، جو حسین سے محبت رکھے، حسین میری اولاد میں سے ایک فرزند ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الفضائل حدیث 32196، جلد 6،ص 380)

☆حسین رضی اللہ عنہ کا رونا حضور ﷺ کو تکلیف دیتا ہے:

حضرت یزید بن ابو زیاد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر تشریف لائے اور سیدہ فاطمہ کے گھر کے پاس سے گزرے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو روتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس کا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے۔

(طبرانی معجم الکبیر، جلد 3،ص 116، حدیث 2847)

☆ سات نجباء ونقباء:

حضرت مسیب بن نجبہ رضی اللہ عنہ، مولا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ وسلم صلی اللہ نے فرمایا: ہر نبی کو سات نجیب یا نقیب عطا کئے گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: وہ کون ہیں؟ تو مولا علی رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں اور میرے دونوں بیٹے، جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، مقداد، حذیفہ، عمار اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(ترمذی کتاب المناقب، حدیث 3755)

☆ گردن سے ٹخنے تک مشابہ:

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ وہ لوگوں میں ایسی ہستی کو دیکھے جو گردن سے ٹخنے تک رنگت اور صورت دونوں میں حضور علیہ وسلم صلی اللہ کی سب سے کامل تصویر ہو تو وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

(طبرانی معجم الکبیر، جلد 3، ص 95، حدیث 2768)

☆ حسین رضی اللہ عنہ میری سخاوت کا وارث:

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ

عنہا حضور ﷺ کے مرض وصال میں اپنے دونوں بیٹوں کو آپ ﷺ کی خدمت میں لائیں اور عرض گزار ہوئیں کہ یہ آپ کے بیٹے ہیں، انہیں کچھ وراثت میں عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حسن کے لئے میری ثابت قدمی اور سرداری کی وراثت ہے اور حسین کے لئے میری طاقت وسخاوت کی وراثت ہے۔ (طبرانی معجم الاوسط، جلد 6، ص 222)

☆ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضو ﷺ کے سامنے حسنین کریمین کشتی لڑ رہے تھے اور آپ ﷺ فرمارہے تھے: حسن! جلدی کرو۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ صرف حسن سے کیوں فرمارہے ہیں؟ (حسین چھوٹے ہیں ان سے کیوں نہیں فرمارہے) حضور ﷺ نے فرمایا: کیونکہ جبرائیل امین علیہ السلام حسین رضی اللہ عنہ کو ایسا کہہ کر حوصلہ دلارہے ہیں۔ (اسد الغابہ، الاصابہ)

☆ رخسار انور:

امام حسین رضی اللہ عنہ کی یہ شان تھی کہ جب اندھیرے میں تشریف فرما ہوتے تو آپ رضی اللہ عنہ کی مبارک پیشانی اور دونوں مقدس رخسار سے نور

کی اتنی شعاعیں نکلتیں کہ قرب و جوار روشن ہو جاتے۔

(شواہد النبوۃ، ص228، مکتبۃ الحقیقۃ ترکی)

☆امام حسین رضی اللہ عنہ کی خاطر بیٹے کی قربانی:

ایک دن حضور ﷺ، امام حسین کو اپنے داہنے اور اپنے حقیقی بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو اپنے بائیں جانب بٹھائے ہوئے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! خدا تعالیٰ ان دونوں کو آپ کے پاس جمع نہ رہنے دے گا۔ ان میں سے ایک کو واپس بلا لے گا۔ اب ان دونوں میں سے جسے آپ ﷺ چاہیں، پسند فرمالیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اگر حسین رخصت ہو جائیں تو ان کی جدائی فاطمہ اور علی کو تکلیف دے گی اور مجھے بھی تکلیف ہوگی اور اگر ابراہیم کا انتقال ہو گیا تو زیادہ غم مجھی کو ہوگا۔ اس لئے مجھے اپنا غم پسند ہے۔ اس واقعہ کے تین روز بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

(شواہد النبوت، ص305)

☆کرامت امام حسین رضی اللہ عنہ:

ایک دن ایک شخص نے حاضر ہو کر امام حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے فرزند رسول! میں ایک مفلس و نادار شخص ہوں۔ میں صاحب اہل و

عیال ہوں۔ مجھے اپنے پاس سے رات کے کھانے میں سے کچھ عنایت فرمایئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، میرا رزق ابھی راستے میں ہے۔ کچھ دیر بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے دیناروں کی پانچ تھیلیاں آئیں۔ ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے۔ لانے والوں نے عرض کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ معذرت خواہ ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ فی الحال ان کو اپنے خدام پر خرچ فرمائیں مزید پھر حاضر کیئے جائیں گے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس نادار و مفلس شخص کی طرف اشارہ فرمایا اور پانچوں تھیلیاں اسے عنایت کرتے ہوئے معذرت کی کہ تمہیں بہت دیر انتظار کرنا پڑا۔ صرف اتنا ہی کمتر عطیہ تھا۔ اگر میں جانتا کہ اتنی قلیل مقدار ہے تو تمہیں انتظار کی زحمت نہ دیتا۔ (کشف المحجوب، ص 112)

اس واقعہ سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی مومنانہ فراست ظاہر ہوئی کہ آپ نے اپنی مومنانہ فراست سے آنے والے پانچ ہزار دیناروں کو دیکھ لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ کی نظروں سے کوئی شے پوشیدہ نہیں۔

☆ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر:

امام بغوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب معجم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

حدیث نقل کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے رب تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی زیارت کے لئے اجازت طلب کی۔ رب تعالیٰ نے اجازت عطا فرمائی۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ اس وقت ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر رونق افروز تھے۔ آپ نے فرمایا: اے ام سلمہ! دروازے کا اچھی طرح خیال رکھنا۔ کوئی اندر نہ آنے پائے۔ چنانچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا دروازے پر نگہبانی فرما رہی تھیں کہ اتنے میں امام حسین رضی اللہ عنہ آئے اور زبردستی اندر چلے گئے اور حضور ﷺ کے اوپر کھیلنے کودنے لگے تو آپ ان کو گود میں لے کر چومنے اور پیار کرنے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر اس (بارش) کے فرشتے نے دریافت کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ان سے محبت رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا: ہاں، میں ان سے محبت رکھتا ہوں۔ فرشتے نے عرض کیا: انہیں تو آپ کی اُمّت عنقریب شہید کردے گی۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھادوں، جہاں ان کو شہید کیا جائے گا۔ اس کے بعد اس (فرشتے) نے آپ ﷺ کو ایک باریک سرخ (لال) مٹی دکھائی۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ مٹی لے کر اپنے کپڑے میں محفوظ کرلی۔

☆ام المومنین رضی اللہ عنہا کو مٹی دی گئ:

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ سر الشہادتین میں نقل کرتے ہیں: امام جامی علیہ الرحمہ دلائل النبوۃ میں اور امام ابونعیم علیہ الرحمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما میرے گھر میں کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر نازل ہوئے اور عرض کیا: آپ ﷺ کے بعد آپ کی اُمّت آپ کے اس بیٹے کو شہید کردے گی اور ہاتھ سے حضرت حسین کی طرف اشارہ کیا اور پھر آپ کی خدمت میں تھوڑی سی مٹی پیش کی جس کو حضور ﷺ نے سونگھ کر فرمایا: اس مٹی سے رنج و مصیبت کی بو آتی ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلمہ! جب یہ مٹی خون بن جائے تو اس وقت جان لینا کہ میرے بیٹے (حسین) کو شہید کردیا گیا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ مٹی لے کر ایک شیشی میں محفوظ کرلی۔

محترم حضرات! ان دونوں احادیث سے واضح ہوگیا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی دردناک شہادت کی خبر آپ کے بچپن ہی میں مشہور تھی اور ایک مقدر تھا جسے ہوکر رہنا تھا۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضور ﷺ اپنے رب کی عطا سے غیب جانتے ہیں۔ اس لئے آپ نے وہ سرخ مٹی اپنی ازواج میں سے صرف اور صرف ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دی حالانکہ اس وقت

کئ ازواج حیات تھیں۔ کسی اور کو نہ دی۔ نگاہِ مصطفی ﷺ دیکھ رہی تھیں کہ جب کربلا کا واقعہ رونما ہوگا تو اس وقت صرف اور صرف میری زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حیات ہوں گی۔

☆ یزید کی تخت نشینی:

60ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یزید نے تخت نشین ہوتے ہی اپنی بیعت کے لئے ہر طرف حکم نامہ روانہ کئے۔ گورنر مدینہ ولید بن عقبہ کو یزید نے اپنے والد کے وصال کی اطلاع دی اور لکھا کہ ہر خاص و عام سے میری بیعت لو۔ ان سب کو ایک لمحہ مہلت نہ دو۔

ولید بن عقبہ گھبرایا۔ مشورہ کے لئے مروان بن حکم کو بلایا۔ مروان نے کہا کہ تینوں حضرت امام حسین، حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو بلاؤ اور یزید کی بیعت کا مطالبہ کرو۔ اگر بیعت سے انکار کردیں، تو قتل کردو۔ ولید بن عقبہ نے مروان کی گفتگو سن کر کہا۔ خدائے ذوالجلال کی قسم! اگر مجھے ساری دنیا کا مال و متاع بھی مل جائے تو بھی میں ان ہستیوں کے خون سے اپنے ہاتھوں کو آلودہ نہیں کرسکتا۔

یزید نے تخت نشین ہوتے ہی پہلا مطالبہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا کیوں کیا؟ امام ذہبی سیر اعلام النبلاء تیسری جلد صفحہ نمبر 198 پر فرماتے ہیں اس لئے کہ اگر ان دو

ہستیوں نے یزید کی بیعت کرلی تو ان کے بعد اہل مدینہ کی بیعت آسان ہو جائے گی۔

یہاں یزید کے متعلق کچھ ضروری باتیں کروں گا۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یزید صحابی نہیں تھا۔ بعض لوگ لاعلمی کی بنیاد پر اسے صحابی کہہ دیتے ہیں۔ یزید 25ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پیدا ہوا۔ اس کی کنیت ابو خالد تھی۔ یزید بہت موٹا، بدخلق، فاسق و فاجر، شرابی، بدکار، ظالم اور بے ادب تھا۔

60ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس وقت یزید کی عمر 35 برس تھی۔ اس کے دل میں اقتدار کا گھمنڈ اور بہت غرور تھا۔ بعض لوگ یہ حدیث پیش کر کے یزید کو جنتی بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ (نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت کا پہلا لشکر جو (قسطنطنیہ) مدینۃ القیصر پر حملہ کرے گا، وہ بخشا ہوا ہے) یزید اس لشکر کا سپہ سالار تھا لہذا وہ بھی بخشا ہوا ہے۔ یہ تحقیق درست نہیں ہے جبکہ درست یہ ہے۔ امام ابو داؤد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ (قسطنطنیہ) مدینۃ القیصر پر پہلا حملہ حضرت عبد الرحمن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سپہ سالاری میں ہوا۔

الغرض کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے بیعت سے انکار کر دیا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ خوب جانتے تھے کہ بیعت کے انکار سے یزید بدبخت جان کا

دشمن اور خون کا پیاسا ہو جائے گا لیکن آپ نے اپنی جان کو قربان کرنا گوارا فرمایا مگر یزید جیسے ظالم، فاجر اور شرابی کی بیعت کرنا گوارا نہ فرمایا۔

اگر امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کر لیتے تو وہ آپ کی بہت قدر و منزلت کرتا اور دنیا کی بے شمار دولت آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دیتا مگر امام حسین جانتے تھے کہ قیامت کے دن ہر شخص ظالم کی بیعت کرتے وقت یہ کہے گا کہ جب نواسۂ رسول ﷺ نے ظالم کی بیعت کر لی تو ہم کس کھاتے میں ہیں۔

بہر حال امام حسین رضی اللہ عنہ نے مدینہ چھوڑ کر مکہ جانے کا فیصلہ کر لیا۔

محترم حضرات! مدینہ منورہ وہ شہر ہے جس سے محبوب خدا ﷺ بے انتہا محبت فرماتے تھے۔ جب نبی پاک ﷺ کی سواری مدینے میں داخل ہوتی تو آپ چہرۂ انور سے کپڑا ہٹا دیتے اور سواری کی رفتار تیز فرما دیتے۔

بخاری شریف کی حدیث نمبر 612 ہے۔ نبی پاک ﷺ نے (دعا فرمائی) مدینہ کے لئے کہ اے اللہ! ہمیں مدینہ محبوب کر دے جیسا کہ ہم مکہ مکرمہ سے محبت کرتے ہیں یا اس سے بھی زیادہ محبت عطا فرما۔ (آپ ﷺ کی دعا قبول ہوئی حتیٰ کہ آپ کی سواری نے جب مدینہ منورہ کو دیکھا تو اس کی محبت میں رقص کرنے لگی)

مسلم شریف کی حدیث نمبر 3222 ہے۔ نبی پاک ﷺ نے یہ دعا کی۔ اے اللہ! مدینہ میں، مکہ سے دگنی برکت دے۔

آج دنیا کا ہر مسلمان تمنا کرتا ہے کہ اے مالک ومولا! موت سے پہلے ایک مرتبہ تیرے محبوب ﷺ کا مدینہ دکھادے۔

وہ مدینہ جو کونین کا تاج ہے
جس کا دیدار مومن کی معراج ہے
زندگی میں خدا ہر مسلمان کو
وہ مدینہ دکھادے تو کیا بات ہے

وہ مدینہ جسے دیکھنے کے لئے عاشق کی آنکھیں ترستی ہیں۔ آج نبی کے نواسہ کے لئے مدینہ چھوڑنے کا وقت آگیا ہے۔ اب امام حسین رضی اللہ عنہ آخری سلام کے لئے نانا جان رحمت عالمیان ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ میرا دل کہتا ہے کہ امام حسین کا دل رو رہا ہوگا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے اور یہ کہہ رہے ہوں گے۔ نانا جان! وہ حسین جو حالت سجدہ میں آپ کی پیٹھ پر سوار ہو جاتا تو آپ سجدہ طویل کردیتے تھے۔ آج آپ کا بیٹا حسین آپ کا مدینہ چھوڑ کر جارہا ہے۔

وہ حسین! جو لڑکھڑاتے ہوئے بچپن میں مسجد نبوی میں چلا آتا تو آپ وعظ چھوڑ کر منبر سے اتر کر اپنی گود میں بٹھا لیتے۔ نانا جان! وہ حسین آج

آپ کا مدینہ چھوڑ کر جا رہا ہے۔

وہ حسین! جب بچپن میں روتا تو میری والدہ سے فرماتے کہ اسے مت رلاؤ، اس کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

نانا جان! وہ حسین...... جسے کاندھوں پر سوار کیا کرتے تھے۔

نانا جان! وہ حسین...... جس کے لئے آپ نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو قربان کیا تھا۔ آج آپ کا بیٹا حسین آپ کا مدینہ چھوڑ کر جا رہا ہے۔

نانا جان! اس لئے مدینہ چھوڑ رہا ہوں کہ میرا یہاں رہنا دشوار ہو گیا ہے۔ نانا جان! میں جا رہا ہوں، مجھے اجازت دیجئے۔

محترم حضرات! ذرا سوچئے جب امام حسین رضی اللہ عنہ یہ کلمات کہہ رہے ہوں گے، اس وقت قبر انور میں سرکار اعظم ﷺ کا کیا حال ہوا ہوگا۔ اس کا تصور اہل محبت کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔

پھر اپنی والدہ ماجدہ کی قبر انور پر الوداعی سلام پیش کیا۔ آہ! یہ دن کتنے رنج وغم کا دن تھا کہ نواسۂ رسول جن کا سب کچھ مدینہ میں ہے مگر وہ مدینے سے جا رہے ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جا رہے ہیں۔ آپ الوداع کہہ کر روتے ہوئے واپس ہوئے اور ڈوبتے ہوئے دل کے ساتھ مدینۂ منورہ پر حسرت بھری نگاہ ڈالتے ہوئے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ امام حسین

رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ اب میں مدینہ منورہ واپس نہیں آؤں گا بلکہ یہ سلام، سلامِ آخر ہے۔

☆امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ میں:

جب امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ معظّمہ پہنچے اور آپ کی تشریف آوری کی لوگوں کو خبر ہوئی تو مکہ والوں کے لئے عید کا سماں تھا۔ مکہ والوں کے نصیب کھل گئے۔ ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں، مسرتیں ہی مسرتیں تھیں کہ نواسۂ رسول جلوہ گر ہو گئے ہیں۔ جوق در جوق آپ کی خدمت میں لوگ آنے لگے اور آپ کی زیارت و محبت سے فیض حاصل کرنے لگے۔ مکہ میں آپ مہمان کی حیثیت سے مقیم رہے۔ نہ آپ نے یزید کے خلاف کسی کی بیعت لی، نہ کوئی طاقت ور لشکر جنگ کے لئے تیار کیا۔

☆کوفیوں کی چٹھیاں:

امام حسین رضی اللہ عنہ کو مکہ میں کوفیوں کی چٹھیاں آنا شروع ہو گئیں۔ پہلی چٹھی یعنی خط 10 رمضان 60ھ کو پہنچا، دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں خطوط امام حسین کی خدمت میں پہنچے۔

آپ نے صحابہ کرام سے مشوروں کے بعد اپنے چچا زاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ ان کے دو بیٹے محمد اور ابراہیم بھی اپنے

مہربان باپ کے ساتھ ہو لئے۔امام مسلم رضی اللہ عنہ نے کوفہ پہنچ کر مختار بن عبید کے مکان پر قیام فرمایا۔ ہر کوفی جوق در جوق عقیدت و محبت کے ساتھ بیعت کرنے لگا۔ یہاں تک کہ ایک ہفتہ کے اندر بارہ بارہ ہزار کوفیوں نے امام مسلم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔امام مسلم رضی اللہ عنہ کو جب حالات سازگار معلوم ہوئے تو امام حسین کو خط لکھا کہ آپ تشریف لے آئیں۔

دوسری طرف یزید کے حکم پر حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے گورنر بصرہ عبیداللہ ابن زیاد کو کوفہ کا گورنر بنا دیا گیا۔ابن زیاد نے اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو بصرہ میں اپنا جانشین بنا کر دوسرے دن کوفہ چلا گیا۔

عبیداللہ ابن زیاد نے کوفہ پہنچتے ہی ظلم وستم کا بازار گرم کرنا شروع کیا۔ اہل کوفہ کو ڈرانا دھمکانا شروع کیا کہ وہ امام مسلم رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیں۔اب آہستہ آہستہ جان و مال قربان کرنے کا دعویٰ کرنے والے کوفی امام مسلم رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑتے چلے گئے۔ بالاخر چالیس ہزار میں سے پانچ سو رہ گئے جنہوں نے آپ کے پیچھے نماز عصر کی نیت باندھی۔جب امام مسلم رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو وہ بھی ساتھ چھوڑ گئے اور آپ کے پیچھے صرف آپ کے دوشہزادے محمد اور ابراہیم تھے۔

امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اس غربت و مسافرت میں تنہا رہ گئے۔ شدید مشکلات اٹھانے کے بعد بالآخر دھوکہ سے آپ کو لے جایا گیا اور ابن زیاد کے حکم پر محل کی چھت پر لے جایا گیا اور بے دردی کے ساتھ شہید کر کے سر کو جسم کے ساتھ محل کے نیچے پھینک دیا۔ (تاریخ طبری)

جس دن امام مسلم رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، اسی دن 3 ذوالحجہ 60ھ امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے کربلا کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ سفر میں شامل آپ کے تین صاحبزادے، دو ازواج، ایک بیٹی اور ایک بہن تھیں۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کے چار صاحبزادے حضرت قاسم، حضرت عبداللہ، حضرت عمر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما، حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے پانچ صاحبزادے حضرت عباس، حضرت عثمان، حضرت عبداللہ، حضرت محمد اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما تھے۔ امام مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے تین بھائی حضرت عبداللہ، حضرت عبدالرحمن اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے حضرت محمد اور حضرت عون رضی اللہ عنہم تھے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کو ابھی تک کوفے کے حالات معلوم نہ ہوئے تھے۔ جب آپ مقام ثعلبیہ میں پہنچے تو بکیر بن مشعبہ اسدی کے ذریعہ آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اور ہانی بن عروہ دونوں شہید

کردیئے گئے اوران کی لاشوں کے پاؤں میں رسیاں باندھ کر بازاروں میں گھسیٹا گیا۔اس دردناک خبرکوسن کرآپ نے بار بارانا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی (طبری،جلددوم،ص 227)

جیسے ہی یہ قافلہ پہنچا حربن یزید تمیمی نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قافلے کوروک دیااورکربلامیں اترنے پرمجبورکردیا۔امام حسین رضی اللہ عنہ اورآپ کے قافلے والوں نے دریائے فرات کے کنارے خیمے نصب کردیئے۔یزیدیوں کی جانب سے تکالیف دینے کا سلسلہ جاری رہاحتیٰ کہ سات محرم الحرام کوآپ کے خیمے دریائے فرات سے ہٹادیئے گئے۔

نومحرم الحرام کویزیدی فوج امام حسین رضی اللہ عنہ کے قافلہ کی طرف بڑھنے لگی۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اوریزیدی فوج سے پوچھاکہ مسئلہ کیاہے؟جواب ملاکہ عبیداللہ ابن زیاد کاحکم ہے کہ آپ لوگ اس کی بات مان لیں یالڑنے کے لئے تیارہوجائیں۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یزیدیوں کے جواب سے امام حسین رضی اللہ عنہ کوآگاہ کیا۔امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ان سے کہوایک رات کی مہلت دیں تاکہ آج رات بھرہم نمازپڑھیں اوردعاواستغفارکریں۔جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یزیدی فوج کے دستے سے کہاکہ ہمیں ایک رات کی مہلت دی جائے توانھوں نے یہ بات مان لی۔(طبری جلد2،صفحہ نمبر 248)

☆امام حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھیوں سے خطاب:

اس کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور اللہ کی حمد وثناء کے بعد ان سے خطاب فرمایا: خدائے رحمن تم سب کو میری طرف سے جزائے خیر دے۔ سن لو! میں یقین رکھتا ہوں کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں کل ہماری شہادت ہے۔ میں تم کو بخوشی اجازت دیتا ہوں کہ رات کا اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ اسی میں جہاں تم لوگوں کا جی چاہے، چلے جاؤ۔ میری طرف سے کوئی تم پر الزام نہیں۔ یہ لوگ میرے خون کے پیاسے ہیں۔ جب مجھے قتل کرلیں گے تو پھر کسی دوسرے کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی تقریر سن کر سب سے پہلے حضرت عباس رضی اللہ عنہ پھر آپ کے دوسرے بھائی، بیٹے، بھتیجے اور بھانجے سب نے یک زبان کہا: اے امام! کیا ہم اس لئے چلے جائیں کہ آپ کے بعد زندہ رہیں؟ خدا تعالیٰ ہمیں ایسا برا دن نہ دکھائے۔

پھر آپ کے ساتھیوں سے کہا اے امام! ہم اپنے ہاتھوں، اپنی گردنوں اور اپنی پیشانیوں سے آپ کو بچائیں گے۔ یہاں تک کہ اپنی جانیں آپ پر قربان کردیں گے۔

حضرت مسلم بن عوسجہ اسدی کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ یہ ہم سے ہرگز نہیں ہوسکتا۔ خدا کی قسم! اگر میرے پاس ہتھیار

نہ ہوں گے تو میں پتھر مار مار کر دشمنوں سے لڑوں گا اور اس طرح میں اپنی جان آپ پر نچھاور کر دوں گا۔ (طبری جلد 2، صفحہ نمبر 25)

اس کے بعد آپ اور آپ کے تمام ساتھیوں نے نماز و دعا اور توبہ و استغفار میں ساری رات گزار دی اور اس کے ساتھ ہی خیموں کی پشت پر خندق کھود کر لکڑیاں بھر دیں تا کہ جنگ کے وقت ان میں آگ لگا دی جائے تو دشمن پیچھے سے حملہ نہ کر سکے۔

یوم عاشورہ دس محرم الحرام امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے شہزادے حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بیٹا! فجر کی اذان کہو، تین دن کے بھوکے پیاسے حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے سوکھے ہوئے گلے سے رقت انگیز زندگی کی آخری اذان کہی۔ پھر تمام اصحاب نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے پیچھے فجر کی نماز ادا کی۔

دس محرم الحرام کا سورج طلوع ہوا تو خون میں ڈوبا ہوا تھا۔ آج چھ ماہ کے حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کے حلقوم میں تیر پیوست ہونا تھا۔ آج حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کی جوانی کو قربان کرنے کا دن ہے۔ آج خاندان رسول ہاشمی کے بھوکے پیاسے شہزادوں کے خون سے زمین کربلا کو سرخ ہونا تھا۔

☆ جنگ سے قبل اتمام حجت:

دس محرم الحرام کی صبح امام حسین رضی اللہ عنہ میدان کارزار میں تشریف لے گئے اور تقریر فرمائی۔

اے لوگو! میرے نسب پر غور کرو کہ میں کون ہوں؟ پھر اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچو کہ تمہارے لئے کیا میرا خون بہانا جائز ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ نہیں ہوں۔ جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو؟ کیا میں ان کے چچا زاد بھائی مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرزند نہیں ہوں؟ کیا تم میں سے کسی نے یہ سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے اور میرے بھائی کو جنتی نوجوانوں کا سردار فرمایا ہے۔ کیا یہ حدیث تمہیں میرا خون بہانے سے روکنے کے لئے کافی نہیں ہے؟ کیا میں نے تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے؟ کسی کا مال ہلاک کیا ہے؟ کیا تم میں سے کسی کو زخمی کیا ہے؟ جس کا بدلہ تم مجھ سے چاہتے ہو؟

خدا کی قسم! میں ذلت کے ساتھ تمہارے ہاتھ میں اپنا ہاتھ ہرگز نہ دوں گا اور نہ غلاموں کی طرف اطاعت کا اقرار کروں گا۔

ان ظالموں سے کوئی امید تو نہ تھی مگر امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا فرض پورا کر دیا۔

☆جنگ کا آغاز:

دستورِ عرب کے مطابق پہلے انفرادی جنگ کا آغاز ہوا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزیدی فوج کو مخاطب کر کے فرمایا: کون ہے جو آج گھرانۂ اہلبیت کی مدد کرے گا؟ امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ اعلان سن کر حر بن یزید التمیمی خوف سے کانپ رہا تھا۔ اس کی یہ کیفیت دیکھ کر ایک شخص اس سے پوچھتا ہے۔ اے حر! تم تو کوفہ والوں میں سب سے بہادر شخص ہو، تمہاری بہادری کی تو مثالیں دی جاتی ہیں، اس سے پہلے تمہاری ایسی حالت کبھی نہیں دیکھی گئی۔ یہ سن کر حضرت حر فرمانے لگے۔ میرے ایک طرف جنت ہے اور دوسری طرف دوزخ ہے۔ مجھے آج اسی وقت دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہے۔ پھر اپنے گھوڑے کو یہ کہہ کر آگے بڑھایا کہ ہو سکے تو جنت ہی میں جانا چاہیئے۔

یہ نعرہ حر کا تھا جس وقت فوج شام سے نکلا
کہ دیکھو یوں نکلتے ہیں جہنم سے خدا والے
ہزاروں میں بہتّر تن تھے تسلیم و رضا والے
حقیقت میں خدا ان کا تھا اور وہ تھے خدا والے
حسین ابن علی کی کیا مدد کر سکتا تھا کوئی
وہ تو خود مشکل کشا تھے اور تھے مشکل والے

کسی نے جب وطن کا پوچھا تو یوں فرمایا حضرت نے
مدینے والے کہلاتے تھے اب ہیں کربلا والے
دوائے دردِ عصیاں پنج تن کے در سے ملتی ہیں
زمانے میں یہی مشہور ہیں دارالشفاء والے

حضرت حر رضی اللہ عنہ، امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور نواسۂ رسول سے عرض کی۔ حضور! میں آپ کا مجرم ہوں۔ میں ہی آپ کے قافلہ کو گھیر کر میدان کربلا تک لایا ہوں۔ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اگر میں نے آپ کا ساتھ دیا تو کیا قیامت کے دن آپ کے نانا جان کی شفاعت مجھے نصیب ہو گی؟

یہ سن کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں تیرا رب تجھے معاف کر دے گا اور تجھے میرے نانا جان ﷺ کی شفاعت بھی نصیب ہو گی۔ یہ سن کر حضرت حر رضی اللہ عنہ میدان کارزار کی طرف بڑھے اور ایسے دیوانہ وار لڑے کہ یزیدیوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹتے ہوئے بالآخر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جام شہادت نوش فرما گئے۔

(البدایہ والنہایہ، جلد 8، ص 180)

حضرت حر رضی اللہ عنہ اصحاب حسین کے پہلے شہید تھے۔ اب ایک مجاہد لشکر حسین سے نکلتا اور ایک یزیدی لشکر سے نکلتا۔ آپ کے جان نثار

دشمن کی صفوں کی صفیں الٹ دیتے۔ یزیدیوں کو واصل جہنم کر کے اور پھر خود بھی جام شہادت نوش کر کے نواسۂ رسول کے قدموں پر نثار ہو جاتے۔ ایک ایک کر کے سارے ساتھی جام شہادت نوش کر گئے۔

☆خاندان رسول کی جانثاری:

اب پیغمبر اعظم ﷺ کے خاندان کے افراد کی باری تھی۔ ان کے چہرے تمتمارہے تھے۔ بھوک اور پیاس سے برا حال ہو رہا تھا۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ ہمشکل مصطفیٰ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے جوان بیٹے حاضر خدمت ہو کر عرض کرتے ہیں۔ ابا جان! اب مجھے اجازت دیجئے؟ امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی پیشانی پر الوداعی بوسہ لیتے ہوئے جواں سال بیٹے کو سینے سے لگاتے ہوئے دعائیں دے کر مقتل کی طرف روانہ کیا کہ بیٹا! جاؤ، اللہ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرو۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ شیر کی طرح میدان جنگ میں آئے اور ایسے حملہ آور ہوئے۔ ایسا لگتا تھا کہ یزیدی فوج پر قہر خداوندی نازل ہوا ہو۔ دشمنوں کی صفوں کی صفیں الٹ رہے تھے۔ اچانک پیاس نے ستایا تو ابا جان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ابا جان! صرف ایک گھونٹ پانی مل جائے۔ میں ایک یزیدی بھی نہیں چھوڑوں گا۔ یہ سن کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹا! میں تمہیں پانی تو نہیں دے سکتا، اپنے پیاسے باپ کی سوکھی ہوئی زبان چوس لو، شاید

کچھ تسکین ہو جائے۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے ابا جان کی سوکھی ہوئی زبان چوسی، ایک نیا حوصلہ اور ولولہ ملا۔ پلٹ کر پھر لشکر یزید پر حملہ کر دیا۔ اچانک لڑتے لڑتے آواز دی۔ ابا جان! ابا جان! آ کر مجھے تھام لیجئے۔ آپ کا علی اکبر سواری سے گر رہا ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ جواں سال بیٹے کی شہادت کی گھڑی آ گئی۔ دوڑ کر حضرت علی اکبر کی طرف آئے۔ قریب ہو کر دیکھا تو شہزادہ علی اکبر رضی اللہ عنہ زمین پر جلوہ گر تھے۔ لشکر یزید کے کسی بدبخت سپاہی کا نیزہ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کے سینے میں پیوست ہو چکا تھا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ زمین پر جلوہ گر ہو گئے اور اپنے زخمی بیٹے کا بوسہ لیا۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا ابا جان! اگر یہ نیزے کا پھل سینے سے نکال دیں تو پھر دشمن پر حملہ کروں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں لے لیا۔ نیزے کا پھل کھینچا تو سینے سے خون کا فوارہ بہہ نکلا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ جواں سال بیٹے کی لاش کو دیکھ کر عرض کرنے لگے۔ اے مالک مولا! میں اس حال میں بھی تجھ سے راضی ہوں تو بھی مجھ سے راضی ہو جا۔

☆ اب امام حسین رضی اللہ عنہ نے نظریں اٹھائیں تو سامنے امام حسن رضی اللہ عنہ کے لخت جگر حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ امام حسین

رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر تلوار لہراتے ہوئے نکلے اور شیر کی طرح حملہ آور ہوئے اور یزیدیوں کو واصل جہنم کرنے لگے۔ یزیدیوں نے جب یہ دیکھا تو چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ کسی بد بخت نے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے سرانور پر تلوار ماری۔ آپ نے آواز دی۔ اے چچا جان اور چکرا کر زمین پر تشریف لے آئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کی لاشے کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ شدید غم میں ڈوبے ہوئے تھے کہ اچانک خیموں سے پاک بیبیوں کی آواز آئی۔ اے امام! اپنے ننھے شہزادے علی اصغر کو لے جائیں۔ پیاس کی وجہ سے بہت تکلیف میں ہے۔ اب تو یہ روتا ہے تو اس کی آواز بھی نہیں نکلتی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ننھے منے شہزادے حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں لیا۔ خوب پیار کیا اور میدان کارزار میں یزیدیوں سے فرمانے لگے۔ اے یزیدیو! اس ننھے منے بچے کو دیکھو۔ یہ پیاس کی وجہ سے کیسا بلک رہا ہے۔ یہ پانی پی کر اس قابل نہیں ہو جائے گا کہ تم سے جنگ کرے۔ اپنے ہاتھوں سے ہی چند قطرے ٹپکا دو۔

امام حسین رضی اللہ عنہ ابھی یہ گفتگو فرما ہی رہے تھے کہ ایک شقی بد بخت نے تیر مارا جو حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کے حلقوم میں پیوست ہو گیا۔ ننھا

شہزادہ اپنے ہی خون میں نہا گیا۔ امام حسین نے آسمان کی طرف رخ کر کے عرض کی۔ باری تعالیٰ! ہم تیری خوشنودی کے طلب گار ہیں۔ میرے شہزادے کی اس قربانی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔

آہ! آج میدان کربلا میں خاندان ہاشمی کے مہکتے پھول بکھرے پڑے ہیں۔ کہیں حضرت عباس علمدار رضی اللہ عنہ تو کہیں حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، کہیں حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ ہیں تو کہیں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے بھائیوں کے لاشے اور کہیں وہ ننھی کلی بھی ہے جو ابھی کھلنے بھی نہ پائی تھی۔

زمین کربلا پر فاطمہ کے پھول بکھرے ہیں
شہیدوں کی یہ خوشبو ہے کہ سب جنگل مہکتا ہے

آج سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پھولوں نے کربلا کے جنگل کو گلزار بنا دیا ہے اور اپنے نانا جان سید عالم ﷺ کے دین کے تحفظ کے لئے ایسی قربانیاں دی ہیں جس کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔

☆ اب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نظروں کے سامنے ان کے آخری اور بیمار شہزادے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ میدان کارزار میں جانے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ انہیں دیکھ کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹا زین العابدین! تم بیمار ہو اور میرے بعد

خواتین کا کوئی محرم بھی ہونا چاہئے اور تم سے تو میرا سلسلہ نسب چلے گا۔ میں تمہیں ہرگز اجازت نہیں دوں گا۔

یہ کہہ کر الوداعی ملاقات سب سے فرما کر امام حسین رضی اللہ عنہ آخری مرتبہ اتمام حجت کے لئے تشریف لائے اور یزیدیوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

☆ امام کی آخری تقریر:

اے لوگو! تم جس رسول کا کلمہ پڑھتے ہو، اسی رسول ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے حسن و حسین سے دشمنی کی، اس نے مجھ سے دشمنی کی۔ تو اے یزیدیو!

اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری دشمنی سے باز آ جاؤ۔ اگر واقعی خدا اور رسول پر ایمان رکھتے ہو تو سوچو اس خدائے شہید و بصیر کو کیا جواب دو گے؟ رسول اللہ ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ بے وفاؤ! تم نے مجھے خطوط بھیج کر بلایا اور جب میں یہاں آیا تو تم نے میرے ساتھ ایسا برا سلوک کیا کہ ظلم کی انتہا کر دی۔

ظالمو! تم نے میرے بیٹوں، بھائیوں اور بھتیجوں کو خاک و خون میں تڑپایا۔ اپنے رسول کا گھر ویران کرنے والو! اگر قیامت پر ایمان رکھتے ہو تو اپنے انجام پر غور کرو اور اپنی عاقبت پر نظر ڈالو۔ پھر یہ سوچو کہ میں کون ہوں؟ کس کا نواسہ ہوں؟ میرے والد کون ہیں؟ میری والدہ کس کی لخت جگر ہیں۔ ظالمو! اب بھی وقت ہے، شرم سے کام لو اور میرے خون سے اپنے

ہاتھوں کو رنگین نہ کرو۔

محترم حضرات! یزیدی اتنے شقی اور بد بخت تھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی باتوں کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔امام حسین رضی اللہ عنہ بھی جانتے تھے کہ ان کے دل نہایت سخت ہو چکے ہیں مگر وہ اپنا فرض پورا کر رہے تھے کہ کہیں محشر میں کوئی یزیدی یہ نہ کہے کہ ہمیں کسی نے سمجھایا نہ تھا۔

نواسۂ رسول کربلا کے میدان میں تنہا کھڑے ہیں۔ہونٹوں پر تشنگی کے کانٹے چبھ رہے ہیں۔آسمان سے سورج آگ برسا رہا ہے۔آج فرات کا پانی ہر شخص چرند، پرند، انسان، جانور سب کے لئے عام ہے مگر نواسۂ رسول کو پانی پینے کی اجازت نہیں ہے۔

شیر خدا کے شیر اپنے تمام اثاثے لٹانے کے بعد بھی استقامت کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ایمان کی روشنی آنکھوں سے جھلک رہی ہے۔چہرۂ انور پر اعتماد کا نور بکھرا ہوا ہے۔گھوڑے پر سوار ہیں، شہادت کی تیاری ہے۔

اے زمین والو! جی بھر کے دیکھ لو نواسۂ رسول کو اس کے بعد یہ نورانی مکھڑا کوئی نہ دیکھ سکے گا۔آج آخری دیدار کر لو۔

فاطمہ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہے
حشر کا ہنگامہ برپا ہے میان اہلبیت

امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ بذات خود تلوار ہاتھ میں لے کر دشمن سے مقابلہ کے لئے نکلے۔ یزیدی عساکر پر خاموشی چھائی ہوئی ہے۔فرزند شیر خدا کا سامنا کرنے سے ہر کوئی کترا رہا ہے۔ الغرض کہ آپ نے حملہ شروع کر دیا، جو آپ کے سامنے آیا، آپ اس کو تہہ تیغ کرتے گئے۔ یہاں تک کہ بے شمار یزیدی آپ نے واصل جہنم کئے۔ بائیس ہزار یزیدیوں کا مقابلہ تن تنہا بھوکے پیاسے کرتے رہے۔امام حسین رضی اللہ عنہ کی شجاعت، جرأت اور استقامت دیکھ کر یزیدی فوج نے انفرادی جنگ بند کر دی اور ایک بد بخت نے آواز دی۔ دیکھتے کیا ہو، تیروں کی بارش کر دو۔ تیروں کی برسات میں امام حسین رضی اللہ عنہ کا جسم اطہر چھلنی ہو گیا۔ زخموں سے چور چور امام عالی مقام پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا گیا پھر آپ کو چاروں طرف سے دشمنوں نے نرغے میں لے لیا۔

وہ گل عذرا فاطمہ خاروں میں گھر گیا

تنہا علی کا لعل ہزاروں میں گھر گیا

امام عالی مقام زخموں سے چور چور اپنی مبارک سواری سے نیچے تشریف لے آئے۔ اب زندگی کا آخری لمحہ آ پہنچا۔ امام عالی مقام نے دریافت کیا۔ کون سا وقت ہے؟ جواب ملا، نماز کا وقت ہے۔ فرمایا: مجھے نماز پڑھ لینے دو۔

اے امام! آپ کی عظمت کو سلام زندگی کے ان آخری لمحات میں انسان اپنے بہن، بھائی، اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے ملاقات کی خواہش کرتا ہے مگر آپ نے کوئی ایسی خواہش نہ کی بلکہ نماز پڑھنے کی خواہش کی۔ اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ کرنے کی خواہش کی اور ہمیں پیغام دے گئے کہ اے میرے نانا جان کے امتیو! کیسا ہی کٹھن موقع آ جائے، نماز نہ چھوڑنا۔

میدان کربلا میں شہ تشنہ کام نے
پیغام یہ دیا ہے جناب امام نے
رشتہ خدا سے اہل وفا توڑتے نہیں
مرجاتے ہیں مگر نماز چھوڑتے نہیں

امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے خون آلودہ مبارک ہاتھوں سے تیمم فرمایا اور نماز شروع کردی۔ جب آپ سجدے میں گئے تو بدبخت شمر آگے بڑھا اور امام عالی مقام کے سرناز کو تن اقدس سے جدا کردیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جس گردن کے بوسے محبوب خدا ﷺ لیا کرتے تھے، اس گردن پر تلوار ماری گئی۔ یہ گردنِ حسین رضی اللہ عنہ کٹی یا بوسہ گاہ مصطفی ﷺ کٹ گئی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ ثابت کردیا۔

مردِ حق باطل سے خوف کھا سکتا نہیں
سر کٹا سکتا ہے لیکن سر جھکا سکتا نہیں

کربلا والوں نے دین کی سربلندی کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے ہمیں یہ سبق دیا کہ اگر اسلام کے تحفظ کی خاطر جان کی قربانی دینی پڑے تو اس سے کبھی گریز نہیں کرنا چاہیئے۔

گھر لٹانا جان دینا کوئی ان سے سیکھ لے
جانِ عالم ہو فدا اے خاندان اہلبیت
کلمۂ توحید ہے تیری شہادت اے حسین
تو نہ ہوتا تو نہ رہ جاتی صداقت اے حسین
تیری قربانی نے زندہ کردیا اسلام کو
وہ رہے گا تا ابد تیری بدولت اے حسین
ملت اسلام کو ملتا ہے اک درس حیات
کیسے بھولیں ہم ترا یوم شہادت اے حسین

دس محرم الحرام حسینیت کی فتح اور یزیدیت کی شکست کا دن ہے۔ دس محرم الحرام حق کی فتح اور ظلم کی شکست کا دن ہے۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

☆ امام احمد اور امام بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ کا بیان ہے کہ میں ایک روز دوپہر کے وقت خواب میں

سرکارکریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے سراقدس کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور گردآلود ہیں۔آپ ﷺ کے ہاتھ میں خون سے لبالب بھری ہوئی ایک بوتل ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! اس بوتل میں یہ خون کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا۔ یہ حسین اوران کے ساتھیوں کا خون ہے جو آج کے دن صبح سے میں جمع کر رہا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت اور دن کو یاد رکھا۔ بعد میں مجھے خبر ملی تو معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو اسی روز شہید کیا گیا۔ (سر الشہادتین)

☆ امام حاکم اور امام بیہقی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ مجھے خواب میں رسول پاک ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ دیکھا کہ آپ ﷺ کے سر اقدس اور داڑھی شریف پر گرد وغبار پڑا ہوا ہے۔ میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! یہ کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا (میرے بیٹے حسین کو کربلا میں شہید کردیا گیا ہے) میں ابھی مقتل حسین میں گیا تھا (سر الشہادتین)

☆ امام بیہقی اور امام ابو نعیم بصرہ ازدیہ سے نقل کرتے ہیں۔ جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو (رات کو) آسمان سے خون کی بارش برسی۔ صبح ہم نے دیکھا کہ ہمارے گھڑے اور مٹکے خون سے لبریز تھے اور

ہماری ہر چیز خون آلود تھی (سر الشہاتین)

☆شہادت کے بعد یزیدیوں کا ظلم:

خاندان رسول کا ایک ایک فرد کو قتل کرنے کے بعد بھی یزیدیوں کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا۔ انتقام کی آگ سرد نہ ہوئی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے جاں نثار رفقاء کے لاشوں پر گھوڑے دوڑائے، گھوڑوں کی ٹاپ سے شہزادگان رسول کے نازک جسموں کو روند ڈالا گیا۔ یہ نازک جسم پہلے ہی سے تیغ و تیر سے چھلنی ہو چکے تھے۔ مزید ظلم و ستم کیا گیا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، امام حسین رضی اللہ عنہ کی لاش سے گزریں تو انتہائی درد کے ساتھ روتے ہوئے مدینے کی طرف منہ کر کے پکارا: وامحمداہ! وامحمداہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کا سلام ہو۔

نانا جان! امام حسین میدان کربلا میں بے گور و کفن پڑے ہوئے ہیں۔ خون میں ڈوبے ہوئے ہیں اور تمام اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہیں۔ آپ کے شہزادوں کو قتل کیا گیا۔ ہوا ان کی لاشوں پر خاک اڑا رہی ہے۔ آپ کی بیٹیاں قید میں ہیں۔ ہمارے خیموں کو آگ لگا دی گئی۔ ہمارا سامان چھین لیا گیا۔

نانا جان! آپ کا گھرانہ کھلے آسمان تلے رات گزار رہا ہے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی یہ درد بھری پکار سن کر ہر کوئی رونے لگا۔

☆ قافلہ کوفہ کی طرف روانہ:

11 محرم الحرام کی صبح خاندان اہلبیت کے افراد کو قیدی بنا کر کوفہ ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا گیا۔

دوسری طرف جب یزیدی لشکر چلا گیا تو قبیلہ بنی اسد نے جو قریب کے گاؤں عاضریہ میں رہتے تھے، امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی لاشوں کو آ کر دفن کیا۔

☆ امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور اور ابن زیاد:

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور جب کوفہ پہنچا اور بھرے دربار میں ابن زیاد کے سامنے طشت میں رکھا گیا۔ اس وقت ابن زیاد کے ہاتھ میں چھڑی تھی جس سے وہ آپ کے لبوں اور دانتوں کو ٹھوکر دینے لگا۔ صحابی رسول حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نہایت بوڑھے جو اس وقت وہاں موجود تھے، اس گستاخی کو دیکھ کر تڑپ گئے اور روتے ہوئے فرمایا: چھڑی کو ہٹا لے۔ خدا کی قسم! میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ وہ ان لبوں اور دانتوں کو چوما کرتے تھے اور پھر زار و قطار رونے لگے۔ ابن زیاد نے غصے میں کہا کہ خدا تجھے خوب رلائے۔ اگر تو بوڑھا نہ ہوتا اور تیری عقل خراب نہ ہوگئی ہوتی تو میں تیری گردن مار دیتا۔ حضرت زید رضی

اللہ عنہ وہاں سے اٹھے اور یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ افسوس ہے تجھ پر تجھے میرے بڑھاپے کا تو خیال آیا مگر اپنے نبی کی نسبت کا خیال نہیں آیا۔

اس کے بعد ابن زیاد نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر انور اور شہزادیوں کو کوفہ کے کوچہ و بازار میں پھروایا اور اس طرح اپنی بے غیرتی اور بے حیائی کا مظاہرہ کیا۔ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر انور اور پاک بیبیوں والا قافلہ کوفہ کے بازار اور گلیوں سے گزرا تو کوفہ والے اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر رونے اور پیٹنے لگے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جب ان کو دیکھا تو فرمایا: اے کوفہ والو! تم ہی وہ لوگ ہو جس نے میرے بھائی حسین کو خطوط لکھ کر بلوایا اور جان و مال نچھاور کرنے کی باتیں کی تھیں اور جب میرا بھائی آیا تو تم لوگوں نے بے وفائی کی اور اب روتے پیٹتے ہو۔ میں تمہارے خلاف دعا کرتی ہوں تم ہمیشہ روتے اور پیٹتے رہو گے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسے مقبول ہوئے کہ آج بھی ایک گروہ روتا اور پیٹتا رہتا ہے۔

☆ خاندان رسالت کا قافلہ دمشق کی جانب:

اب خاندان رسالت کے افراد کو قیدی بنا کر دمشق یزید کے پاس روانہ کر دیا گیا۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب

سرالشہادتین میں لکھتے ہیں کہ یزیدی جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرانور لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے، جب وہ ایک مقام پر پہنچ کر نبیذ پینے کے لئے بیٹھے تو قدرت الٰہی سے ایک آہنی قلم ظاہر ہوا جس نے خون سے یہ عبارت لکھی۔

اَتَرْجُوْا اُمَّةً قَتَلَتْ حُسَيْناً

شَفَاعَةُ جَدِّهٖ يَوْمَ الْحِسَابَ

ترجمہ: کیا امام حسین کے قاتل یہ امید رکھتے ہیں کہ قیامت کے دن ان کے نانا جان ان کی شفاعت کریں گے۔

☆ منہال کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم! میں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرناز کو دیکھا جب یزیدی اس کو اٹھائے لے جا رہے تھے۔ میں اس وقت دمشق میں تھا۔ آپ کے سرناز کے سامنے ایک آدمی سورۂ کہف پڑھتا جا رہا تھا۔ جب وہ اس آیت پر پہنچا۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا

ترجمہ: کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ اصحاب کہف میری قدرت کی عجیب نشانیوں میں تھے۔

تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرناز سے یہ آواز آنے لگی۔

وَ اَعْجَبَ مِنْ اَصْحٰبَ الْکَھْفِ قَتْلِیْ وَ حَمَلِیْ

اور اصحاب کہف کا واقعہ عجیب تھا اور میرا قتل ہونا اور میرے سر کو اٹھائے پھرنا اس سے بھی عجیب تر ہے (سر الشہادتین)

☆ عیسائی راہب کا سرِ انور سے اظہار عقیدت:

اسیران کربلا کا قافلہ آگے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ راستے میں رات ہوگئی چنانچہ پڑاؤ کا فیصلہ کیا۔ پڑاؤ کی جگہ کے قریب ہی ایک گرجا گھر تھا۔ اس گرجے میں ایک ضعیف العمر عیسائی راہب رہتا تھا۔ اسے جب معلوم ہوا کہ قافلے والے اپنے پیغمبر کے نواسے اور ان کے اصحاب کے سر لے کر جا رہے ہیں تو وہ قافلہ کے قریب آیا اور قافلہ کے امیر سے کہنے لگا۔ میں تمہیں اپنی زندگی بھر کی کمائی دس ہزار دینار دوں گا۔ شرط یہ ہے کہ ایک رات کے لئے یہ سر مجھے دے دو۔ یزیدی امیر نے اس شرط کو مان کر ایک رات کے لئے امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور اسے دے دیا۔ راہب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر لے کر اندر چلا گیا اور اسے خوشبودار پانی سے دھویا اور خوشبو لگائی۔ خوبصورت غلاف میں اونچی جگہ پر رکھ کر رات بھر سر انور کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا رہا اور زیارت میں مصروف رہا۔ راہب کہتا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر انور سے نوری شعاعیں اٹھ کر عرش معلیٰ تک جاری ہیں۔ نور کا ہالہ سرِ اقدس کا طواف کر رہا ہے۔ جب اس نے

یہ کیفیت دیکھی تو ساری رات محبت حسین میں آنسو بہاتا رہا۔ صبح ہوئی تو راہب کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری تھا۔ یوں سمجھ لیں کہ راہب نے نواسۂ رسول کی محبت میں اپنی زندگی کی دولت قربان کی۔ اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے اسے ایمان کی لازوال اور انمول دولت سے نواز دیا۔

☆ امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر، یزید کے پاس:

امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور جب یزید کے سامنے لایا گیا تو اس بدبخت کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ یزید وہ چھڑی امام حسین رضی اللہ عنہ کے مبارک لبوں پر مارنے لگا اور یہ شعر پڑھنے لگا۔

''انہوں نے ایسے لوگوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیا جو ہمیں عزیز تھے، لیکن وہ بہت نافرمان اور ظالم تھے''

اس وقت یزید کے دربار میں صحابئ رسول حضرت ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سے یزید کی یہ حرکت برداشت نہ ہوئی۔ انہوں نے یزید سے کہا۔ اے یزید! اپنی چھڑی (ان لبوں) سے ہٹا، خدا تعالیٰ کی قسم! میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسول کریم ﷺ ان لبوں کے بوسے لیا کرتے تھے۔ (تاریخ طبری، جلد 4، ص 181)

☆ یزید کا مدینہ منورہ پر حملہ:

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء کے صفحہ نمبر 430 پر نقل فرماتے ہیں کہ جب یزید کو معلوم ہوا کہ اہل مدینہ نے میری بیعت توڑ دی ہے تو 63ھ میں یزید نے بڑا لشکر بھیج کر مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا۔ خوب لوٹ مار کی، مسجد نبوی میں تین دن تک نمازیں نہ ہوئیں۔ (مگر جب بھی نماز کا وقت ہوتا، قبر رسول سے اذان اور اقامت کی آواز سنائی دیتی تھی) ہزارہا صحابہ ان یزیدی لشکریوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ مسلمان لڑکیوں کے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا اور یہ سب کچھ یزید کے حکم پر ہوا۔

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم! یزید پر حملے کی تیاری ہم نے اس وقت کی، جب ہم کو یقین ہو گیا کہ اب ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہو گی کیونکہ فسق و فجور کا یہ عالم تھا کہ لوگ اپنی ماں، بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح کر رہے تھے۔ شرابیں پی جارہی تھیں اور لوگوں نے نماز ترک کر دی تھی۔ (الصواعق المحرقہ، ص 245)

☆ یزید کا مکۃ المکرمہ پر حملہ:

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء کے صفحہ نمبر 431 پر نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ پھر یزید نے مکۃ المکرمہ پر حملہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے لشکر نے اس کا مقابلہ کیا۔

64ھ کی یہ بات ہے کہ یزیدی فوج نے منجنیق سے پتھر برسائے۔ ان پتھروں کے شراروں سے کعبۃ اللہ شریف کا غلاف جل گیا۔ کعبہ کی چھت اور اس دنبہ کا سینگ جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں جنت سے بھیجا گیا تھا، وہ کعبہ کی چھت میں آویزاں تھا، سب کچھ جل گیا۔

یہ حملہ جاری تھا کہ یہ خبر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پہنچی کہ یزید ملک شام میں مر گیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا۔ اے شامیو! تمہارا گمراہ کرنے والا یزید مر گیا۔ جب یہ خبر شامی لشکر میں عام ہوئی تو تمام لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور سخت ذلت اٹھائی۔

محترم حضرات! موجودہ دور میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جتنا بھی ظلم ہوا، وہ ابنِ زیاد اور یزیدی فوج نے کیا۔ اس میں یزید کا کوئی قصور نہ تھا۔

☆ اگر یزید کا کوئی قصور نہ تھا تو یزید نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے کوفہ پہنچنے پر اس وقت کے کوفہ کے گورنر صحابیٔ رسول حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ظالم و بدنہاد عبیداللہ بن زیاد کو کوفہ کا گورنر کیوں بنایا؟

☆ اگر یزید اچھا آدمی تھا تو اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قصاص میں ابن زیاد کو قتل کرنے کا حکم کیوں نہیں دیا؟ بلکہ سزا دینا تو درکنار، عہدے سے بھی نہیں ہٹایا؟

☆ یزید اگر اچھا آدمی تھا تو اس نے امام حسین کے لبوں پر چھڑی کیوں ماری؟

☆ یزید اگر اچھا آدمی تھا تو اس نے گھرانۂ اہلبیت سے معافی کیوں نہیں مانگی؟

☆ خاندان رسالت کی پاک دامن بیبیوں کو قیدی بنا کر کیوں رکھا؟

☆ یزید اگر اچھا آدمی تھا تو اس نے مکۃ المکرمہ اور مدینۂ منورہ پر حملہ کیوں کروایا؟

☆ یزید اگر اچھا آدمی تھا تو علمائے اسلام، امام جلال الدین سیوطی، علامہ ابن جوزی، علامہ ابن حجر مکی، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ تفتازانی، علامہ محمود آلوسی رحمھم اللہ نے اسے ظالم، جابر، فاسق، شرابی اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل کیوں لکھا؟

معلوم ہوا کہ یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی تھا جو کچھ ہوا، اُسی کے حکم سے ہوا۔

☆ واقعہ کربلا سے ملنے والے اسباق:

1۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے خلفائے راشدین اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کبھی مخالفت نہ کی اور نہ ہی کبھی ان کے خلاف تلوار اٹھائی؛ اس سے ہمیں سبق ملا کہ اہل حق کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے اور باطل

کی بھرپور مخالفت کرنی چاہئے۔

2۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا جانے سے قبل صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ لیا۔ راستے میں اپنے ساتھیوں سے بھی مشورے لیتے رہے۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ کوئی بھی کام انجام دینے جائیں تو مسلمانوں سے مشورہ کرنا چاہئے' یہ سنت رسول ہے۔

3۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ باقی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے رخصت پر عمل کیا۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ جس کا جتنا بڑا مرتبہ ہوتا ہے' اس پر ذمہ داری بھی اتنی بڑی ہوتی ہے۔

4۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اگر حرمین میں ہی یزید کے خلاف اعلان جنگ کر دیتے تو حرمین کا بچہ بچہ آپ کے ساتھ ہوتا مگر آپ نے حرمین سے باہر نکل کر یزیدیت کا مقابلہ کیا۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ حرمین میں خون بہانا سخت بے ادبی ہے۔

5۔ آپ نے جنگ کو ٹالنے کی بڑی کوشش کی اور آخری وقت تک اتمام حجت قائم کرتے رہے۔ اس سے ہمیں سبق ملا کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ سے گریز کرنا چاہئے' پہل نہیں کرنی چاہئے۔

6۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا' پیاروں کو شہید ہوتا دیکھ کر نوحہ اور ناشکری نہ کی' اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ کتنی

بڑی مصیبت آئے، اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا چاہئے۔

7۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے آخری رات عبادت میں گزاری۔ عین میدان جنگ میں بھی نماز پڑھی، اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ مشکل کے وقت رونے چلانے اور شکوہ شکایت سے کچھ ہاتھ نہیں آتا، بلکہ مشکل کے وقت ذکر اللہ کی کثرت کرنی چاہئے۔

تاریخ میں ہمیں امام حسین رضی اللہ عنہ کا ایک قول ملتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: مجھے جنت سے زیادہ عزیز نماز ہے کیونکہ جنت میں میری رضا ہے اور نماز میں میرے رب کی رضا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولائے کریم ہم سب کو امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اپنا سب کچھ دین اسلام پر قربان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور امام حسین اور ان کے تمام ساتھیوں کے مزارات پر اپنی رحمت و رضوان کی بارش فرمائے۔ آمین ثم آمین

اہلبیت اطہار رضوان علیہم اجمعین کے چوتھے امام

حضرت امام علی بن حسین
المعروف امام زین العابدین

رضی اللہ عنہ

☆**نام:** آپ کا اصل نام علی ہے۔

☆ **کنیت:** آپ کی کنیت ابو محمد، ابو الحسن اور ابو القاسم تھی
(نور الابصار، ص 126)

☆**ولادت:** شیخ شمس الدین ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آپ کی ولادت اندازے کے مطابق 38ھ میں ہوئی۔ اور یہ اپنے والد امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدانِ کربلا میں تھے۔ اس وقت آپ کی عمر 23 سال تھی۔ (سیر اعلام النبلاء، جلد 4، ص 386)

☆ولادت کا دن اور شہر:

شیخ عاصم مکی علیہ الرحمہ اور شیخ شبلنجی رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ آپ کی پیدائش بروز جمعرات پانچ شعبان 38ھ کو اپنے دادا مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی شہادت سے دو سال قبل مدینہ منورہ میں ہوئی۔ (سمط النجوم، جلد 4، ص 133، نور الابصار ص 139)

☆**القابات:** زین العابدین، سید سجاد، ذو الثفنات اور عابد (شواہد النبوۃ، ص 176)

☆ زین العابدین کے لقب سے کیوں مشہور ہوئے؟

ایک رات آپ نماز تہجد میں مشغول تھے کہ شیطان ایک سانپ کی شکل میں ظاہر ہوا تا کہ اس ہیبت ناک شکل سے آپ کو عبادت سے باز رکھ کر لہو ولعب میں مشغول کر دے۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی، یہاں تک کہ سانپ نے آپ کے پاؤں کا انگوٹھا اپنے منہ میں ڈال لیا لیکن آپ نے پھر بھی کوئی توجہ نہ دی۔ اس نے آپ کے انگوٹھے کو نہایت سختی سے کاٹ لیا جس سے آپ کو بہت درد محسوس ہوا۔ اس پر بھی آپ نے نماز قطع نہ کی۔ اللہ پاک نے آپ پر منکشف کر دیا کہ وہ شیطان ہے تو آپ نے اسے برا بھلا کہا اور مارا اور پھر کہا: اے ذلیل دور ہو جا۔ جونہی سانپ دور ہوا، آپ کھڑے ہوئے، تا کہ درد ختم ہو جائے۔ دریں اثناء آپ نے ایک آواز سنی، لیکن کہنے والا نظر نہ آیا، کہنے والا کہتا تھا: آپ زین العابدین ہیں۔ آپ زین العابدین ہیں۔ آپ زین العابدین ہیں۔ (شواہد النبوۃ، ص 177)

☆ آپ کی والدہ کا نام:

آپ کی والدہ کا نام شہر بانو تھا۔ (شواہد النبوۃ، ص 177)

☆ٹوپی:

حضرت عبداللہ بن سعید بن ابی ہند کہتے ہیں کہ میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ (امام زین العابدین) کے سر پر سفید ٹوپی دیکھی جو (اندرونی حصہ میں سرمبارک کے ساتھ) ملی ہوئی تھی۔

(الطبقات الکبیر، جلد 7، ص215)

☆عمامہ شریف:

حضرت محمد بن بلال کہتے ہیں کہ میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ (امام زین العابدین) کو دیکھا کہ وہ سفید عمامہ باندھتے اور اس کے شملے کو پشت کی جانب لٹکایا کرتے تھے۔ (الطبقات الکبیر، جلد 7، ص215)

☆علمی شان:

مشہور محدث امام زہری علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو حدیث سنائی چنانچہ جب میں فارغ ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بہت خوب، رب تعالی اس میں برکت دے۔ ہمیں بھی اس طرح یہ حدیث بیان کی گئی ہے کہ میں نے عرض کی: میں آپ کے سامنے جو بھی حدیث بیان کرتا ہوں تو حال یہ ہے کہ آپ اسے مجھ سے زیادہ جانتے ہیں؟ تب آپ نے فرمایا: یوں نہ کہوں، علم صرف وہی نہیں ہے جو

ابھی تک جانا نہیں گیا بلکہ علم تو وہ ہے جسے جان لیا گیا اور زبانیں اس پر (حفظ وتشریح کے لئے) کلام کر چکیں۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر جلد 41، ص 376)

سید سجاد کہنے کی وجہ:

آپ کو سید سجاد اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ تقریباً ہر کارِ خیر پر سجدہ فرمایا کرتے تھے۔ اتنے سجدے کئے کہ آپ کی پیشانی پر سجود کے ابھرے ہوئے نشان پڑ گئے۔ (طبقات الحفاظ للذہبی)

سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ ہمیں
علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے

☆ گھر میں آگ لگنے کے باوجود نماز پڑھتے رہے:

شیخ ابن عساکر بسند امام ابنِ ابی الدنیا روایت کرتے ہیں کہ ابونوح انصاری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے گھر میں آگ لگ گئی اور وہ سجدے کی حالت میں تھے۔ پس لوگوں نے آوازیں دینا شروع کیں، اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے! آگ لگ گئی ہے، لیکن انہوں نے آگ بجھنے تک سر نہیں اٹھایا، پس (بعد ازاں) ان سے پوچھا گیا: کس چیز نے آپ کو اس معاملہ سے غافل رکھا؟ تو آپ نے فرمایا: مجھے

جہنم کی آگ نے دنیا کی آگ سے غافل کردیا (چنانچہ میں اسے یاد کرکے پناہ مانگ رہا تھا، اسی لئے سرنہیں اٹھایا۔)

(تاریخ دمشق الکبیر، جلد 41، ص 377)

☆خوفِ خدا:

1.....حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جب وضو کرتے تو رنگت زرد ہو جاتی۔ پس آپ کے گھر والوں نے پوچھا: بھلا آپ کو وضو کے بعد کیا ہو جاتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: تم لوگ جانتے ہو کہ مجھے اب کس کے حضور کھڑا ہونا ہے۔ (الطبقات الکبیر لابن سعد، جلد 7، ص 214)

2.....جب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ چلتے تو ان کے ہاتھ اپنی رانوں سے آگے نہیں بڑھتے (یعنی چلتے ہوئے بھی عاجزی وانکساری ملحوظ رکھتے) اور نہ ہی آپ اردگرد دیکھتے تھے، نیز جب آپ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تو کپکپی طاری ہو جاتی۔ پس ان سے پوچھا گیا: ایسا کیوں ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: تم جانتے ہو کہ مجھے اب کس کے حضور کھڑے ہونا ہے اور کس سے مناجات کرنی ہے۔

(الطبقات الکبیر لابن سعد، جلد 7، ص 214)

☆صدقہ کے بارے میں ارشاد:

امام ابن سعد نے "الطبقات" میں عبداللہ بن داؤد اور انہوں نے شیخ

مستقیم سے روایت کیا ہے کہ وہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے کہ اس دوران ایک سائل آیا، پس آپ کھڑے ہوئے اور اس کی حاجت پوری کی اور پھر فرمایا: بے شک صدقہ سائل کے ہاتھ میں جانے سے پہلے رب تعالیٰ کے دستِ قدرت میں جاتا ہے۔

(الطبقات الکبیر لابن سعد، جلد 7، ص 213)

☆ صدقہ سے محبت:

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے ابو منہال طائی سے روایت کیا کہ امام زین العابدین جب کسی سائل کو صدقہ عطا فرماتے تو پہلے اسے (صدقہ میں دی جانے والی چیز کو) چومتے، اور پھر عطا کیا کرتے تھے۔

(کتاب الزہد، جلد 1، ص 137، رقم 924)

☆ سائل سے یوں فرماتے:

امام ابن جوزی علیہ الرحمہ، امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی سائل آپ کے پاس آتا تو آپ اس کی آمد پر خوش ہوتے ہوئے فرماتے: اسے خوش آمدید! جو میرا بوجھ (زادِ آخرت) اٹھا کر آخرت کی جانب منتقل کرنے آیا ہے۔

(البر والصلۃ، ص 216)

☆ روٹیوں کا تھیلا:

امام ابن عساکر علیہ الرحمہ نے ابن مدنی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے امام سفیان رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا ہے کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس روٹیوں سے بھرا ایک تھیلا ہوا کرتا تھا، جس میں سے وہ صدقہ کرتے رہتے اور فرماتے: بے شک صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔

(تاریخ دمشق، جلد 41، ص 383)

☆ مستحقین کے گھروں میں سامان پہنچانا:

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ راتوں کو اپنی پیٹھ پر آٹے کی بوری لادتے اور مساکین کو رات کے اندھیرے میں پہنچایا کرتے تھے نیز وہ فرمایا کرتے تھے کہ رات کی تاریکی میں کیا جانے والا صدقہ رب تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ (کتاب الزہد، ص 137، رقم 927)

☆ وصال کے بعد پیٹھ پر سامان لادنے کے نشانات:

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو لوگوں نے (غسل دیتے وقت) آپ کی کمر پر نشانات پائے اور یہ بیواؤں کے گھروں پر رات کو بوریاں لاد کر پہنچانے کی وجہ سے ہوئے تھے۔

(تاریخ دمشق الکبیر، جلد 41، ص 384)

☆ سوگھرانوں کی کفالت کا راز:

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اپنے ذاتی خرچ میں بہت احتیاط کیا کرتے تھے لیکن جب انہوں نے وصال کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اہل مدینہ کے سوگھروں کی کفالت کیا کرتے تھے۔ (تاریخ دمشق، جلد 41، ص 383)

☆ گالیاں دینے والے کو نوازا:

ایک مرتبہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف تشریف لے جارہے تھے کہ اسی دوران کسی شخص نے انہیں برا کہا، تو آپ کے غلاموں نے اس شخص کو مارنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ آپ نے انہیں روک دیا اور فرمایا: اپنے ہاتھوں کو اس سے دور رکھو۔ پھر آپ اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: تم نے جو کچھ مجھے کہا، میں اس سے زیادہ ہی ہوں اور جتنا تم نے میرے بارے میں جانا ہے، میں اس سے کہیں زیادہ برا ہوں۔ پس اگر ایسا کرنے سے تمہارا کوئی مقصد تھا تو اب بیان کرو...... چنانچہ وہ شخص (اپنے فعل پر) شرمندہ ہوگیا تو آپ نے اپنی مبارک قمیض اتار کر اسے دی اور ایک ہزار درہم دینے کا فرمان جاری کیا۔ پس وہ شخص یہ کہتے ہوئے واپس پلٹا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ نوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہے۔

(التبر المسبوک فی نصیحۃ الملوک ص 25)

☆ مختار ثقفی پر لعنت:

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ خانہ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور مختار ثقفی پر لعنت بھیجی تو ایک شخص نے ان سے عرض کی: اے ابوالحسین! آپ اسے لعنت کیوں کرتے ہیں؟ حالانکہ اسے تو آپ کی محبت میں قتل کیا گیا ہے؟ اس پر آپ نے فرمایا: وہ کذاب تھا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں جھوٹ بولتا تھا۔ (الطبقات الکبیر لابن سعد، جلد 7، ص 211، الکنی والاسماء للدولابی جلد 1، ص 464، سیر اعلام النبلاء للذہبی جلد 4، ص 398، تہذیب الکمال جلد 20، ص 396، تاریخ دمشق جلد 41، ص 393)

☆ چڑیوں کا تسبیح پڑھنا:

ایک راوی سے مروی ہے کہ میں ایک روز حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ آپ کی گرداگرد بہت سی چڑیاں ذبح کی جارہی تھیں تو آپ نے فرمایا: اے فلاں! تمہیں معلوم ہے کہ یہ چڑیاں کیا کہہ رہی ہیں؟ اس شخص نے کہا: مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ یہ سن کر امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ چڑیاں اپنے رب کی تسبیح پڑھ رہی ہیں اور آج کے رزق کا سوال کر رہی ہیں۔ (شواہد النبوۃ، ص 424، شمع بک ایجنسی لاہور)

☆امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کربلا میں:

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اپنے والد کے ہمراہ کربلا میں تھے۔ اس وقت آپ کی عمر 23 سال تھی۔ یہ اس وقت بیماری کی حالت میں اپنے بستر پر ہی رہے، پس جب امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو شمر بن ذی الجوشن نے کہا اسے بھی قتل کر دو، تو اس کے گروہ میں سے کسی نے کہا: سبحان اللہ! کیا اب ہم ایسے بیمار نوجوان کو بھی قتل کریں جس نے ہم سے لڑائی نہیں کی، اسی دوران عمرو بن سعد آیا تو اس نے کہا خواتین اور اس بیمار سے اب کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ (الطبقات الکبیر، جلد 7، ص 210)

☆شہدائے کربلا کی یاد میں روتے:

(معرکہ کربلا کے بعد آپ بکثرت روتے، کبھی کسی نے آپ کو ہنستے ہوئے نہ دیکھا) کسی نے بکثرت رونے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: مجھے اس بارے میں ملامت نہ کیا کرو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو کھویا تو جدائی میں رونے کے سبب آنکھیں سفید ہو گئیں حالانکہ انہیں ان کی وفات کا علم (یعنی یقین) نہیں تھا اور میں نے تو اپنی آنکھوں سے اپنے گھرانے کے 14 افراد کو ایک ہی صبح میں ذبح ہوتے دیکھا ہے چنانچہ تم کیا سمجھتے ہو کہ یہ غم میرے سینے سے

کبھی جا سکتا ہے؟

(حلیۃ الاولیاء جلد 3، ص 138، تاریخ دمشق جلد 41، ص 386)

☆ گلے میں طوق اور پاؤں میں زنجیر:

امام زہری علیہ الرحمہ نے کہا کہ میں نے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے نرم و نازک پاؤں میں زنجیر اور گلے میں طوق دیکھا تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور روتے روتے عرض کیا: عالیجاہ! کیا ہی بہتر ہوتا کہ اگر آپ کی جگہ مجھے باندھا جاتا اور آپ سلامت رہتے۔

یہ سن کر امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے بڑی آسانی سے زنجیر کو ہاتھ اور پاؤں سے نکال دیا پھر گلے سے طوق کو نکال کر فرمانے لگے: اے زہری! یہ ہمارا مقام ہے۔

پھر یہ کہہ کر زنجیر ڈال دی کہ کیا کریں ہمارا پروردگار اسی میں راضی ہے۔ (شواہد النبوۃ، ص 419، شمع بک ایجنسی لاہور)

☆ آپ کی اولاد:

محققین کے مطابق آپ کے گیارہ شہزادے اور چار شہزادیاں تھیں

(صواعق المحرقہ، ص 120)

☆وصال کی وجہ:

ولید بن عبدالملک نے آپ کو زہر دے کر شہید کیا۔ (صواعق المحرقہ، ص120)

☆آپ کے ایمان افروز ارشادات:

1...... رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنا اہل سنت کی نشانی ہے(القول البدیع ،ص 131)

2...... امام باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے والد کے پاس آیا اور کہنے لگا: مجھے ابوبکر کے بارے میں کچھ بتائیں؟ تو آپ نے کہا: صدیق کے بارے میں کیا جاننا چاہتے ہو؟ تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ آپ انہیں صدیق کہہ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا تیری ماں تجھے روئے کہ بے شک انہیں تو رسول اللہ ﷺ اور مہاجرین وانصار نے صدیق کہا: جو ہم سے بہتر تھے لہذا جو انہیں صدیق نہ کہے تو رب تعالیٰ (دنیا و آخرت) میں اس کا قول سچا نہ کرے۔ (یعنی رسوائی ہو) (تاریخ دمشق جلد 41،ص 389،سیر اعلام النبلاء ،جلد 4،ص 395)

3...... امام ابوحازم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ہاشمیوں میں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے زیادہ فقیہ نہیں دیکھا۔ میں نے ان سے سنا

کہ جب ان سے حضور ﷺ کے نزدیک ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے مرتبہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے قبر انور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: جیسے آج ان دونوں حضرات کا مقام ہے (یعنی حضور ﷺ کے قرب خاص میں ہیں) ایسے ہی زندگی میں بھی حضور ﷺ کے قریب ترین تھے) (کتاب الزہد، ص 92، رقم 577، سیر اعلام النبلاء، جلد 4، ص 394)

4...... امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: خدا تعالیٰ کی قسم! عثمان رضی اللہ عنہ کو ناحق قتل کیا گیا۔ (الطبقات الکبیر لابن سعد، جلد 7، ص 214، سیر اعلام النبلاء جلد 4، ص 397)

5...... جس نے تم سے پہلے کوئی علم حاصل کرلیا تو وہ اس معاملہ میں تمہارا امام (رہنما و قائد) ہے خواہ وہ تم سے عمر میں چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔ (احیاء العلوم، کتاب اسرار الطہارۃ، ص 170)

6...... تقدیر کے ناپسندیدہ امور (یعنی سختیوں) پر راضی رہنا، یقین کے اعلیٰ درجات میں سے ہے۔ (عیون الاخبار، کتاب الزہد، جلد 2، ص 374)

7...... آپ نے عید کے دن لوگوں کو دیکھا کہ وہ ہنس رہے ہیں تو آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے کو اپنی مخلوق کے لئے

میدانِ (عمل) بنایا ہے تاکہ لوگ اس کے پسندیدہ کاموں کی ادائیگی کے ساتھ سبقت لے جائیں چنانچہ ایک قوم پیچھے رہ گئی اور وہ خسارے میں رہی، پس ایسے دن غفلت میں رہتے ہوئے ہنسنے والوں پر تعجب ہے کہ جس میں نیک لوگ کامیاب ہوتے ہیں، اور برے کام والے خسارے میں رہتے ہیں۔ خدا کی قسم! اگر پردے اٹھا دیئے جائیں تو بجائے نئے کپڑے پہننے اور بال سنوارنے کے! نیک لوگ اپنے ہونے والے احسان کے شکر اور برے لوگ اپنے گناہوں پر ندامت میں مشغول ہو جائیں۔

(التذکرۃ الحمدونیۃ، جلد 1، ص 117)

8...... امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو غیبت کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: کتنا برا ہے، تم غیبت سے بچو، کیونکہ یہ جہنم کے کتوں کا کھانا ہے، نیز جو شخص لوگوں کی ناموس سے باز رہے تو رب تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گناہوں سے درگزر فرمائے گا۔ (تفسیر روح المعانی، تفسیر سورۂ حجرات، جلد 13، ص 312)

9...... آپ سے منقول ہے کہ غصہ کی حالت میں بندہ غضب الٰہی کے زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔ (المستطرف جلد 1، ص 277)

10...... کوئی شخص کسی دوسرے پر برتری نہ جتائے، کیونکہ تم سب ہی بندے ہو اور تمہارا رب (اللہ) ایک ہی ہے۔ (التذکرۃ الحمدونیۃ، جلد 3، ص

(390

11......سورۂ حجر کی آیت نمبر 15 کا ترجمہ:

ترجمہ: اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے، سب کھینچ لئے، آپس میں بھائی ہیں، تختوں پر روبرو بیٹھے، نہ انہیں اس میں کچھ پہنچے، نہ وہ اس میں سے نکالے جائیں۔

امام ابن ابی حاتم و دیگر ائمہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر و عمر اور علی رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی؟ تو آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ انہی کے بارے میں نازل ہوئی اور اگر ان کے بارے میں نہ ہو تو کس کے بارے میں ہوگی؟ میں نے عرض کیا: اس میں کون سا کینہ مراد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جاہلیت کا کینہ مراد ہے۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں شدید درد اٹھا تو مولا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو پر اپنے ہاتھ (آگ سے) تپا کر پھیرے۔ (تفسیر ابن ابی حاتم، جلد 7، ص 2268، الجامع لاحکام القرآن، جلد 12، ص 219)

12......رشید نامی شخص ایک ماہر عیسائی طبیب تھا، چنانچہ ایک مرتبہ اس نے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے کہا: تمہارے قرآن میں علم طب

کے بارے میں کوئی چیز بیان نہیں ہوئی حالانکہ حقیقت میں علم تو دو ہیں: علم الادیان اور علم الابدان (دین کا علم اور بدن کا علم) تو اس کے جواب میں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے سارے علم طب کو ہمارے قرآن کی صرف ایک آیت کے نصف حصہ میں جمع فرما دیا ہے تو اس نے کہا: وہ کون سی آیت ہے؟ آپ نے فرمایا: فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا (سورۂ اعراف آیت 31)

ترجمہ: اور کھاؤ پیو اور حد سے نہ بڑھو۔

تو عیسائی طبیب کہنے لگا: تمہاری کتاب نے تو جالینوس (قبل مسیح کے مشہور یونانی حکیم) کے لئے کوئی حکمت ہی نہیں چھوڑی۔

(الجامع لاحکام القرآن، جلد 7، ص 192)

☆ وصال باکمال:

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا وصال محرم 94ھ میں 58 برس کی عمر میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ جمیع ائمہ و مورخین کا اسی پر اتفاق ہے۔ آپ کے شہزادے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں سپرد خاک کیا گیا۔

رب تعالیٰ ہم سب کو آپ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے اور آپ رضی اللہ عنہ کے درجات کو بلند و بالا فرمائے۔ آمین ثم آمین

اہلِ بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پانچویں امام

حضرت امام محمد باقر

رضی اللہ عنہ

☆ **نام:** محمد (نبی پاک ﷺ کے نام اقدس کی نسبت سے آپ کا نام "محمد" رکھا گیا)

☆ **لقب:** باقر (باقر ہونے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ مختلف علوم میں وسعت نظر کے مالک تھے اور انہیں خوب فصاحت و بلاغت سے بیان فرماتے۔)

☆ **ولادت باسعادت:** آپ مدینہ منورہ میں 3 صفر المظفر 57ھ بروز جمعہ پیدا ہوئے یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے۔ (شواہد النبوۃ ص 431)

☆ **والد اور والدہ کا نام:** آپ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت فاطمہ جو کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔

☆ امام باقر رضی اللہ عنہ کے متعلق بشارت مصطفیٰ ﷺ:

1۔ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں صحابی رسول حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت گیا جب آپ رضی اللہ عنہ کی ظاہری بینائی چلی گئی تھی۔ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا تو انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور پھر مجھ سے

دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟

میں نے کہا: میں محمد بن علی بن حسین ہوں۔

یہ سن کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے بیٹے میرے قریب آؤ۔ میں قریب آیا تو انہوں نے میرے ہاتھ چومے اور پاؤں چومنے کے لئے آرزو کی تو میں دور جا کر کھڑا ہو گیا پھر آپ نے کہا: خواجہ بطحا ﷺ نے آپ کے لئے سلام بھیجا ہے۔

میں نے کہا: آپ ﷺ پر درود و سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت ہو، اے حضرت جابر رضی اللہ عنہ یہ کیا معاملہ ہے؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک روز میں خواجہ بطحا ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا تو اچانک حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے جابر! شاید تمہاری ملاقات میرے شہزادے سے ہو جسے محمد بن علی بن حسین کہتے ہیں۔ رب تعالیٰ اسے انوار و حکم عطا فرمائے گا۔ تمہاری جب اس سے ملاقات ہو تو اسے میرا اسلام پہنچا دینا۔

(شواہد النبوت صفحہ نمبر 432، شمع بک ایجنسی لاہور)

2۔ دوسری روایت یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے جابر! ہو سکتا ہے کہ تو حسین کے ایسے بیٹے سے ملاقات کرنے کے لئے زندہ رہے جس کا نام محمد (باقر) ہے اور جو

دینِ محمدی کی خوب اشاعت کرے گا تو تُو اسے میرا اسلام پہنچا دینا۔ مزید ارشاد فرمایا: اے جابر! تمہارا انتقال اس ملاقات کے چند دن بعد ہوگا۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے بعد حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا۔

(شواہد النبوۃ، صفحہ نمبر 432، شمع بک ایجنسی لاہور)

☆فقہائے مدینہ:

امام محمد باقر اور ان کے بیٹے امام محمد جعفر صادق رحمہم اللہ فقہائے مدینہ میں سے تھے اور اپنے زمانہ میں بنی ہاشم کے سردار تھے۔ ان میں علم، فقہ، شرف، دیانت، ثقافت اور سرداری جمع تھی اور وہ خلافت کے لئے اصلاح کیا کرتے تھے اور وہ روافض کے مطابق بارہ امام میں ایک تھے جنہیں شیعہ معصوم کہتے ہیں حالانکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا (انسانوں میں) کوئی بھی معصوم نہیں۔ (تفسیر طبری، جلد 5، ص 100)

☆نکاح:

آپ کا نکاح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پوتی سے ہوا جن کا نام حضرت ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق تھا۔

☆آپ کی اولاد:

1......امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

2......حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

3......حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ

4......حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ

5......حضرت علی رضی اللہ عنہ

6......حضرت زینب رضی اللہ عنہا

7......حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا

☆امام باقر رضی اللہ عنہ کی امام اعظم علیہ الرحمہ سے ملاقات:

ایک سال حج کے موقع پر مدینہ منورہ میں امام باقر رضی اللہ عنہ سے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی۔ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے تعارف کروایا۔ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ وہ ہیں جس نے قیاس کے ذریعے میرے جدامجد کی مخالفت کی ہے؟

امام اعظم علیہ الرحمہ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی پناہ! کہ میں ایسا کام کروں؟ آپ تشریف رکھیں، کیونکہ آپ کی عزت وتکریم ہم پر اسی طرح لازم ہے جس طرح آپ کے جدامجد کی تعظیم ہم پر لازم ہے۔

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے۔ امام اعظم علیہ الرحمہ ان کے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھ گئے اور کہنے لگے' جناب! میں آپ سے تین مسائل دریافت

کرتا ہوں۔آپ جواب دیجئے!

1......مرد کمزور ہے یا عورت؟

فرمایا: عورت

☆وراثت میں عورت کا حصہ کتنا ہے؟

فرمایا: ایک حصہ ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ عرض کرتے ہیں کہ عقل تو یہ کہتی ہے کہ عورت کو دگنا حصہ ملنا چاہئے' اگر میں عقل سے فتوی دیتا تو عورت کو دگنا ملتا لیکن میں نے آپ کے جدامجد نبی کریم ﷺ کی حدیث کے مطابق فتوی دیا ہے کہ عورت کا ایک حصہ ہے۔

2: نماز افضل ہے یا روزہ؟

فرمایا: نماز

امام اعظم علیہ الرحمہ عرض کرتے ہیں۔حدیث کے مطابق عورت کو ایام میں نماز چھوڑنے کی اجازت ہے اور بعد میں قضا کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ جبکہ ایام میں روزے چھوڑنے کا حکم ہے مگر بعد میں قضا کا حکم ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ عرض کرتے ہیں کہ عقل تو کہتی ہے کہ نماز افضل ہے، اس کو قضا کرنے کا حکم ملنا چاہئے۔اگر میں عقل سے فتوی دیتا تو نماز قضا کرنے کا فتوی دیتا لیکن میں نے آپ کے جد امجد نبی پاک ﷺ کی

حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے کہ عورت روزے قضا کرے گی۔

3: پیشاب زیادہ ناپاک ہے یا منی؟

فرمایا: پیشاب

امام اعظم علیہ الرحمہ عرض کہتے ہیں کہ عقل تو یہ کہتی ہے کہ پیشاب زیادہ ناپاک ہے تو مادہ منی سے نہیں بلکہ پیشاب خارج ہونے پر غسل فرض ہونا چاہیئے۔ اگر میں عقل سے فتویٰ دیتا تو پیشاب کے خارج ہونے پر غسل کا فتویٰ دیتا لیکن آپ کے جدامجد نبی پاک ﷺ کی حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے کہ مادہ منی شہوت کے ساتھ خارج ہو تو غسل فرض ہو جاتا ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ عرض کرتے ہیں۔ حضور! اللہ تعالیٰ کی پناہ! اس بات سے کہ میں حدیث رسول کے خلاف فتویٰ دوں تو حدیث رسول ﷺ کو سامنے رکھ کر ہی فتویٰ دیتا ہوں۔

یہ سن کر امام باقر رضی اللہ عنہ فرط مسرت سے کھڑے ہو گئے اور امام اعظم علیہ الرحمہ کے منہ کو بوسہ دیا اور فرمایا: اے ابو حنیفہ! لوگ غلط کہتے ہیں۔ تم تو حدیث رسول کے مطابق ہی فتویٰ دیتے ہو۔

(عقود الجمان، ص 279، از امام صالحی)

☆ روشن ضمیری:

ایک دن حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے ہمراہ ہشام بن

عبدالملک کے مکان کے قریب سے اس وقت گزرے جب وہ اس کی بنیاد رکھ رہا تھا تو آپ نے فرمایا:

قسم خدا کی! یہ مکان نیست و نابود ہو جائے گا اور لوگ اس کا گارا تک اٹھا کر لے جائیں گے۔ یہ پتھر جس سے اس کی بنیاد رکھی ہے، کھنڈر بن جائیں گے۔

لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں آپ کی اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ ہشام کے مکان کو کون نیست و نابود کرے گا۔ جب ہشام کا انتقال ہوا تو ولید بن ہشام کے کہنے پر اسے گرا دیا گیا۔ تمام پتھریلی بنیاد کو اٹھا دیا گیا۔ یہ سب کچھ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

(شواہد النبوت، ص 433، مطبوعہ شمع بک ایجنسی لاہور)

☆جنات کا علم حاصل کرنا:

ایک شخص نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اجازت طلب کی تو لوگوں نے کہا: تیزی سے کام نہ لو کیونکہ ان کے ہاں اور بھی بہت سے آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابھی وہ باہر نہ آئے تھے کہ بارہ آدمی تنگ قباؤں میں ملبوس، ہاتھ پاؤں میں دستانے اور موزے پہنے ہوئے باہر آئے۔ انہوں نے السلام علیکم کہا اور چلے گئے۔ بعد ازاں میں امام باقر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: حضور! یہ کون لوگ تھے جو ابھی آپ کے

پاس سے اٹھ کر گئے ہیں۔ مجھے تو ان کے متعلق کچھ علم نہیں۔ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تمہارے جنات بھائی تھے۔

میں نے دریافت کیا: کیا آپ انہیں دیکھ سکتے ہیں؟

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! جس طرح تم حلال و حرام کے متعلق مجھ سے پوچھتے ہو، اسی طرح وہ بھی آ کر مجھ سے علمی سوالات کرتے ہیں۔ (شواہد النبوت، ص 434، مطبوعہ شمع بک ایجنسی)

☆ بھیڑیئے کی حاجت روائی:

ایک مرتبہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ سفر پر تھے۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک وادی میں پہنچے، اس وقت آپ خچر پر سوار تھے۔ اچانک لوگوں نے دیکھا کہ کوئی شخص پہاڑ سے اتر کر امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے قریب آیا اور وہ آپ کے خچر کی نگرانی کرتا رہا اور ایک بھیڑیا اپنے ہاتھوں کو خچر کی زین کے آگے رکھ کر بہت دیر تک آپ سے گفتگو کرتا رہا۔ آپ سنتے رہے پھر آپ نے بھیڑیئے سے فرمایا:

اب تم واپس چلے جاؤ جو تم چاہتے تھے، میں نے اسی طرح کر دیا ہے۔

یہ سن کر بھیڑیا واپس چلا گیا۔ بھیڑیئے کے جانے کے بعد امام نے ہم سے فرمایا کہ یہ بھیڑیا کیا کہہ رہا تھا؟ عرض کیا حضور! اللہ تعالیٰ، اس کا رسول اور آپ بہتر جانتے ہیں۔

امام نے فرمایا: بھیڑیا فریاد کر رہا تھا کہ میری ہمسر اس وقت اولاد پیدا کرنے کی تکلیف سے گزر رہی ہے۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف دور فرمائے اور میری نسل سے کسی کو بھی آپ کے عقیدت مندوں پر مسلط نہ کرے۔ چنانچہ آپ نے بھیڑیئے کے حق میں دعائے خیر کی۔

(شواہد النبوت، ص 435، مطبوعہ شمع بک ایجنسی لاہور)

☆ نابینا کا انوکھا واقعہ:

ایک روز ابونصیر نامی نابینا شخص امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا:

حضور! آپ رسول اللہ ﷺ کے دین کے محافظ ہیں

امام نے فرمایا: ہاں

ابونصیر نے پھر کہا: رسول اللہ ﷺ تو سب نبیوں کے وارث ہیں۔

امام نے فرمایا: ہاں

ابونصیر نے کہا: آپ رسول اللہ ﷺ کے وارث ہیں۔

امام نے فرمایا: ہاں

ابونصیر نے کہا پھر تو آپ مردوں کو بھی زندہ کر سکتے ہوں گے۔ بیماروں کو صحت یاب بھی کر سکتے ہوں گے، غیب کی باتیں بھی بتا سکتے ہوں گے؟

امام باقر نے فرمایا: ہاں میں اللہ تعالیٰ کی عطا سے کر سکتا ہوں۔

پھر آپ نے ابونصیر سے فرمایا: میرے سامنے آکر بیٹھ جاؤ، وہ سامنے آکر بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ابونصیر کے چہرے پر پھیرا تو ابونصیر کی آنکھیں روشن ہوگئیں اور روشنی بحال ہوگئی۔ ابونصیر نے اس روشنی سے صحرا اور زمین و آسمان کی وسعتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ امام نے پھر اپنا ہاتھ ابونصیر کے چہرے پر پھیرا تو ابونصیر پھر نابینا ہوگیا۔

پھر آپ نے ابونصیر سے پوچھا: ان دونوں حالتوں میں سے تمہیں کون سی حالت تمہیں پسند ہے۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں اور تمہارا حساب سپرد خدا ہو یا تمہاری آنکھیں ایسی ہی رہیں اور تمہیں بلا حساب و کتاب جنت مل جائے؟ یہ سن کر ابونصیر نے کہا: عالیجاہ! میں تو اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں نابینا ہی رہوں، صبر کروں اور بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہو جاؤں۔

(شواہد النبوت، ص 440، مطبوعہ شمع بک ایجنسی لاہور)

☆ وصال سے پانچ سال قبل:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے والد گرامی امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: میری عمر اب صرف پانچ سال رہ گئی ہے۔

جب آپ نے وصال فرمایا تو ہم نے اس مدت کو شمار کیا تو وہی پانچ

سال کا عرصہ نکلا جو آپ نے فرمایا تھا۔

(شواہد النبوت ص 435، مطبوعہ شمع بک ایجنسی لاہور)

☆علمی وجاہت:

حضرت عبداللہ بن عطاء علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے امام باقر رضی اللہ عنہ کے علاوہ علماء میں سے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس کے پاس علماء کا علم بھی کم پڑ جائے، میں نے حکم بن عینیہ کو ان کی خدمت میں اس طرح بیٹھے دیکھا گویا طالب علم ہو۔

(حلیۃ الاولیاء، جلد 3، ص 217، روایت 3757)

☆عاداتِ مبارکہ:

1۔ حضرت خالد بن دینار علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ جب مسکراتے تو بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے: الٰہی! مجھ سے ناراض نہ ہونا۔ (صفۃ الصفوہ جلد 2، ص 78)

حضرت عبداللہ بن یحییٰ علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام باقر رضی اللہ عنہ کو زرد رنگ کا تہبند باندھے دیکھا۔ آپ فرض نمازوں کے علاوہ دن اور رات میں 50 رکعتیں ادا فرماتے تھے اور آپ کی انگوٹھی پر لکھا ہوا تھا "اَلْقُوَّةُ لِلّٰهِ جَمِيْعًا" یعنی ساری طاقت وقوت اللہ کے پاس ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، جلد 3، ص 217، روایت 3758)

☆بیعتِ مولاعلی:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بننے کے بعد (عاجزی کے طور پر) سات دن تک لوگوں سے بیعت توڑنے کا کہتے رہے، چنانچہ ساتویں دن مولاعلی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور عرض کیا: نہ ہم آپ سے کی گئی بیعت توڑیں گے اور نہ ہی ایسا مطالبہ کریں گے۔ اگر ہم آپ کو اہل نہ سمجھتے تو کبھی بیعت نہ کرتے۔

(ریاض النضرۃ، جلد 1، ص 252)

☆شیخین کے بارے میں امام کا ارشاد:

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ساری اولاد کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں وہ بات کہیں جو سب سے بہتر ہو۔

(الصواعق المحرقہ، ص 52)

☆صدیق نہ کہے وہ:

حضرت عروہ بن عبداللہ علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ میں امام محمد باقر

رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا: تلوار کو سجانے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی تلوار کو آراستہ کیا۔ میں نے عرض کیا: آپ نے انہیں صدیق کیا؟ یہ سننا تھا کہ امام باقر رضی اللہ عنہ جلال فرماتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے ارشاد فرمایا: ہاں! وہ صدیق ہیں، ہاں! وہ صدیق ہیں، ہاں! وہ صدیق ہیں اور جو انہیں صدیق نہ کہے تو رب تعالیٰ اس کی بات کو دنیا و آخرت میں سچا نہیں فرماتا۔ (فضائل الصحابہ، جلد 1، ص 419، رقم 655)

☆ اہلبیت سے محبت کے جھوٹے دعویدار:

امام باقر رضی اللہ عنہ نے جابر جعفی سے فرمایا: اے جابر! مجھے خبر ملی ہے کہ عراق میں کچھ لوگ ہیں جو ہم (یعنی اہلبیت) سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی شان میں نہ کہنے والی باتیں کرتے اور کہتے ہیں کہ میں نے انہیں اس کا حکم دیا ہے۔

اے جابر جعفی! انہیں میرا پیغام پہنچا دو کہ میں بارگاہِ الٰہی میں ان سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ اگر میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کی شان میں بلند درجات و رحمت کی دعا نہ کروں تو مجھے میرے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو۔ ان حضرات سے رب تعالیٰ کے دشمن ہی

غافل و بیزار ہیں۔ (البدایہ والنہایہ، جلد 6، ص 457)

☆شیخین سے جدا اہلبیت سے جدا:

ایک اور موقع پر امام باقر رضی اللہ عنہ نے جابر جعفی سے فرمایا: کوفہ والوں تک یہ بات پہنچا دینا کہ جس نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں گستاخی کی، میں اس سے بری الذمہ ہوں اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے راضی ہوں جو شخص ان کی فضیلت نہیں جانتا، وہ سنت (یعنی حدیث) سے ناواقف ہے۔

(حلیۃ الاولیاء، جلد 3، ص 217، روایت 3753)

☆صحابہ کرام کے بارے میں درسِ محبت:

حضرت عبدالملک بن ابوسلیمان علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے اس آیت مبارکہ کی تفسیر پوچھی۔

القرآن: اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ (سورۂ مائدہ، آیت 55، پارہ 6)

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

تو امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس آیت کے مصداق صحابہ کرام

ہیں۔ میں نے عرض کی: لوگ کہتے ہیں کہ اس آیت کے مصداق حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں تو آپ نے فرمایا: وہ بھی صحابہ کرام ہی میں سے ہیں۔ (تاریخ ابن عساکر جلد 54، ص 289)

☆ دو محافظ شیر:

ایک مرتبہ بادشاہ نے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے ارادے سے اپنے پاس بلوایا۔ جیسے ہی آپ بادشاہ کے پاس تشریف لائے تو بادشاہ معافی مانگنے لگا اور کچھ تحائف پیش کر کے بڑے ادب واحترام سے رخصت کرنے لگا۔ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد لوگوں نے بادشاہ سے کہا: تُو نے انہیں شہید کرنے کے ارادے سے نہیں بلوایا تھا؟ بادشاہ نے کہا: امام باقر رضی اللہ عنہ جب میرے قریب تشریف لائے تو میں نے دو بڑے غضبناک شیروں کو دیکھا جو اُن کے دائیں بائیں کھڑے مجھ سے کہہ رہے تھے: اگر تم نے ذرہ برابر گستاخی کی تو ہم تمہیں چیر پھاڑ کر رکھ دیں گے۔ (تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ، ص 83)

☆ امام باقر کے ارشادات:

1...... ہر چیز کے لئے کوئی نہ کوئی آفت ہوتی ہے اور علم کی آفت بھولنا ہے۔ (البدایہ والنہایہ جلد 6، ص 456)

2...... وہ عالم جس کے علم سے فائدہ حاصل کیا جائے، ہزار عابدوں

سے افضل ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، جلد 3، ص 214)

3......اللہ پاک کی قسم! ایک عالم کی موت شیطان لعین کو ستر عابدوں کی موت سے زیادہ پسند ہے۔ (صفۃ الصفوہ، جلد 2، ص 77)

4......تین اعمال سب سے زیادہ مشکل ہیں:

1۔ ہر حال میں رب تعالیٰ کا ذکر کرنا

2۔ اپنے آپ سے انصاف کرنا

3۔ اور ضرورت مند مسلمان بھائی سے مالی تعاون کرنا۔

(تفسیر دُرِّ منثور جلد 4، ص 75)

5......میرا ایک بھائی ہے جو میرے نزدیک عزت و عظمت رکھتا ہے اور میرے نزدیک اس کی عظمت کی وجہ اس کی نظر میں دنیا کا حقیر ہونا ہے۔

(صفۃ الصفوہ جلد 2، ص 78)

6......عبیداللہ بن ولید کا بیان ہے کہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنی خواہش کے مطابق کچھ لے سکتا ہے؟ ہم نے عرض کی: نہیں۔ فرمایا: پھر تمہارے درمیان وہ بھائی چارہ نہیں جیسا تم گمان کرتے ہو۔

(حلیۃ الاولیاء، جلد 2، ص 218)

7......جابر جعفی سے فرمایا: اے جابر! دنیا کو اس مقام کی طرح سمجھ، جہاں تو کچھ دیر کے لئے ٹھہرا پھر کوچ کر گیا یا اس مال کی طرح سمجھ جسے تو نے

خواب میں پایا لیکن جب آنکھ کھلی تو تیرے ہاتھ میں کچھ نہ تھا۔ دنیا عقل مندوں اور معرفت الٰہی رکھنے والوں کے لئے سائے کی مانند ہے۔ پس تو اللہ پاک سے اپنے دین وعقل کی حفاظت کا سوال کر۔

(حلیۃ الاولیاء، جلد 3، ص218، رقم3765)

☆انتقال:

آپ کا وصال 7 ذوالحجہ 114ھ یا 117ھ کو ہوا۔

(شرح شجرہ قادریہ رضویہ)

جنت البقیع مدینہ منورہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔

رب تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

اہل بیت اطہار کے چھٹے امام

حضرت امام جعفر صادق

رضی اللہ عنہ

☆ ولادت باسعادت:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ولادت 17 ربیع الاول 80 یا 83 ہجری پیر کے دن مدینہ منورہ میں ہوئی۔ (شواہد النبوۃ ص245)

☆ نام مبارک:

آپ کا اصل نام جعفر ہے۔

☆ کنیت ولقب:

آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور ابو اسماعیل جبکہ لقب صادق، فاضل اور طاہر ہے۔ (شواہد النبوۃ ص448، مطبوعہ شمع بک ایجنسی لاہور)

☆ ''صادق'' لقب کی وجہ:

آپ کو سچ بولنے کی وجہ سے صادق کے لقب سے جانا جاتا ہے یعنی آپ اسم بامسمّٰی تھے جیسا لقب تھا، ویسا ہی آپ کا مبارک عمل تھا۔

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر

بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

☆صدیقی اور حسینی نسب:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم ہے جبکہ آپ کے والد محترم امام باقر بن زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ عنہم ہیں۔ اس طرح آپ والدہ کی جانب سے صدیقی اور والد محترم کی طرف سے "حسینی" سید ہیں۔

(اللباب فی تہذیب الانساب ص 229)

☆مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دوبارہ جنم دیا:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ام فروہ بنت قاسم بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم ہے۔ ام فروہ کی والدہ حضرت اسماء بنت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم ہیں۔ اسی لئے حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دوبارہ جنم دیا۔ (شواہد النبوت، ص 448، مطبوعہ شمع بک ایجنسی لاہور)

☆آپ کا نکاح:

ایک روز حضرت ابن عکاشہ علیہ الرحمہ، حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ کے صاحبزادے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس کھڑے تھے۔ ابن عکاشہ نے عرض

کیا:

عالیجاہ! اب تو امام جعفر صادق جوان ہو چکے ہیں۔ ان کا نکاح ہونا چاہیئے۔ آپ ان کا نکاح کیوں نہیں کرتے؟

جب یہ بات ہوئی تو اس وقت آپ کے پاس ایک سونے کی تھیلی تھی۔ آپ نے ابن عکاشہ سے فرمایا: یہ تھیلی لے جاؤ اور ایک لونڈی خرید لاؤ۔

حضرت ابن عکاشہ ایک بردہ فروش کے پاس گئے تو بردہ فروش نے کہا: میرے پاس جو لونڈی تھی، وہ فروخت ہو چکی ہے البتہ ایک دو لونڈیاں ہیں جو ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔

حضرت ابن عکاشہ نے بردہ فروش سے کہا: ان لونڈیوں کو باہر لاؤ تا کہ ہم انہیں دیکھ لیں۔ دونوں لونڈیاں باہر لائی گئیں تو ان میں سے ایک کو ہم نے پسند کر لیا۔ حضرت عکاشہ نے کہا:

اس کی کیا قیمت ہے؟

بردہ فروش نے کہا: ستر ہزار دینار:

حضرت ابن عکاشہ نے کہا: کچھ تو کم کیجئے۔

بردہ فروش نے کہا: ستر ہزار سے ایک پیسہ بھی کم نہیں ہوگا۔

پھر حضرت ابن عکاشہ نے کہا:

ہم اس لونڈی کو اس تھیلی میں جو کچھ ہے، اس کے بدلہ میں خریدنا

چاہتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ اس میں کتنے دینار ہیں۔

بردہ فروش کے ہاں ایک شخص سفید سر اور سفید داڑھی والا تھا۔ اس نے تھیلی کھولنے کے لئے کہا۔ ہم نے تھیلی کھول کر وزن کیا تو سونا پورا ستر ہزار دینار کی مالیت کا نکلا۔ لونڈی خرید کر حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دی۔ اس وقت بھی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس کھڑے تھے۔ ہم نے آپ کی خدمت میں تمام واقعہ عرض کر دیا۔ آپ نے فوراً الحمد للہ کہا۔ پھر حضرت ابن عکاشہ نے اس لونڈی سے دریافت کیا۔

تمہارا نام کیا ہے؟

لونڈی نے جواب دیا: میرا نام حمیدہ ہے۔

امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو دنیا میں حمیدہ اور آخرت میں محمودہ ہے۔

پھر آپ نے لونڈی سے دریافت کیا:

کیا تو شادی شدہ ہے یا غیر شادہ شدہ؟

لونڈی نے کہا: میں ابھی تک کنواری ہوں۔

امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ کوئی لونڈی بردہ فروشوں کے پاس رہے اور سلامت رہے؟

لونڈی نے کہا:

حضور! جب یہ بردہ فروش میرے نزدیک آکر کسی برائی کا قصد کرتے تو یہ سفید سر اور سفید داڑھی والے بزرگ آگے آکر اس کے منہ پر طمانچہ لگاتے اور اسے مجھ سے دور کر دیتے اور کئی مرتبہ ایسا ہوا۔

لونڈی کی گفتگو سن کر امام باقر نے اسے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا جس سے حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

(شواہد النبوۃ صفحہ نمبر 445، مطبوعہ شمع بک ایجنسی لاہور)

☆ اولاد:

آپ رضی اللہ عنہ کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

بیٹوں کے نام: حضرت اسماعیل، حضرت عبداللہ افطح، امام موسیٰ کاظم، حضرت اسحٰق، حضرت محمد دیباج، حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم

بیٹیوں کے نام: حضرت فاطمہ، حضرت اسماء اور حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہن

☆ سیرت و کردار:

خوش اخلاقی آپ کی طبیعت کا خاصا تھی جس کی وجہ سے مبارک لبوں

پر مسکراہٹ سجی رہتی مگر جب کبھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر پاک ہوتا تو ذکر مصطفی کی تعظیم وتکریم کے سبب رنگ زرد ہو جاتا۔ کبھی بے وضو حدیث رسول بیان نہ فرماتے۔ نماز اور تلاوت میں مشغول رہتے یا خاموش رہتے۔ آپ کی گفتگو فضول گوئی سے پاک ہوتی۔ (شفا مع نسیم الریاض جلد 4، ص 88)

آپ کے معمولات زندگی سے آباؤ اجداد کے اوصاف جھلکتے تھے۔ آپ کے رویئے میں نبی پاک ﷺ کی معاف کر دینے والی صفت کریمانہ دیکھنے میں آتی۔ گفتار سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حق گوئی کا اظہار ہوتا اور کردار میں شجاعت مولا علی نظر آتی تھی۔

ایک مرتبہ غلام نے ہاتھ دھلوانے کے لئے پانی ڈالا مگر پانی ہاتھ پر گرنے کے بجائے کپڑوں پر گر گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے نہ تو جھاڑا نہ ہی سزا دی بلکہ اسے معاف کر دیا اور مزید شفقت فرماتے ہوئے اسے آزاد بھی کر دیا۔ (بحر الدموع، ص 202)

☆ اساتذہ کرام:

آپ نے مدینہ منورہ کی مشکبار علمی فضا میں آنکھ کھولی اور اپنے والد گرامی امام محمد باقر رضی اللہ عنہ، حضرت عبید اللہ بن ابی رافع، نواسہ صدیق اکبر حضرت عروہ بن زبیر، حضرت سیدنا عطاء اور حضرت سیدنا نافع رحمہم اللہ کے چشمہ علم سے سیراب ہوئے۔ (تذکرۃ الحفاظ، جلد 1، ص 126)

☆ آپ کے شاگرد:

آپ کے شاگردوں کی تعداد بے شمار ہے جن میں خاص نام حضرت امام موسیٰ کاظم، امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، حضرت سفیان ثوری اور حضرت سفیان بن عیینہ رحمہم اللہ کے ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ جلد 1، ص 125، سیر اعلام النبلاء جلد 6، ص 436)

مشہور سائنسدان جابر بن حیان بھی آپ ہی کے شاگردوں میں سے ہے۔ مشہور مورخ ابن خلکان لکھتا ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کیمیا میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ جابر بن حیان آپ کے شاگردوں میں سے ہے۔

☆ امام جعفر سے امام ابو حنیفہ کی ملاقات:

علامہ کردی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ شیخ عبدالعزیز بن ابی رواد علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ہم امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حطیم میں تھے۔ اتنے میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کہا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور امام کے ساتھ معانقہ کیا اور آپ کے خادموں کے بارے میں پوچھا۔

جب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ چلے گئے تو کسی شخص نے عرض کی:

اے فرزند رسول! کیا ان کو آپ جانتے ہیں؟

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تجھ سے زیادہ بے وقوف نہیں دیکھا۔ میں ان سے ان کے خادموں تک کا حال پوچھ رہا ہوں اور تو کہتا ہے کہ آپ ان کو جانتے ہیں؟ یہ امام ابو حنیفہ ہیں جو اپنے شہر کے سب سے بڑے فقیہ ہیں۔

امام ذہبی علیہ الرحمہ تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے (اہلبیت) میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔

☆غیبی انگور اور چادریں:

حضرت لیث بن سعد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

میں ایک بار حج کے ارادے سے مکہ مکرمہ حاضر ہوا۔

نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد میں مسجد الحرام کے قریب واقع پہاڑ جبلِ ابی قُبیس کی طرف چل پڑا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا یہ دُعا کر رہا تھا: یا ربِّ! یا ربِّ! یہاں تک کہ اُس کی سانس پُھول گئی، پھر کہا: یا حیُّ! یا قیّومُ! یہاں تک کہ اُس کی سانس پُھول گئی۔ پھر کہنے لگا: یا رحمٰنُ! یا رحمٰنُ! یہاں تک کہ اُس کی سانس پُھول گئی۔ پھر یا ارحم الرّٰحِمین کا وِرد کرتا رہا حتّٰی کہ اُس کی سانس پُھول گئی۔ جب وہ فارغ ہوا تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کرنے لگا: یا اللہ پاک! انگور کھانے کی خواہش ہے، مجھے انگور کھلا دے اور میری چادر

پھٹ گئی ہے مجھے نئی چادر عطا کر دے۔

حضرت لیث بن سعد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اللہ پاک کی قسم! اُس کی دُعا ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ میں نے ایک ٹوکری دیکھی جو انگوروں سے بھری ہوئی تھی حالانکہ اُن دنوں انگوروں کا موسم نہ تھا اور ساتھ میں دو چادریں بھی تھیں۔ جب اُس نے کھانے کا اِرادہ کیا تو میں نے کہا: میں بھی آپ کا شریک ہوں جب آپ نے دُعا کی تھی تو میں نے امین کہا تھا۔

اُس نے کہا: آیئے، اللہ پاک کا نام لے کر کھایئے اور کوئی چیز بچا کر نہ رکھئے گا۔

میں نے آگے بڑھ کر انگور کھانا شروع کر دیئے۔ اُن انگوروں میں بیج نہیں تھے اور میں نے ایسے عمدہ (یعنی لذیذ) انگور پہلے کبھی نہیں کھائے تھے، لہٰذا میں نے خوب سیر ہو کر (یعنی پیٹ بھر کر) کھائے مگر ٹوکری میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔

پھر مجھے فرمایا: اِن چادروں میں سے جو پسند ہو لے لو۔

میں نے کہا: مجھے چادر کی ضرورت نہیں۔

پھر وہ کہنے لگا: تم تھوڑی دیر چھپ جاؤ تا کہ میں اِنہیں پہن لوں۔ میں آڑ میں ہو گیا۔

اُس نے ایک چادر کو تہبند کے طور پر استعمال کیا اور دوسری اُوپر اوڑھ

لی پھراپنی اتاری ہوئی دو چادریں اپنے ہاتھ میں لیں اور چل دیا۔

میں بھی اُس کے پیچھے چل پڑا یہاں تک کہ جب وہ صفا و مروہ کے مقام پر پہنچا تو اُسے ایک آدمی ملا اور کہنے لگا: اے اللہ پاک کے پیارے رسول کے چچازاد! مجھے لباس پہنایئے، اللہ کریم! آپ کو لباس پہنائے۔

اُس نے دونوں چادریں مانگنے والے کے حوالے کر دیں۔

میں نے اُس آدمی سے پوچھا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، یہ کون ہیں؟

اُس نے جواب دیا: یہ حضرتِ جعفر بن محمد (امام جعفر صادق) علیہ الرحمہ ہیں۔

حضرت لیث علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اِس کے بعد میں نے آپ کو بہت تلاش کیا مگر کہیں نہ پایا۔ مجھے آپ علیہ الرحمہ کی جُدائی پر بہت صدمہ ہوا۔

(الروض الفائق، صفحہ 224)

1: لذیذ ترین کھجوریں

ایک شخص کا بیان ہے کہ ہم تابعی بزرگ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حج کرنے جا رہے تھے، راستے میں ہم ایک جگہ کھجور کے سوکھے ہوئے درختوں کے پاس ٹھہرے۔ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے آہستہ سے کچھ پڑھا جو میں نہ سمجھ سکا، پھر آپ نے ان سوکھے درختوں سے فرمایا: اللہ پاک نے تم میں جو ہمارے لئے رزق پیدا فرمایا ہے، اس میں

سے ہمیں بھی کھلاؤ۔ اسی وقت میں نے دیکھا کہ کھجوروں کے گچھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جھک رہے تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: قریب آؤ اور بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ، میں نے ایسی مزیدار کھجوریں اس سے پہلے کبھی نہیں کھائی تھیں۔ (شواہد النبوۃ، ص 250)

2: پچاس حج کی دعا:

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کیسے مستجاب الدعوات تھے (یعنی آپ کی دعائیں قبول ہوتی تھیں) ایک اور کرامت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ پڑھیئے۔ چنانچہ ایک آدمی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کے لئے عرض کی کہ اللہ پاک مجھے اتنا مال دے کہ میں بہت سے حج کروں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی: اے اللہ پاک! اسے بکثرت مال عطا فرما تا کہ یہ اپنی زندگی میں پچاس حج کرے۔ چنانچہ اسے اتنا مال ملا کہ اس نے پورے پچاس حج کئے۔ جب 51 مرتبہ حج کے لئے مقام جحفہ پہنچا اور غسل کے لئے (نہر وغیرہ میں) گیا تو پانی کی تیز موجیں اسے بہا کر لے گئیں اور وہ اسی میں ڈوب کر فوت ہو گیا۔ (شواہد النبوۃ، ص 251)

3: مردہ جانور زندہ کر دیا:

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ مکہ پاک میں ایک دن کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک عورت اپنی گائے کے مرنے پر

رو رہی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا تم چاہتی ہو کہ اللہ پاک تمہاری گائے زندہ فرمادے؟ عورت نے عرض کی: آپ ہم سے اس طرح مذاق کرتے ہیں حالانکہ میں پہلے ہی مصیبت میں ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عورت سے فرمایا: میں تم سے مذاق نہیں کررہا پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی اور اس گائے کے سر اور پاؤں کو پکڑ کر ہلایا تو وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ (شواہد النبوۃ ص 249)

4: گمشدہ چادر مل گئی:

ایک شخص نے مکہ پاک میں ایک چادر خریدی اور ارادہ کیا کہ یہ چادر ہرگز کسی کو نہ دوں گا بلکہ اپنے انتقال کے بعد تبرکاً اسی کا کفن بناؤں گا۔ اس کا کہنا ہے جب میں میدان عرفات شریف سے مزدلفہ آیا تو وہ چادر مجھ سے گم ہوگئی۔ مجھے بہت دکھ ہوا۔ جب میں صبح مزدلفہ سے منیٰ شریف کی طرف آیا تو مسجد الخیف شریف میں بیٹھ گیا۔ اچانک ایک آدمی جو تابعی بزرگ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے آیا تھا، مجھ سے کہنے لگا: آپ کو امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ بلا رہے ہیں۔ میں جلدی سے آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کرکے ایک طرف بیٹھ گیا۔ آپ نے میری طرف غور سے دیکھ کر فرمایا: کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہیں تمہاری چادر مل جائے جو تمہاری موت کے بعد تمہیں کفن کا کام دے، میں نے عرض کیا:

اے ابن رسول اللہ! وہ تو کافی دنوں سے گم ہو چکی ہے، مل جائے تو کیا بات ہے! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے غلام کو آواز دی، وہ چادر لے آیا، میں نے دیکھا (تو یہ) وہی چادر تھی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اسے لے لو اور اللہ کریم کا شکر ادا کرو۔ (شواہد النبوۃ، ص 249)

5: جنت میں گھر:

شواہد النبوۃ میں ہے (تابعی بزرگ) حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں ایک شخص دس ہزار دینار (یعنی دس ہزار سونے کے سکے) لے کر حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: حضور! میں حج کے لئے جا رہا ہوں۔ آپ میرے اس پیسے سے کوئی مکان وغیرہ خرید لیجئے گا تا کہ میں حج سے واپسی پر اپنی اولاد کو لے کر (وہاں) رہنا شروع کر دوں، پھر حج سے واپسی پر وہ شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا: میں نے تمہارے لئے جنت میں مکان خرید لیا ہے، جس کی پہلی حد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر، دوسری حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر، تیسری حد نواسہ رسول امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ پر اور چوتھی حد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر ختم ہوتی ہے اور یہ لو میں نے اسے تحریر بھی کر دیا ہے۔ یہ خوشخبری سن کر وہ شخص بہت خوش ہوا اور خط لے کر اپنے گھر چلا گیا۔ گھر جاتے ہی وہ شخص بیمار پڑ گیا۔ اس نے وصیت کی کہ اس خط کو میرے

انتقال کے بعد میری قبر میں رکھ دینا، گھر والوں نے دفن کرتے وقت اس خط کو قبر میں رکھ دیا۔ دوسرے دن دیکھا تو وہی خط قبر کے اوپر رکھا ہوا تھا اور اس کے پیچھے یہ لکھا ہوا تھا: ''امام جعفر صادق نے جو وعدہ کیا وہ پورا ہو گیا'' (یعنی اسے جنت میں مکان عالی شان مل گیا) (شواہد النبوۃ ص 251)

6۔مکھی کیوں پیدا کی گئی؟

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ خلیفہ منصور کے دربار میں تشریف فرما تھے کہ مکھیاں بار بار خلیفہ کے منہ پر بیٹھتی تھیں۔ خلیفہ نے تنگ آ کر عرض کی: اے ابو عبداللہ (یہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت تھی) اللہ پاک نے مکھی کو کیوں پیدا فرمایا ہے؟ (آپ نے خلیفہ کو چوٹ کرنے کے لئے) ارشاد فرمایا: تاکہ ظالموں اور مغروروں کو ذلیل کرے۔ (حلیۃ الاولیاء، 230/3 رقم 3798)

7۔عاجزی کی عظیم مثال:

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ عالی نسب ہونے کے باوجود عاجزی کے پیکر تھے۔ ایک مرتبہ امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم شاگرد، بہت بڑے عالم وصوفی بزرگ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے عرض کی: اہل بیت میں سے ہونے کی حیثیت سے مجھے کوئی نصیحت

فرمائیے! لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ خاموش رہے۔ دوبارہ عرض کی کہ ”اہل بیت میں سے ہونے کے اعتبار سے اللہ پاک نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو جو فضیلت بخشی ہے، اس لحاظ سے نصیحت کرنا آپ کے لئے ضروری ہے“ یہ سن کر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: میں تو خود خوفزدہ ہوں کہ کہیں قیامت کے دن میرے جدّ اعلیٰ (محمد رسول اللہ ﷺ) میرا ہاتھ پکڑ کر یہ نہ پوچھ لیں کہ تو نے خود میری پیروی کا حق کیوں ادا نہ کیا؟ کیونکہ نجات کا تعلق نسب سے نہیں، اعمال صالحہ (یعنی نیک کاموں) سے ہے۔ یہ سن کر حضرت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ رو پڑے کہ وہ ہستی جن کے جد امجد اللہ پاک کے آخری رسول ﷺ ہیں، جب ان کے خوف خدا کا یہ عالم ہے تو میں کس گنتی میں آتا ہوں۔ (تذکرۃ الاولیاء، جلد 1، ص 21)

چند عادات مبارکہ:

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی مبارک طبیعت میں ”خوش اخلاقی“ تھی۔ مبارک ہونٹوں پر مسکراہٹ سجی رہتی تھی مگر جب کبھی ذکر مصطفیٰ ہوتا تو (ذکر رسول اللہ ﷺ کی ہیبت و تعظیم کے سبب) رنگ زرد ہو جاتا، کبھی بھی بے وضو ”حدیث پاک“ بیان نہ فرماتے۔ نماز و تلاوت میں مشغول رہتے یا خاموش رہتے، آپ کی گفتگو ”فضول گوئی“ سے پاک ہوتی۔ (شفاء جلد 2، ص 42)

صوفی کون؟

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص رسول اللہ ﷺ کے ظاہری حالات مبارکہ کے مطابق زندگی گزارے، وہ سنت پر عمل کرنے والا ہے اور جو آپ ﷺ کے باطنی حالات مبارکہ کے مطابق زندگی گزارے، وہ ''صوفی'' ہے۔ باطنی زندگی سے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی مراد حضور ﷺ کے پاکیزہ اخلاق اور آخرت کو اختیار کرنا ہے لہذا جو شخص آپ ﷺ کے اخلاق کریمہ سے اپنے آپ کو زینت دے اور جس چیز کو آپ ﷺ نے اختیار فرمایا، اسے اختیار کرے، جس چیز میں رغبت رکھی، اس میں رغبت رکھے، جن چیزوں سے آپ ﷺ نے اپنے آپ کو بچایا ہے، ان سے بچتا رہے اور جن کاموں کی ترغیب دلائی ان پر عمل کرلے تو بے شک وہ گندگی سے پاک وصاف ہو کر غیر سے نجات پا گیا اور جو شخص آپ ﷺ کے راستے سے ہٹ کر اپنے نفس کی پیروی کرنے اور اپنے پیٹ و شرمگاہ کی خواہشات کو پورا کرنے میں مشغول رہا تو ایسا شخص صوفی بننے سے دور، بے وقوفی میں کوشش کرنے والا اور آنے والے خطرناک حالات سے غافل ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، جلد 1، ص 53)

اس شخص سے میرا کوئی تعلق نہیں:

ایک شخص نے آپ سے حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے بارے میں دریافت کیا: آپ نے فرمایا: تم مجھ سے ان کے بارے میں پوچھتے ہو کہ جنہوں نے جنت کا پھل کھایا۔

(سیر اعلام النبلاء 441/6، رقم 948)

اس شخص سے میرا کوئی تعلق نہیں جو امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا ذکر "بھلائی" کے ساتھ نہ کرے۔

(تاریخ الخلفاء، ص 96)

رجب کے کونڈے کس تاریخ کو کریں:

پورے ماہ رجب میں بلکہ سارے سال میں جب چاہیں ایصال ثواب کے لئے کونڈوں کی نیاز کر سکتے ہیں، البتہ مناسب یہ ہے کہ 15 رجب المرجب کو "رجب کے کونڈے" کئے جائیں کیونکہ یہ آپ کا یوم عرس ہے جیسا کہ فتاویٰ فقیہ ملت جلد 2 صفحہ 265 پر ہے: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نیاز 15 رجب کو کریں کہ حضرت کا وصال 15 ہی کو ہوا ہے۔

☆ امام جعفر صادق علیہ الرحمہ کے ارشادات:

1 ...... اللہ تمہیں کسی نعمت سے نوازے اور تم اس پر ہمیشگی چاہو تو اس پر زیادہ سے زیادہ شکر ادا کرو۔ (حلیۃ الاولیاء، 225/3، رقم 3783)

2......اگر تمھیں رزق میں تاخیر محسوس ہو تو استغفار (یعنی استغفر اللّٰہ) کی کثرت کرو۔ (حلیۃ الاولیاء 225 / 3، رقم 3783)

3......اللّٰہ پاک نے دنیا کو حکم ارشاد فرمایا: اے دنیا! جو میری عبادت کرے، تُو اس کی خدمت کر اور جو تیری خدمت کرے تُو اسے تھکا دے۔ (حلیۃ الاولیاء 226 / 3، رقم 3785)

4......صدقے کے ذریعہ رزق میں اضافہ اور زکوٰۃ کے ذریعے اپنے مالوں کو محفوظ کر لو۔ (حلیۃ الاولیاء 227 / 3، رقم 3792)

5......اللّٰہ پاک نے سود کو اس لئے حرام کیا تاکہ لوگ بھلائی کرنے سے نہ رک جائیں۔ (حلیۃ الاولیاء 226 / 3، رقم 3789)

6......اللّٰہ پاک فضول خرچی کرنے والے کو محروم کر دیتا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء 227 / 3، رقم 3792)

7......دین میں لڑائی جھگڑے سے بچو کہ یہ دل کو مصروف رکھتا اور نفاق (یعنی منافقت) پیدا کرتا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء 230 / 3، رقم 3799)

8......میانہ روی اختیار کرنے والا تنگ دست (یعنی غریب) نہیں ہوتا۔ (حلیۃ الاولیاء 227 / 3، رقم 3792)

9...... پرہیزگاری سے افضل کوئی زادِ راہ (یعنی سامان سفر) نہیں، خاموشی سے بہتر کوئی نہیں، جہالت سے بڑھ کر کوئی نقصان دہ دشمن نہیں اور

جھوٹ سے بڑی کوئی بیماری نہیں۔(سیر اعلام النبلاء 444/6)

وصال باکمال:

15 رجب المرجب 148ھ کو کسی بد بخت نے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو زہر دیا جو آپ کی شہادت کا سبب بنا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف جنت البقیع میں اپنے والد محترم حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے۔(شواہد النبوۃ،ص245،شرح شجرہ قادریہ ص59)

اللہ پاک حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ پر اپنی کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے اور ہمیں ان کی خوب برکتیں عنایت کرے۔آمین ثم آمین

اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتویں امام

حضرت امام موسیٰ کاظم

رضی اللہ عنہ

☆ولادت باسعادت:

حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ 7 صفر المظفر 128 ھ بروز منگل طلوع فجر کے وقت مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع علاقہ ابواشریف میں پیدا ہوئے۔ (وفیات الاعیان جلد 4، ص 505، مسالک السالکین جلد 1، ص 224)

☆نام اور کنیت:

آپ کا نام موسیٰ، کنیت ابوالحسن اور ابوابراہیم اور القابات صابر، صالح، امین جبکہ سب سے مشہور لقب ''کاظم'' ہے۔ بہت زیادہ معاف کرنے کے سبب آپ کا لقب کاظم (یعنی غصہ کو پی جانے والا) ہوا۔ (وفیات الاعیان جلد 4، ص 504، مسالک السالکین جلد 1، ص 224)

☆والدین:

امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ اہل بیت اطہار کے چشم و چراغ اور عظیم تابعی بزرگ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام حمیدہ بَربریہ رحمتہ اللہ علیہا تھا۔ آپ کے والد آپ کے بارے میں فرماتے تھے کہ میرے تمام بیٹوں میں موسیٰ کاظم بہترین بیٹے ہیں اور یہ

اللہ کریم کے موتیوں میں سے ایک موتی ہے۔

(مسالک السالکین جلد 1، ص 225)

☆علمی مقام:

امام موسیٰ کاظم، امام جعفر صادق کے شہزادے ہیں۔ تقویٰ پرہیزگاری، علم میں امام تھے۔ علم حدیث میں بھی آپ بلند مقام کے حامل تھے۔ امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے آپ کی حدیث روایت کی ہیں۔

(الخلاصۃ الخزرجی ص 390)

☆خلیفہ کی طرف سے اعزاز و اکرام:

آپ مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ خلیفہ وقت مہدی کو یہ غلط فہمی ہوگئی کہ شاید یہ اس کی حکومت کے خلاف بغاوت کریں گے۔ اس لئے اس نے آپ کو قید کر دیا۔ اسی قید کے دوران اسے خواب میں مولا علی شیر خدا کی زیارت ہوئی۔ مولا علی مہدی کو خطاب کر کے سورۂ محمد کی آیت 22 کی تلاوت فرما رہے تھے۔

ترجمہ: تو کیا تم سے یہ توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد مچاؤ اور رشتے داریاں کاٹ ڈالو۔

یہ خواب دیکھ کر مہدی کی آنکھ کھل گئی۔ رات ابھی باقی تھی لیکن صبح تک

انتظار کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ اپنے وزیر کو حکم دیا کہ امام موسیٰ کاظم کو لے آؤ۔ جب امام تشریف لائے تو مہدی نے اعزاز و اکرام کے ساتھ ان سے معانقہ کیا۔ اپنے پاس بٹھایا اور خواب بیان کر کے عرض کی: کیا آپ میرے یا میری اولاد کے خلاف بغاوت تو نہیں کریں گے؟ امام نے فرمایا: خدا کی قسم! نہ میں نے کبھی ایسا کیا ہے اور نہ میری فطرت ہے۔ یہ سن کر مہدی نے امام کو 3000 دینار ہدیہ پیش کر کے رہا کر دیا۔

(صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی، جلد 2، ص 104)

☆ سخاوت و اخلاق:

جب کسی شخص کے بارے میں معلوم ہوتا کہ وہ آپ کی غیبت کرتا ہے تو آپ اس کے پاس کوئی مالی ہدیہ بھیج دیتے۔ (طبقات الکبریٰ امام شعرانی، جلد 1، ص 33)

☆ تاریخ بغداد میں ہے کہ آپ کا معمول تھا کہ 300، 400 اور 200 دیناروں کی تھیلیاں باندھ کر مدینہ منورہ میں تقسیم کر دیا کرتے تھے اور آپ کی تھیلی کی مثال مشہور زمانہ تھی کہ جب کسی شخص کے پاس ان کی تھیلی پہنچتی تو وہ خوشحال ہو جاتا تھا۔

☆ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی غلام نے آپ کو حلوہ کا تحفہ پیش کیا تو آپ نے غلام کو حلوہ والے برتن سمیت ہزار

دینار میں خرید لیا اور پھر آزاد کرتے ہوئے وہ برتن حلوے سمیت اسے دے دیا (یعنی وہ غلام حلوہ کا تحفہ لے کر آیا لیکن آپ نے اسے حلوہ سمیت آزادی کا تحفہ عطا فرمایا۔

☆ صواعق المحرقہ میں ہے: ایک مرتبہ خلیفہ وقت ہارون رشید نے آپ کو خانہ کعبہ کے نزدیک (لوگوں کے جھرمٹ) میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا: آپ لوگوں سے چھپ کر بیعت لے رہے ہو تو آپ نے فرمایا: تم صرف جسموں کے حاکم ہو جبکہ میں دلوں کا امام ہوں۔

☆ اولاد کی تعداد:

امام ابن حجر نے صواعق المحرقہ میں آپ کی اولاد کی تعداد 36، ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں اولاد کی تعداد 40 لکھی جبکہ خواجہ محمد پارسا نے 59 بیان کی ہے جس میں 37 بیٹیاں اور 22 بیٹے ہیں۔

☆ امام موسیٰ کاظم کی روشن ضمیری:

حضرت شفیق بلخی کہتے ہیں (صفوۃ الصفوۃ میں ہے) میں حج کے لئے روانہ ہوا، دوران سفر قادسیہ کے مقام پر قافلے نے پڑاؤ کیا۔ میں نے خوبصورت چہرے والا سادہ لباس میں ایک صوفی کو دیکھا۔ میں نے گمان کیا کہ یہ لوگوں پر بوجھ بنے گا۔ میں ڈانٹنے کے ارادے سے آگے بڑھا، جوں

ہی قریب پہنچا اور اس سے کہا: اے شقیق! بدگمانی سے دور رہا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ اتنا کہہ کر وہ نوجوان چلا گیا۔ میں سوچنے لگا کہ اس نے تو میری دلی کیفیت کو بیان کر دیا، بس ضرور یہ کوئی نیک ہستی ہے۔

پھر میں اس کے ساتھ ہو لیا۔ زبالہ کے مقام پر ایک کنویں کے قریب یہ شخص پہنچا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا برتن تھا۔ وہ برتن کنویں میں گر گیا۔ اس پر نوجوان نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی اور کہنے لگا۔ جب مجھے پیاس لگتی ہے تو تُو مجھے پانی پلاتا ہے، اتنا کہنا تھا کہ میں نے کیا دیکھا کہ کنویں کا پانی بلند ہوا اور نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر اپنے برتن کو اٹھا لیا پھر اس برتن میں پانی بھر کر وضو کیا، نماز پڑھی پھر ریت کے ٹیلے کے قریب آیا اور برتن کے پانی میں ریت ڈال کر ہلایا اور پینے لگا۔ میں نے عرض کی: اس نعمت سے مجھے بھی عطا کیجئے؟ وہ برتن اس نے مجھے دیا۔ جب میں نے اسے پیا تو خوشبودار شکر اور ستو کا شربت تھا۔ خدا کی قسم! میں نے آج تک ایسا لذیذ اور خوشبودار شربت کبھی نہیں پیا۔ پس میں نے پیٹ بھر کر اسے پیا اور کئی دن تک مجھے کھانے پینے کی حاجت ہی نہیں ہوئی۔

پھر وہ نوجوان میری نظروں سے اوجھل ہو گیا، قافلہ مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔ وہ نوجوان مجھے وہاں طواف کرتا نظر آیا۔ میں نے طواف وغیرہ سے فارغ ہو کر کیا دیکھا کہ لوگ اس کے اردگرد سلام پیش کرنے کے لئے قطار بنائے

کھڑے ہیں۔ میں نے کسی سے پوچھا: یہ نوجوان کون ہیں؟ تو جواب ملا کہ یہ امام موسیٰ کاظم ہیں۔ تو میری زبان سے بے ساختہ نکلا کہ ایسے عجائبات و کرامات کا صدور ایسی شان والے سے ہی ہو سکتا ہے۔

(عیون الحکایات (مترجم) جلد 1، ص 238)

☆ صاحبین، امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی شخصیت سے متاثر:

ایک دن امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ، امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گئے کہ ان سے ملاقات بھی کر لیں گے اور ان سے کچھ مسائل پوچھ کر ان کی علمیت کا بھی کچھ اندازہ لگائیں گے۔ یہ حضرات شام کے وقت ان کے پاس گئے۔ امام موسیٰ کاظم کا ایک خادم تھا جو رات کو اپنے گھر چلا جاتا تھا۔ اس نے امام سے اجازت لی کہ میں گھر جا رہا ہوں۔ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو فرما دیں۔ میں صبح واپسی پر لے آؤں گا۔ حضرت امام نے فرمایا: کوئی ضرورت نہیں۔ آپ چلے جائیں۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت امام مسکرائے اور مسکراتے ہوئے کہنے لگے کہ عجیب بات ہے، اس نے رات کو مرنا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ کوئی کام ہو تو بتلائیں، صبح لے کر آؤں گا۔

یہ سن کر امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ حیران ہو گئے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے کہ یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور ہے۔ امام تو کسی دوسری دنیا میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ بغیر کچھ پوچھے واپس چلے گئے اور اپنے ایک شاگرد کو امام کے خادم کے دروازے پر چھوڑا کہ رات جو کچھ ہو جائے، صبح ہمیں اطلاع دینا۔ وہ صبح دوڑتا ہوا آیا اور اطلاع دی کہ امام کا خادم رات کو اچانک انتقال کر گیا۔ (حاشیہ نبراس علی شرح العقائد)

باکمال نوجوان

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں حج کے لئے روانہ ہوا تو ہمارا قافلہ "مقام قادسیہ" پر ٹھہرا۔ وہاں اور بھی بہت سے عازمین حج تھے، بڑا خوبصورت منظر تھا۔ میں انہیں دیکھ کر خوش ہو رہا تھا کہ یہ خوش قسمت لوگ سفر وغیرہ کی تکلیفیں برداشت کر کے اپنے پاک پروردگار کی رضا کی خاطر حج کرنے جا رہے ہیں۔ میں نے اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض کی: اے میرے پیارے پیارے اللہ پاک! یہ تیرے بندوں کا وفد ہے، تُو انہیں ناکام نہ لوٹانا۔ پھر میری نظر ایک نوجوان پر پڑی جس کے گندمی رنگ میں ایسی چمک دمک تھی کہ نظریں اس کے چہرے سے ہٹتی ہی نہ تھیں۔ اس نے اون کا لباس اور سر پر عمامہ شریف سجایا ہوا تھا۔ وہ لوگوں سے الگ تھلگ بیٹھا ہوا تھا۔ میرے دل میں وسوسہ آیا کہ یہ اپنے آپ کو صوفی ظاہر کرنا چاہتا

ہے تا کہ لوگ اس کی تعظیم کریں۔ میں نے دل میں کہا: اللہ کی قسم! میں ضرور اس کی نگرانی کروں گا پھر جیسے ہی میں اس کے قریب پہنچا۔ اس نے میری طرف دیکھا اور میرا نام لے کر پارہ 26 سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 12 کی تلاوت کی:

اَجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ-اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (سورہ الحجرات، آیت 12)

ترجمہ کنزالایمان: بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے۔

اتنا کہنے کے بعد وہ مجھے وہیں چھوڑ کر رخصت ہو گیا۔ میں نے دل میں کہا: یہ تو بڑا عجیب معاملہ ہے کہ اس نوجوان نے میرے دل کی بات جان لی اور مجھے میرا نام لے کر پکارا حالانکہ میری کبھی اس سے ملاقات نہیں ہوئی۔ یہ ضرور اللہ پاک کا مقبول بندہ ہے۔ میں نے خواہ مخواہ اس کے بارے میں بدگمانی کی۔ میں ضرور اس نوجوان سے ملاقات کر کے معذرت کروں گا۔ میں جلدی سے اس نوجوان کے پیچھے گیا لیکن کافی کوشش کے بعد بھی اسے نہ ڈھونڈ سکا۔ پھر ہمارے قافلے نے مقام ''واقصہ'' میں قیام کیا، وہاں میں نے اس نوجوان کو حالت نماز میں پایا۔ اس کا سارا وجود کانپ رہا تھا اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ میں اسے پہچان کر اس کے قریب جا کر

بیٹھ گیا تا کہ اس سے معذرت کروں، نماز سے فارغ ہونے کے بعد وہ میری جانب متوجہ ہوا اور کہنے لگے: اے شقیق! پارہ 16 سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر 82 پڑھو۔

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں، اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا۔

اتنے کہنے کے بعد وہ نوجوان پھر وہاں سے رخصت ہو گیا۔ میں نے کہا: یہ نوجوان ضرور ابدالوں میں سے ہے۔ اس نے دو مرتبہ میرے دل کی باتوں کو جان لیا اور مجھے میرے نام کے ساتھ بلایا ہے۔ میں اس سے بہت زیادہ متاثر ہو چکا تھا۔ پھر جب ہمارا قافلہ مقام ''زبال'' میں رکا تو وہی نوجوان مجھے ایک کنوئیں کے پاس نظر آیا۔ اس کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک تھیلا تھا اور وہ کنوئیں سے پانی نکالنا چاہتا تھا۔ اچانک اس کے ہاتھ سے وہ تھیلا چھوٹ کر کنوئیں میں گر گیا۔ اس نوجوان نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: اے میرے پیارے پیارے اللہ پاک! جب مجھے پیاس ستاتی ہے تو تُو ہی میری پیاس بجھاتا ہے، جب مجھے بھوک لگتی ہے تو تُو ہی مجھے کھانا عطا فرماتا ہے، میری امید گاہ بس تُو ہی تُو ہے۔ اے میرے پیارے پیارے اللہ

پاک! میرے پاس اس تھیلے کے سوا اور کوئی چیز نہیں، مجھے میرا تھیلا واپس لوٹا دے۔

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! ابھی اس نوجوان کی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ کنوئیں کا پانی اوپر آنا شروع ہو گیا۔ اس نوجوان نے اپنا ہاتھ بڑھا کر تھیلا نکالا اور اس میں پانی بھر لیا پھر کنوئیں کا پانی واپس نیچے چلا گیا۔ نوجوان نے وضو کیا اور نماز پڑھنے لگا۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ ایک ریت کے ٹیلے کی طرف گیا۔ میں بھی چپکے سے اس کے پیچھے ہو لیا۔ اس نے ریت اٹھائی اور تھیلے میں ڈالنے لگا پھر تھیلے کو ہلا کر اس میں موجود ریت ملے پانی کو پینے لگا۔ میں نے اس کے قریب جا کر سلام عرض کیا: اس نے جواب دیا: میں نے عرض کیا: اے نیک نوجوان! اللہ پاک نے جو رزق تجھے عطا فرمایا ہے، اس میں سے کچھ مجھے بھی عطا کر۔ یہ سن کر اس نے جواب دیا: اللہ پاک اپنے بندوں پر ہر وقت فضل و کرم فرماتا رہتا ہے، کوئی گھڑی ایسی نہیں گزرتی جس میں وہ پاک پروردگار اپنے بندوں پر نعمتیں نازل نہ فرماتا ہو، اے شقیق! اپنے رب سے ہمیشہ اچھا گمان رکھنا چاہئے۔ اتنا کہنے کے بعد اس نوجوان نے وہ چمڑے کا تھیلا میری طرف بڑھایا جیسے ہی میں نے اس میں سے پیا تو وہ شکر اور خالص ستو ملا ہوا بہترین پانی تھا۔ ایسا خوش ذائقہ پانی میں نے آج تک نہ پیا تھا۔ میں نے خوب

پیٹ بھر کر پانی پیا۔ میں حیران تھا کہ ابھی میرے سامنے اس تھیلے میں ریت ڈالی گئی ہے لیکن اس نوجوان کی کرامت سے وہ ریت ستو اور شکر میں بدل گئی ہے۔ اس بابرکت شربت کو پینے کے کئی دن بعد تک مجھے پانی اور کھانے کی طلب نہ ہوئی۔

محترم حضرات! وہ نوجوان حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ تھے۔

غریب کی مدد (واقعہ):

عیسٰی بن محمد مغیث قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا جبکہ ان کی عمر 90 سال ہو چکی تھی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جوانیہ بستی میں اُم عظام نامی کنوئیں کے پاس تربوز، ککڑی اور کدو کی فصل کاشت کی، جب کھیتی تیار ہوگئی اور کٹائی کا وقت قریب آیا تو ٹڈیوں نے حملہ کر کے ساری فصل تباہ و برباد کر دی۔ میں کھیت اور دو اونٹوں کی قیمت کے سلسلے میں 120 دینار کا مقروض ہو چکا تھا۔ میں اسی پریشانی کے عالم میں بیٹھا تھا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور سلام کرنے کے بعد پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ٹوٹے ہوئے پھل کی طرح رہ گیا ہوں۔ ٹڈیوں نے حملہ کر کے میری ساری فصل کھا لی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم پر کتنا قرض ہے؟ عرض کیا: دو اونٹوں کی قیمت سمیت 120 دینار کا مقروض ہوں۔ آپ نے (اپنے ساتھی سے) فرمایا: اے عرفہ! ابو مغیث کو 150 دینار تول دو،

(اور فرمایا) ہم تمہیں (کھیت کے علاوہ) 30 دینار اور دو اونٹوں کا اضافی منافع دیتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے مبارک (برکت والے) اندر تشریف لائیں اور اس میں میرے لئے (خیر و برکت کی) دعا کردیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اندر تشریف لائے اور دعا کی، پھر مجھے حدیث پاک سنائی کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: مصیبتوں سے بچی ہوئی چیزوں کو سنبھال رکھو۔

پھر میں نے اونٹوں کو اسی کھیت میں لگائے رکھا اور کھیتی کو سیراب کیا۔ اللہ پاک نے اس کھیتی میں ایسی برکتیں عطا فرمائیں کہ کاشت میں خوب اضافہ ہوا اور میں نے اس میں سے کچھ حصہ بیچ کر 10 ہزار دینار کما لئے۔ (تاریخ بغداد 30/13)

☆ عبادت و ریاضت:

روایت میں ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ساری رات نفل نماز پڑھتے، یہاں تک کہ فجر کا وقت ہوجاتا۔ آپ یہ دعا بہت زیادہ مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الرَّاحَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ

یعنی اے اللہ پاک! میں تجھ سے موت کے وقت آسانی اور حساب کے وقت معافی کا سوال کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ آپ مسجد نبوی شریف میں داخل ہوئے اور شروع رات میں سجدہ کیا تو سنا گیا کہ آپ سجدے کی حالت میں بارگاہ الٰہی میں عرض کر رہے ہیں

میرے گناہ بہت زیادہ ہو گئے لہذا اے اللہ پاک! تیری طرف سے معافی بھی اتنی زیادہ ہونی چاہئے۔

آپ یہ کہتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ (تاریخ بغداد 29/13، سیر اعلام النبلاء 448/6)

☆ قید میں بھی عبادت:

حضرت امام موسیٰ کاظم رحمتہ اللہ علیہ کو جب معاذ اللہ قید میں رکھا گیا تو آپ کے دن رات کے معمولات مبارکہ دیکھنے والی کنیز کا بیان ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نماز عشاء ادا فرما لینے کے بعد اللہ پاک کی حمد و ثناء (یعنی تعریف و توصیف بیان کرنے) میں مصروف رہتے اور پھر دعا مانگتے، رات کا کافی حصہ گزر جانے کے بعد پھر کھڑے ہوتے اور صبح تک نماز پڑھتے رہتے۔ نماز فجر کے بعد ذکر اللہ کرتے رہتے، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا پھر ضحوۂ کبریٰ تک مراقبہ فرماتے۔ اس کے بعد مسواک وغیرہ کر کے کھانا کھاتے، پھر کچھ دیر آرام فرما کر وضو کرتے اور نفل نماز پڑھتے رہتے حتیٰ کہ نماز عصر پڑھ لیتے پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے ذکر اللہ کرتے رہتے، یہاں

تک کہ مغرب کی نماز ادا فرماتے۔ نیز مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت میں بھی نفل نماز ادا فرماتے رہتے۔ کنیز کہتی ہیں: وہ لوگ بڑے بدنصیب ہیں جو ایسے نیک شخص کو پریشان کرتے ہیں۔

(تاریخ بغداد 33/13)

لہٰذا آپ نے خلیفہ وقت کے نام ایسا خط لکھا کہ جو آپ کی جرأت مندی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ نے لکھا: اے خلیفہ! جیسے جیسے میری آزمائش کے دن گزر رہے ہیں، ویسے ویسے تمہارے عیش و راحت کے دن بھی کم ہو رہے ہیں، یہاں تک کہ ہم دونوں ایک ایسے دن (یعنی قیامت میں) ملیں گے جب برے کام کرنے والے نقصان میں رہیں گے۔

(سیر اعلام النبلاء 450/6)

☆خواب میں دیدار رسول ﷺ:

حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کے قید و بند کے دنوں میں ایک رات آپ کو خواب میں اللہ پاک کے پیارے پیارے آخری نبی، مکی مدنی محمد عربی ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! تم ظلماً قید میں ہو، میں چند کلمات سکھاتا ہوں، اگر تم ان کو پڑھو تو تم آج ہی کی رات قید سے رہا ہو جاؤ گے، وہ کلمات یہ ہیں:

یَاسَامِعَ کُلِّ صَوْتٍ، وَ یَاسَابِقَ الْفَوْتِ، وَیَا

كَاسِيَ الْعِظَامِ لَحْمًا وَّمُنْشِرَهَا بَعْدَ الْمَوْتِ، اَسْئَلُكَ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى وَبِاَسْمَائِكَ الْاَعْظَمِ الْاَكْبَرِ الْمَخْزُوْنِ الْمَكْنُوْنِ الَّذِيْ لَمْ يَطَّلِعْ عَلَيْهِ اَحَدٌ مِّنَ الْمَخْلُوْقِيْنَ يَا حَلِيْمًا ذَا اَنَاةٍ لَا يَقْوٰى عَلٰى اَنَاتِهٖ يَا ذَا الْمَعْرُوْفِ الَّذِيْ لَا يَنْقَطِعُ اَبَدًا وَلَا يُحْصٰى عَدَدًا فَرِّجْ عَنِّيْ

ترجمہ: اے ہر آواز سننے والے! اے ہر نقص ومحرومی سے پاک! اے ہڈیوں پر گوشت چڑھانے اور موت کے بعد ان (ہڈیوں) کو جمع کرنے والے! میں تجھ سے تیرے سب اچھے ناموں اور تیرے اس بڑے اسم اعظم کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جو چھپا ہوا خزانہ ہے، جس کی مخلوق میں سے (تیری عطا کے بغیر) کسی کو خبر نہیں، اے حلم والے! حلیمی فرمانے والے کہ ایسی حلیمی کی کسی اور کو طاقت نہ ہو، اے نہ ختم ہونے والی بے شمار بھلائی والے! میری مصیبت دور فرما دے"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ دعا پڑھی تو اس کی برکت سے آزاد ہو گئے۔ (وفیات الاعیان 504/4 ملخصاً)

☆ والد محترم کی سونے سے لکھی جانے والی نصیحتیں:

حضرت ہیثم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق رحمۃ

اللہ علیہ کے ایک شاگرد نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت سراپا عظمت میں حاضر ہوا تو آپ کے لخت جگر حضرت امام موسیٰ کاظم رحمتہ اللہ علیہ ان کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ انہیں نصیحتیں فرما رہے تھے کہ اے میرے بیٹے! میری نصیحت قبول کرلو اور میری باتوں کو یاد رکھنا، اگر انہیں یاد رکھو گے تو زندگی بھی اچھی گزرے گی اور موت بھی قابل رشک ہو گی۔

اے میرے بیٹے! مال دار وہ ہے جو اللہ پاک کی تقسیم پر راضی رہے اور جو دوسرے کے مال پر نظر رکھے وہ غربت کی حالت میں ہی مرتا ہے۔ اللہ پاک کی تقسیم پر راضی نہ رہنے والا گویا اللہ پاک کو اس کے فیصلے میں متہم ٹھہراتا ہے۔ اپنی غلطی کو چھوٹا سمجھنے والا دوسرے کی غلطی کو بڑا اور دوسرے کی غلطی کو چھوٹا خیال کرنے والا اپنی غلطی کو بڑا سمجھتا ہے۔

اے میرے بیٹے! دوسرے کے عیبوں سے پردہ ہٹانے والے کے اپنے عیب ظاہر ہو جاتے ہیں۔ کسی کے لئے گڑھا کھودنے والا خود ہی اس میں جا گرتا ہے۔ بے وقوفوں کی صحبت میں بیٹھنے والا حقیر و ذلیل ہوتا جبکہ علماء کی صحبت اختیار کرنے والا عزت پاتا ہے اور برائی کے مقام پر جانے والا متہم (یعنی برائی کے الزام میں مبتلا) ہوتا ہے۔ اے میرے بیٹے! لوگوں پر عیب لگانے سے بچنا ورنہ لوگ تم پر عیب لگائیں گے اور فضول باتوں سے بچنا ورنہ ان کی وجہ سے ذلیل ورسوا ہو گے۔

اے میرے بیٹے! حق بات ہی کہنا خواہ تمہارے حق میں ہو یا خلاف کیونکہ مذمت کا سامنا تمھیں اپنے دوستوں کی طرف سے ہی کرنا پڑے گا۔

اے میرے بیٹے! قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہنا، سلام کو عام کرنا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا، رشتے داری توڑنے والے سے رشتہ جوڑنا، جو تم سے بات نہ کرے، اس سے بات کرنے میں پہل کرنا، جو تم سے مانگے، اسے عطا کرنا، چغل خوری سے بچنا کہ یہ دلوں میں بغض پیدا کرتی ہے۔ لوگوں کے عیبوں کے پیچھے نہ پڑنا کہ یہ چیز خود کو (مذمت و تہمت کا) ہدف بنانے کے قائم مقام ہے۔

اے میرے بیٹے! اگر اچھائی کے طلب گار ہو تو اس کے معادن کو لازم جانو، بے شک بھلائی کے معادن ہیں اور معادن کی کوئی اصل (جڑ) ہوتی ہے اور اصل کی شاخیں ہوتی ہیں اور شاخوں کے ساتھ پھل ہوتے ہیں اور پھل اپنے اصول کے ساتھ ہی اچھے ہوتے ہیں اور جڑ اسی وقت مضبوط ہوتی ہے جب زمین اچھی ہو۔

اے میرے بیٹے! اگر ملاقات کی خواہش ہو تو نیک لوگوں سے ملنا، فساق و فجار سے نہ ملنا کہ فساق و فجار پتھر کی اس چٹان کی طرح ہیں جس سے پانی نہیں بہتا، ایسے درخت کی طرح ہیں جو سرسبز و شاداب نہیں ہوتا، وہ بنجر زمین کی مثل ہیں جس پر گھاس نہیں اگتی۔

حضرت امام علی بن موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وصیت فرمائی اور آپ کا انتقال ہو گیا اور میرے والد محترم حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ آخری وقت تک اس وصیت پر عمل کرتے رہے۔ (حلیۃ الاولیاء، 228/3)

شہادت:

ایک روایت کے مطابق آپ کا 55 سال کی عمر میں انتقال شریف ہوا۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ، ص 84)

25 رجب المرجب 183ھ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ مرتبۂ شہادت کو پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پُرانوار بغداد معلیٰ میں کاظمین شریف کے مقام پر واقع ہے۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص 163، تاریخ بغداد 33/13)

☆ مرادیں پوری ہونے کا دروازہ:

میرے آقا و مولا حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ مستجاب الدعوات تو تھے ہی (یعنی آپ کی دعائیں قبول ہوتی تھیں بلکہ) جو لوگ آپ کے وسیلے سے دعا کرتے یا آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کرواتے وہ بھی اپنی مرادیں پا لیتے۔ ان کی خالی جھولیاں گوہر مراد (یعنی دلی مرادوں) سے بھر جاتیں۔ اسی وجہ سے عراق کے رہنے والے آپ کو باب الحوائج (یعنی

ضروریات پوری ہونے کا دروازہ) کہتے تھے۔ (تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ، ص 155، صواعق المحرقہ، اردو، ص 674)

☆ قبولیت دعا کا آزمایا ہوا مقام:

کروڑوں شافعیوں کے امام حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوکر دعا کرنا قبولیت میں مجرب (یعنی آزمایا ہوا) ہے۔
(لمعات التنقیح، 215/4)

فقہ حنبلی کے بہت بڑے امام حضرت امام خلال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے جب بھی کوئی اہم کام پیش آتا ہے، میں حضرت امام موسیٰ کاظم بن جعفر صادق (رحمۃ اللہ علیہما) کے مزار پُرانوار پر حاضر ہوکر آپ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں۔ اللہ پاک میری مشکل آسان کرکے میری مراد عطا فرمادیتا ہے۔ (تاریخ بغداد 133/1)

والد اعلیٰ حضرت مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''احسن الوعا لآداب الدعا'' کا اردو نام ''فضائل دعا'' ہے۔ آپ نے اس کتاب کے باب امکنہ اجابت یعنی وہ مبارک مقامات جن پر دعائیں قبول ہوتی ہیں، اس میں چھتیسواں (36th) مقام حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کا مزار

مبارک لکھا ہے۔(فضائل دعا،ص 137)

رب تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے فیوض و برکات سے ہمیں بھی مالا مال فرمائے۔آمین ثم آمین

اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آٹھویں امام

حضرت امام علی رضا

رضی اللہ عنہ

☆دوران حمل:

آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ جب میں حاملہ ہوئی تو مجھے کسی قسم کا بوجھ محسوس نہ ہوا اور سوتے وقت مجھے اپنے پیٹ میں سبحان اللہ اور اللہ اللہ کی آواز سنائی دیتی تھی۔ مجھ پر ایک ہیبت سی چھا جاتی تھی تو پھر کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ (شواہد النبوۃ ص 475، مطبوعہ شمع بک ایجنسی لاہور)

☆ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں 148ھ میں ہوئی اور اسی سال آپ کے جد امجد حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا (سیر اعلام النبلاء جلد 9، ص 387، موسۃ الرسالۃ بیروت)

☆نام، کنیت اور لقب:

آپ کا اصل نام ''علی'' ہے۔ آپ کی کنیت ابوالحسن اور آپ کا لقب ''رضا'' ہے۔

☆والدین:

آپ کے والد ماجد کا نام حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کا نام ''سکینہ'' تھا۔ (سیر اعلام النبلاء، جلد 9، ص 387، موسۃ

الرسالۃ بیروت)

☆حسن و جمال:

جب امام علی رضا رضی اللہ عنہ نیشاپور تشریف لائے، چہرہ مبارک کے سامنے ایک پردہ تھا۔ حافظان حدیث امام ابوزرعہ رازی اور امام محمد بن اسلم طوسی رحمہم اللہ اور ان کے ساتھ بے شمار طالبان علم و حدیث حاضر ہوئے اور گڑگڑا کر عرض کیا: اپنا چہرۂ مبارک ہمیں دکھائیے اور اپنے آبائے کرام سے روایت ایک حدیث ہمارے سامنے بیان فرمائیں؟ امام علی رضا رضی اللہ عنہ نے سواری روکی اور غلاموں کو حکم دیا، پردہ ہٹالیں، پردہ ہٹا چہرۂ انور سے نور کی شعاعیں نکلیں۔ گیسو شانہ مبارکہ تک لٹک رہے تھے۔ دیکھنے والوں کا یہ عالم تھا کہ کوئی روتا، کوئی چلاتا، کوئی خاک پر لوٹتا اور کوئی سواری کا سُم چومتا تھا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 9، ص 133، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اتنے میں علماء نے آواز لگائی خاموش، سب خاموش ہو گئے۔ دونوں امام نے حدیث سنانے کی درخواست کی۔

میں علی رضا اپنے والد امام موسیٰ کاظم سے، وہ امام جعفر صادق سے، وہ امام محمد باقر سے، وہ امام زین العابدین سے، وہ امام حسین سے وہ مولا علی سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پیارے میری آنکھوں کی ٹھنڈک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی کہ ان سے جبرائیل نے عرض کی

کہ میں نے رب تعالیٰ کو فرماتے سنا:

"لا الہ الا اللہ" میرا قلعہ ہے، تو جس نے اسے پڑھا، وہ میرے قلعہ میں داخل ہوا۔ میرے عذاب سے امان میں رہا۔ یہ حدیث روایت فرما کر امام علی رضا رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور پردہ چھوڑ دیا گیا۔ دواتوں والے جو اس حدیث کو لکھ رہے تھے، ان کی تعداد بیس ہزار سے زائد تھی۔

امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اس حدیث کی سند کو اگر پاگل پر پڑھا جائے تو اسے جنون سے شفا نصیب ہو گی۔

(الصواعق المحرقہ ص 286)

☆ اولاد:

آپ کی اولاد کی تعداد پانچ ہے جن میں چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے جن کے نام یہ ہیں: حضرت محمد تقی الجواد، حضرت جعفر، حضرت ابراہیم، حضرت حسین اور بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 9، ص 393، مطبوعہ موسۃ الرسالۃ بیروت)

☆ شیخ معروف کرخی آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے:

سلسلہ قادریہ کی روحانی شخصیت اور حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ کے استاد حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ کے والدین عیسائی تھے اور انہوں نے

حضرت معروف کرخی کو ایک پادری کے پاس بچپن میں ہی سپرد کر دیا تھا تو ایک مرتبہ پادری نے حضرت معروف کرخی سے کہا: کہو تین میں سے ایک: تو جواباً حضرت معروف کرخی نے کہا وہ تو ''ایک ہی ہے'' اس پر پادری نے آپ کو بہت مارا تو آپ وہاں سے بھاگ نکلے، جب آپ کے والدین کو معلوم ہوا تو وہ بہت رنجیدہ ہوئے اور اولاد کی محبت میں انہوں نے کہا: کاش ہمارا بیٹا معروف کرخی واپس لوٹ آئے۔ خواہ وہ کسی بھی دین پر ہو۔ ہم اس کی موافقت کریں گے۔ بعد ازاں حضرت معروف کرخی نے سیدنا امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا اور اپنے والدین کے گھر واپس آئے اور دروازے پر دستک دی تو اندر سے آواز آئی: کون؟ آپ نے کہا: معروف...... پوچھا کس دین پر ہو؟ فرمایا: دین اسلام پر...... لہذا آپ کے والدین نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ (وفیات الاعیان، جلد 5، ص 231، رقم الترجمہ: 729، مطبوعہ دار صادر بیروت)

☆ امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی کرامات:

1: خواب پر مطلع ہونا:

حاکم نے محمد بن عیسٰی بن ابی حبیب علیہ الرحمہ سے روایت کی کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی تو آپ اس جگہ تشریف فرما

تھے جہاں ہمارے شہر میں حاجی آ کر ٹھہرتے تھے۔ میں نے آپ کے پاس ایک تھال دیکھا جو کھجور کے پتوں سے ہٹایا گیا تھا۔ اس میں صیحانی کھجوریں تھیں۔ آپ ﷺ نے اٹھارہ کھجوریں عنایت فرمائیں۔ بیس دن کے بعد میرے ہاں مدینہ منورہ سے امام علی رضا رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اسی جگہ قیام فرمایا: جہاں میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی تھی۔ لوگ امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام پیش کرنے کے لئے بے تابانہ ٹوٹ پڑے۔ میں بھی آپ کی زیارت کے لئے گیا تو دیکھا کہ آپ بالکل اسی جگہ تشریف فرما ہیں اور آپ کے سامنے بھی ایک تھال میں کھجوریں رکھی ہوئی ہیں۔ آپ نے ان میں سے ایک مٹھی بھر کر کھجوریں مجھے عنایت فرمائیں۔ میں نے لینے کے بعد اس کو شمار کیا تو ان کی تعداد اٹھارہ تھی اور یہ وہی تعداد تھی جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے خواب میں عنایت کی تھیں۔

میں نے امام علی رضا رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: مجھے کچھ اور عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: اگر رسول اللہ ﷺ نے تجھے (خواب میں) اور بھی دی ہوتیں تو میں بھی تجھے مزید دے دیتا۔

(جامع کرامات اولیاء جلد 2، ص 211)

2۔ پیٹ میں بچوں کی خبر:

جناب بکر بن صالح سے مروی ہے کہ میں امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے

پاس حاضر ہوا اور عرض کی: میری بیوی جو محمد بن سنان کی بہن ہے اور وہ آپ کے خاص مصاحب میں سے ہے، حمل سے ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ بیٹا ہو۔ آپ نے فرمایا: اس کے پیٹ میں دو بچے ہیں۔ جب وہ پیدا ہوں تو ایک کا نام محمد اور دوسری کا نام اُمّ عمرو رکھنا، چنانچہ میں کوفہ آ گیا پھر میری بیوی نے دو بچوں کو جنم دیا۔ واقعی ان میں سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی لہذا جیسے آپ نے فرمایا تھا: میں نے ایک کا نام محمد اور دوسری کا نام اُمّ عمرو رکھ دیا۔

میں نے اپنی والدہ سے اُمّ عمرو کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگیں۔ میری دادی کا نام بھی اُمّ عمرو تھا۔ (جامع کرامات اولیاء، جلد 2، ص 212)

3۔ جعفر بن عمر علوی کے متعلق خبر:

جناب حسن بن موسیٰ علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بنو ہاشم کے کچھ نوجوان امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے تو اس طرف سے جعفر بن عمر علوی کا گزر ہوا۔ اس کی داڑھی گرد آلود دیکھ کر ہم نے ایک دوسرے کی طرف مذاق کے لئے دیکھا کیونکہ جعفر بن عمر علوی کی ظاہری صورت ہی ایسی تھی، یہ کیفیت دیکھ کر امام علی رضا رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ تم لوگ بہت جلد دیکھو گے کہ اس کے پاس بہت سا مال ہوگا۔ خادمین ہوں گے اور صورت بھی عمدہ ہوگی۔

آپ کے اس فرمانے کو ابھی ایک مہینہ بھی نہیں گزرا تھا کہ اسے مدینہ کا والی مقرر کر دیا گیا۔ اس کی حالت سدھر گئی اور وہ ہمارے پاس سے گزرتا تو اس کے دائیں بائیں خادمین ہوتے تھے۔ ہم اس کے آنے پر کھڑے ہوتے اور اس کی تعظیم و توقیر کیا کرتے اور اس کی خاطر مدارات کے لئے دعوتیں کیا کرتے تھے۔ (جامع کرامات اولیاء، جلد 2، ص 212)

4: عربی زبان عطا کرنا:

ابو اسماعیل سندھی نامی شخص نے بیان کیا کہ میں امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لئے گیا تو عربی کا الف تک نہیں جانتا تھا۔ میں نے آپ کو سندھی میں سلام کیا۔ آپ نے مجھے بھی سندھی میں جواب دیا۔ اس کے بعد میں نے اپنی زبان میں کئی سوالات امام سے کئے۔ امام نے تمام سوالات کا جواب اسی زبان میں دیا۔ پھر میں نے آتے وقت عرض کیا: حضور! میں عربی نہیں جانتا۔ آپ دعا کریں۔ میں عربی بولنا سیکھ جاؤں۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے ہونٹوں پر پھیرا تو میں اسی وقت عربی زبان میں گفتگو کرنے لگے۔ (شواہد النبوۃ ص 486، مطبوعہ شمع بک ایجنسی لاہور)

5: چڑیا کی مدد:

ایک شخص کہنے لگا کہ میں ایک روز میں امام علی رضا رضی اللہ عنہ سے محو

گفتگو تھا کہ اچانک ایک چڑیا آ کر زمین پر گر گئی اور پریشانی کی حالت میں آہ وزاری کرنے لگی۔ امام نے یہ دیکھ کر فرمایا: اے شخص! تجھے معلوم ہے، یہ چڑیا نے کیا کہا:

میں نے عرض کیا: رب تعالیٰ! اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ جانیں۔

آپ نے فرمایا: چڑیا کہہ رہی ہے کہ اس کے گھر میں ایک سانپ نمودار ہوا ہے جو ارادہ رکھتا ہے کہ میرے بال بچوں کو کھا جائے۔

پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: اے شخص! اٹھ اور اس گھر میں جا کر سانپ کو ہلاک کر دے۔

میں اٹھا اور اس گھر میں جا کر دیکھا کہ سانپ ٹھہل رہا ہے۔ میں نے اسے دیکھتے ہی عصا سے ہلاک کر دیا۔

(شواہد النبوہ، ص 487، مطبوعہ شمع بک ایجنسی لاہور)

☆ وصال:

دشمنوں نے زہر دے کر آپ کو شہید کیا۔

چنانچہ امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بعض نے کہا (دشمنوں کی جانب سے دیئے گئے) زہر کے کھانے سے آپ کی شہادت ہوئی۔

(تہذیب التہذیب الکمال جلد 7، ص 45، الفاروق الحدیثیہ للطباعة والنشر بالقاہرہ)

علامہ صلاح الدین خلیل بن ایبک المعروف علامہ الصفدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات (دشمنوں کی طرف سے دیئے جانے والے) زہر سے ہوئی۔ (الوافی بالوفیات جلد 22، ص 156، داراحیاء التراث العربی بیروت)

علامہ امام شہاب الدین عبدالحی المعروف ''ابن العماد'' دمشقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات (دشمنوں کی طرف سے دیئے جانے والے) زہر سے ہوئی۔

(شذرات الذہب جلد 2، ص 14، دارابن کثیر، بیروت)

☆ شہادت کا دن:

1۔ آپ کی شہادت 21 رمضان 203ھ میں طوس کے علاقے سندآباد میں ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء جلد 9، ص 393، موسۃ الرسالۃ بیروت)

☆ امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے ارشادات:

1 ...... جو اللہ کریم کے دیئے ہوئے تھوڑے سے رزق پر بھی راضی رہا تو رب تعالیٰ اس کے قلیل عمل سے بھی راضی ہوجائے گا۔ (التذکرۃ الحمدونیۃ جلد 1، ص 113، دارصادر بیروت)

2...... جب نیکی و بھلائی کو گن لیا جائے تو اس میں کوئی خیر باقی نہیں رہتی۔ (التذکرۃ الحمدونیۃ جلد 2،ص 262، دار صادر بیروت)

3...... مامون الرشید کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جسے وہ قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس مجلس میں امام علی رضا بھی تھے تو مامون نے آپ سے کہا: اے ابوالحسن! اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا: رب تعالیٰ آپ کے معاف کرنے کی خوبی کی بدولت آپ کی عزت میں مزید اضافہ فرمائے گا۔ مامون نے سن کر اسے معاف کر دیا۔

(التذکرۃ الحمدونیۃ جلد 4،ص 106)

4...... بادشاہ کی مصاحبت اختیار کرتے ہوئے ڈر کو، دوست کی مصاحبت میں عاجزی کو، دشمن کی مصاحبت میں موقع شناسی کو اور لوگوں کی مصاحبت میں خوش دلی کو اپنائے رکھو۔ (التذکرۃ الحمدونیۃ جلد 2،ص 262)

5...... قناعت تجھ میں نفس کی حفاظت لاتی ہے جبکہ قوت کی بالادستی فراوانی کو لا کھڑا کرتی ہے اور دکھاوے کی عبادت اہل دنیا کا تانتا باندھ دیتی ہے۔ نیز قناعت کے راستے پر صرف دو ہی افراد چل سکتے ہیں: ایسا غریب جو صرف آخرت کا ثواب کا طالب ہو یا پھر ایسا کریم (یعنی سخی) جو دنیا کی رذالت (وخسامت) سے پاک ہو چکا ہو۔

(التذکرۃ الحمدونیۃ جلد 3،ص 119)

☆مزار پر فیوض و برکات:

1۔امام ابوبکر محمد بن مومل بن حسن بن عیسیٰ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ مشائخ اور امام ابوبکر بن خزیمہ علیہ الرحمہ اور ان کے ہم پلہ ابوعلی ثقفی علیہ الرحمہ کے ساتھ امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کے لئے ''طوس'' میں حاضر ہوئے۔

میں نے امام ابن خزیمہ علیہ الرحمہ کو اس مقام پر ایسی تعظیم و توقیر اور انکساری کرتے ہوئے دیکھا جس نے ہمیں حیرت میں ڈال دیا۔(تہذیب التہذیب جلد 7،ص 388، دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن)

2۔امام حافظ محمد بن حبان بن احمد ابی حاتم تمیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی قبر ''سناباذ'' میں نوقان نامی محلے میں رشید کی قبر کے پاس مشہور ہے۔ میں نے کئی مرتبہ اس قبر کی زیارت کی ہے اور میرے طوس کے قیام کے دوران مجھے کوئی بھی مشکل درپیش ہوتی تو میں امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتا اور رب تعالیٰ سے اس مشکل کو ٹالنے کے لئے دعا کرتا تو میری دعا قبول ہوجاتی اور میری مشکل حل ہوجایا کرتی تھی۔ میں نے اس بات کو بہت آزمایا اور ہر مرتبہ کامیابی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کی محبت پر موت نصیب فرمائے۔

(کتاب الثقات جلد 8، ص 456، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ حیدرآباد دکن)

رب تعالیٰ امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین

اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نویں امام

حضرت امام محمد تقی

رضی اللہ عنہ

☆ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت رجب المرجب 195ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

(شواہد النبوۃ ص 496)

☆نام:

آپ کا اصل نام ''محمدؐ'' ہے۔

☆لقب اور کنیت:

آپ کی کنیت ابو جعفر اور آپ کے القابات تقی اور جواد ہیں۔ (شواہد النبوۃ ص 496، مطبوعہ شمع بک ایجنسی لاہور)

☆والدین:

آپ کے والد ماجد کا نام امام علی رضا رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کا نام ''خیزران'' تھا۔ بعض نے ریحانہ بھی لکھا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ اُمّ المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔

(شواہد النبوۃ ص 496)

☆علم وفضل:

جب حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو اس وقت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً سات سال تھی لیکن کم سن ہونے کے باوجود علم وفضل سے مالامال تھے۔

اگرچہ امام محمد تقی رضی اللہ عنہ عمر میں چھوٹے تھے مگر وہ بڑی قدر والے، بلند ذکر والے اور نہایت فضیلت والے تھے۔ (نور الابصار، ص 283)

☆بچپن میں حق گوئی:

آپ بارہ سال کی عمر میں بغداد شریف کی ایک گلی میں لڑکوں کے ساتھ کھڑے تھے کہ اتفاقاً مامون الرشید کا وہاں سے گزر ہوا جو شکار کے لئے باہر جا رہا تھا۔ تمام لڑکے مامون کو دیکھ کر راستہ سے دوسری طرف ہو گئے لیکن امام محمد تقی رضی اللہ عنہ اپنی جگہ کھڑے رہے۔ مامون نے آپ کے قریب آ کر آپ کی زیارت کی۔ آپ کی مبارک عادت اور حسن و جمال دیکھ کر پوچھنے لگا:

آپ دوسرے بچوں کی طرح ایک طرف کیوں نہیں ہوئے؟

امام محمد تقی نے جواب دیا: راستہ تنگ تو نہیں تھا جو میں آپ کے چلنے کے لئے وسیع کر دوں اور میرا کوئی جرم بھی نہیں کہ جس کے ڈر سے بھاگ

جاتا اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ بغیر کسی جرم کے سزا بھی نہیں دیتے۔

مامون الرشید آپ کی گفتگو سے بہت متاثر ہوا اور پوچھنے لگا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ امام نے کہا: میرا نام محمد ہے۔

مامون نے پھر پوچھا: آپ کس کے بیٹے ہیں؟

امام نے کہا: میں امام علی رضا رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہوں۔

یہ سن کر مامون بہت مسرور ہوا اور پھر وہاں سے شکار پر چلا گیا۔ شکار کے دوران مامون کے ہاتھ ایک زندہ مچھلی آئی۔ واپسی پر پھر امام محمد تقی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہنے لگا: شہزادے! بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے؟

امام تقی نے فرمایا: ایک چھوٹی سی مچھلی ہے جو بادشاہوں کے ہاتھ میں جانے سے روک لی جاتی ہے اور اہل بیت نبوت اس سے سرفراز ہوتے ہیں۔

مامون آپ کی گفتگو سن کر حیرت زدہ ہو گیا اور بہت متاثر ہوا۔ پھر کہنے لگا: آپ یقیناً ابن رضا ہیں۔

(شواہد النبوۃ، ص 497، مطبوعہ شمع بک ایجنسی لاہور)

☆ امام علی رضا رضی اللہ عنہ اور قاضی یحییٰ:

مامون الرشید نے ایک دن قاضی یحییٰ بن اکثم کو کہا کہ امام محمد تقی رضی اللہ عنہ اگرچہ کم عمر ہیں لیکن علم و فضل میں بہت بڑی فضیلت رکھتے ہیں۔ کسی

دن آپ ان سے علمی گفتگو کریں۔ قاضی نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ چنانچہ مامون کے حکم کے مطابق علماء، شعراء، ادباءاور وزراء بلکہ تمام لوگوں کو دعوت دی گئی کہ وہ اس علمی مجلس میں شرکت کریں جس میں امام تقی رضی اللہ عنہ اور قاضی یحییٰ ابن اکثم باہمی علمی گفتگو کریں گے چنانچہ تاریخ مقرر کی گئی اور مقررہ تاریخ پر دربار سجایا گیا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ نوسو کرسیاں صرف علماء وفضلاء کے لئے رکھی گئیں۔ مامون الرشید نے اپنے پاس امام محمد تقی رضی اللہ عنہ کے لئے مسند رکھی اور سامنے قاضی یحییٰ بن اکثم کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ جب تمام اہل بغداد اور دیگر لوگ جمع ہو گئے تو قاضی یحییٰ بن اکثم سے مامون کو کہا کہ حضور! کیا اجازت ہے کہ میں امام تقی سے کوئی مسئلہ دریافت کروں۔

مامون نے کہا: تم خود کو ہی امام تقی سے اجازت طلب کرنا چاہیۓ۔ یہ سن کر قاضی امام کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ سے کچھ دریافت کروں۔ آپ نے فرمایا: قاضی صاحب! آپ جو سوال کرنا چاہتے ہیں، وہ کریں۔

قاضی صاحب نے حج کے بارے میں چند مسائل دریافت کئے۔ امام تقی نے تشریح اور توضیح کے ساتھ ان کے جواب دیۓ تو تمام لوگوں کی طرف ”احسنت احسنت“ (آپ نے اچھا جواب دیا، آپ نے اچھا جواب دیا)

کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور مامون نے بھی امام تقی سے کہا: احسنت کہ آپ نے اچھا جواب دیا نیز مامون نے امام تقی کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! آپ بھی قاضی صاحب سے کوئی سوال کریں...... قاضی نے بھی کہا آپ سوال کریں...... اگر مجھے جواب معلوم ہوا تو بتادوں گا ورنہ میں خود آپ سے معلوم کرلوں گا اور میں رب تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے سیدھا راستہ دکھائے۔

امام تقی رضی اللہ عنہ نے قاضی صاحب سے پوچھا: اس شخص کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جس نے صبح کے وقت ایک عورت کی طرف نظر کی تو وہ اس پر حرام تھی، جب سورج طلوع ہوا تو وہ اس پر حلال ہوگئی۔ پھر ظہر کے وقت حرام ہوگئی، عصر کے وقت پھر حلال ہوگئی، غروب آفتاب کے وقت پھر حرام ہوگئی، عشاء کے وقت پھر حلال ہوگئی۔ آدھی رات کے وقت پھر حرام ہوگئی۔ صبح کے وقت پھر حلال ہوگئی۔ بتائیں ایک ہی دن میں اتنی مرتبہ وہ عورت اس پر حلال وحرام کیسے ہوئی؟

قاضی صاحب سوچ میں پڑ گئے اور عرض کرنے لگے: مجھے اس سوال کا جواب نہیں معلوم۔ آپ ہی اس کا جواب عطا فرمائیں۔

امام محمد تقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ عورت کسی کی لونڈی تھی۔ اس کی طرف صبح کے وقت کسی اجنبی نے دیکھا تو وہ اس کے لئے حرام تھی۔ جب

سورج طلوع ہوا تو اس نے لونڈی کو خرید لیا۔ اب وہ لونڈی اس پر حلال ہوگئی...... جب ظہر کا وقت آیا، اس شخص نے لونڈی کو آزاد کر دیا تو پھر وہ لونڈی اس شخص پر حرام ہوگئی...... عصر کے وقت اس نے اس عورت سے نکاح کرلیا تو پھر اس کے حلال ہوگئی...... مغرب کے وقت اس شخص نے اس سے ظہار کیا تو پھر حرام ہوگئی، عشاء کے وقت ظہار کا کفارہ دے دیا تو پھر حلال ہوگئی۔ آدھی رات کو اس شخص نے اس عورت کو طلاق رجعی دی جس سے وہ حرام ہوگئی صبح کے وقت اس طلاق سے رجوع کرلیا تو وہ عورت پھر حلال ہوگئی۔ (صواعق المحرقہ، ص 204، نور الابصار، ص 284)

☆بغیر گھٹلی کے پھل لگنا:

جب مامون نے اپنی بیٹی کا نکاح کر کے مدینہ منورہ کی جانب بھیجا تو آپ راستہ میں چند دن کوفہ میں ٹھہرے۔ آخری دن آپ مسجد میں تشریف لے گئے جس میں بیری کا درخت تھا۔ وہ کبھی بھی پھل نہیں دیتا تھا۔ آپ نے پانی کا برتن منگوا کر بیری کی جڑ کے قریب بیٹھ کر وضو کیا پھر وہیں نماز مغرب پڑھنے کے لئے چلے گئے۔ نماز پڑھ کر درخت کی جڑ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ اس بیری کے درخت پر بغیر گھٹلی کے پھل لگا ہوا تھا جو ذائقہ میں بہت میٹھا تھا جسے لوگ تبرک کے طور پر کھاتے اور لے جاتے تھے۔

(شواہد النبوۃ، ص 499)

☆ روشن ضمیری:

کچھ لوگ سفر کا ارادہ کئے ہوئے تھے۔ سفر پر جانے سے پہلے انہوں نے حضرت امام تقی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دی تا کہ انہیں الوداع کہیں، آپ نے فرمایا:

آج باہر مت جانا، کل تک رکے رہنا۔

باہر آنے کے بعد ایک ساتھی نے کہا: میں تو جا رہا ہوں، کیونکہ میرا دوست باہر جا چکا ہے چنانچہ وہ شخص سفر پر چلا گیا۔

اس شخص کے جانے کے بعد اطلاع آئی کہ وہ شخص دوران سفر جس گاؤں میں ٹھہرا، وہاں سخت سیلاب آیا اور وہ شخص پانی میں ڈوب کر جاں بحق ہو گیا۔ (شواہد النبوۃ، ص 502)

☆ امام محمد تقی رضی اللہ عنہ کے متعلق علمائے حق کی آراء:

1۔ امام محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ:

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا پھیلا ہوا سایہ، رب تعالیٰ کے بحر بیکراں میں غوطہ زن، تمام فضائل و کرامات کا احاطہ کرنے والے، رسول اللہ ﷺ کے اسرار

کے امین، مظہر نور خدا اور مظہر جمال رسول، تمام موجودات کی کھلی ہوئی فہرست یعنی وہ ذات حضرت امام محمد تقی الجواد رضی اللہ عنہ۔

(شرح احقاق الحق جلد 29، ص 21)

2۔ امام ذہبی علیہ الرحمہ:

امام تقی رضی اللہ عنہ کا لقب جواد اور آپ قناعت کرنے والے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے بزرگوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ وہ ایسے تھے کہ لوگوں میں سخی اور عطا کرنے والے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کو جواد کا لقب دیا گیا۔

(تاریخ الاسلام ووضیات المشاہیر والاعلام جلد 15، ص 385)

3۔ امام ابن جوزی علیہ الرحمہ:

امام محمد تقی رضی اللہ عنہ کا علم، پاکیزگی، زہد و تقویٰ، دنیا سے دوری، بخشش و عطا، عفو و درگزر اپنے والد گرامی حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے طریقے اور روش پر تھے۔ آپ علمی دنیا کے عظیم شاہکار تھے۔

(تذکرۃ الخواص ص 358)

4۔ ابن خلکان:

امام محمد تقی رضی اللہ عنہ جو جواد (بہت زیادہ عطا کرنے والے) کے

لقب سے مشہور و معروف تھے، وہ (اہلبیت اطہار) کے بارہ ائمہ میں سے ایک امام ہیں۔ (وفیات الاعیان، جلد 4، ص 175)

5۔ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمہ:

حضرت امام تقی رضی اللہ عنہ بزرگ ترین ائمہ (اہل بیت) میں سے اور اُمّت کا چمکتا ہوا چراغ ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت اور ہمارے بزرگوں میں سے ہیں۔ (جامع کرامات الاولیاء، ص 168)

☆اولاد:

آپ کے دو بیٹے تھے۔ حضرت امام علی نقی اور حضرت امام موسیٰ المبرقع رحمہم اللہ۔

☆وصال:

آپ کا وصال ماہ ذوالحجہ 220ء میں 24 یا 25 سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کا مزار پُرانوار بغداد شریف کے علاقے کاظمین میں آپ کے دادا حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے قرب میں ہے۔ میں نے الحمدللہ آپ کے مزار پر حاضری دی ہے، بہت سکون وقرار پایا اور رحمت و برکتوں کا منبع پایا۔

رب تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین

اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دسویں امام

حضرت امام علی نقی

رضی اللہ عنہ

☆ ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت 13 رجب المرجب 214ھ کو مدینۂ منورہ میں ہوئی۔ (شواہدالنبوۃ ص 503)

☆ نام اور کنیت:

آپ کا اصل نام ''علی'' اور کنیت ''ابوالحسن'' ہے۔ آپ ابوالحسن ثالث (تیسرے) کے نام سے بھی پکارے جاتے ہیں۔ (شواہد النبوۃ ص 503)

☆ آپ کے القاب:

آپ نقی، ہادی اور عسکری ہیں۔

☆ والدین:

آپ کے والد گرامی حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ اور آپ کی والدہ ماجدہ ام ولد حسن کا اصل نام شمانہ تھا۔ آپ کی والدہ اُمّ فضل کے نام سے بھی مشہور و معروف تھیں۔ (شواہد النبوۃ، ص 503)

☆ سخاوت:

ایک اعرابی آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ حضور! میں آپ کے دادا مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا عقیدت مند ہوں۔ مجھ پر قرض ہے جسے میں ادا نہیں کر سکتا اور آپ کے سوا میری گردن سے یہ بوجھ کوئی نہیں اتار سکتا۔ آپ نے فرمایا: کتنا قرض ہے؟ اس نے عرض کیا: دس ہزار درہم۔ آپ نے فرمایا: فکر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ان شاء اللہ قرض کی ادائیگی ہو جائے گی چنانچہ امام علی نقی رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے ایک خط لکھا جس میں یہ لکھا کہ میں اس کے دس ہزار درہم ادا کر دوں گا۔ یہ خط لکھ کر امام نے فرمایا: یہ خط لے لو اور کل جب میں لوگوں میں بیٹھوں گا تو تم نے مجھ سے قرض کا مطالبہ کرنا۔ وہ کہنے لگا: عالیجاہ! یہ بے ادبی میں کیسے کر سکتا ہوں؟ امام نے فرمایا: میری بات مانو، میری مخالفت نہ کرو چنانچہ دوسرے دن جب امام لوگوں کے درمیان بیٹھے تو اس نے قرض کا مطالبہ کیا۔ آپ نے اس سے تین دن کی مہلت مانگی، اس نے مہلت دے دی۔

اس بات کا علم بادشاہ متوکل کو ہو گیا۔ بادشاہ نے اپنے خادم کو کہا کہ تیس ہزار دینار امام علی نقی رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ آپ کے پاس تیس ہزار دینار پہنچ گئے۔

امام اس اعرابی کا انتظار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ آ گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: یہ تیس ہزار درہم ہیں۔ دس ہزار سے اپنا قرض اتارنا اور باقی

اپنے بچوں پر خرچ کرنا۔ اعرابی درہم لے کر جانے لگا تو کہنے لگا:

اے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے! آپ نے جو مجھے دیا ہے، مجھے تو اس سے تیسرا حصہ کم کی امید تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے کہ فلاں چیز کہاں جائے گی۔

(الصواعق المحرقہ ص 205، نورالابصار ص 291، شواہد النبوت ص 360)

☆ شیر بھی احترام کرنے لگا:

ایک مرتبہ متوکل کے دربار میں امام علی نقی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: درندوں پر اولاد نبی کا گوشت حرام ہے۔ اتنے میں چند درباریوں نے کہا کہ اس بات کی آزمائش امام علی نقی رضی اللہ عنہ پر ہونی چاہئے کہ آیا درندے اولاد نبی کا گوشت کھاتے ہیں یا نہیں؟

چنانچہ متوکل بادشاہ نے کہا: اگر آپ برکتہ السباع (شیر خانہ) میں تشریف لے جائیں تو لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ واقعی آل نبی کا گوشت درندوں پر حرام ہے۔ امام علی نقی یہ سنتے ہی شیر خانہ کی طرف تشریف لے گئے۔ متوکل نے اپنے بنائے ہوئے شیر خانہ میں امام کو داخل کر کے دروازہ بند کر دیا اور خود مکان کے بالاخانہ پر چلا گیا تا کہ وہاں سے امام علی نقی رضی اللہ عنہ کی حالت کو دیکھ سکے۔ جب امام شیروں کے پاس گئے تو شیروں نے آپ کو چھو کر آپ کے گرد پھرنے لگے، جیسے شمع کے گرد پروانے پھرتے ہیں

اور پھر عاجزی اور ادب کے ساتھ تمام شیر گھٹنے ٹیک کر امام کے آگے ایسے بیٹھ گئے، جیسے آقا کے سامنے غلام اور مالک کے سامنے نوکر بیٹھے ہوتے ہیں۔ (الصواعق المحرقہ ص 205، ینابیع المودۃ جلد 3، ص 14)

☆ بادشاہ کو بیماری سے اٹھادیا:

متوکل بادشاہ بیماری میں مبتلا ہوگیا، اس کے جسم پر ایک پھوڑا نکل آیا جس کا علاج کرنے سے طبیبوں نے جواب دے دیا۔ بادشاہ موت کا انتظار کرنے لگا۔ آپ روز فتح بن خاقان جو بادشاہ کے قریب رہتا تھا، کہنے لگا: کسی شخص کو امام علی نقی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں بھیجو، شاید کہ ان سے کوئی نفع بخش چیز حاصل ہوجائے۔

چنانچہ ایک شخص امام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سارا ماجرہ بیان کیا۔ امام نے ایک چیز عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا: اس کو پھوڑے پر رکھ دو' ان شاء اللہ مفید ثابت ہوگی۔

جو چیز آپ نے تجویز کی تھی، جب وہ شخص دربار لے کر پہنچا تو حاضرین نے مذاق کرنا شروع کردیا۔ فتح بن خاقان نے کہا: تجربہ کرنے میں کیا حرج ہے۔ وہ چیز استعمال کر کے دیکھو۔ چنانچہ خادموں نے وہ چیز جیسے ہی پھوڑے پر رکھی۔ تھوڑی ہی دیر میں پھوڑا رسنے لگا اور تمام بوسیدہ مواد خارج ہوا اور متوکل بادشاہ فوراً صحت یاب ہوگیا۔ جب بادشاہ کی تندرستی کا

علم اس کی والدہ کو ہوا، تو اس نے امام کی خدمت میں دس ہزار کی ہیمانی پر اپنی مہر لگائی اور آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ بھیجی۔

(شواہد النبوۃ، ص506)

☆ پرندے بھی احترام کرتے:

متوکل بادشاہ اپنے گھر پر پرندے رکھتا تھا جو کہ چہچہاتے رہتے تھے لیکن جب امام علی نقی رضی اللہ عنہ متوکل کے گھر تشریف لے جاتے تو تمام پرندے ادباً خاموش ہو جاتے اور جیسے ہی امام اس کے گھر سے تشریف لے جاتے، پرندے چہچہانا شروع کر دیتے۔ (شواہد النبوت، ص508)

☆ امام علی نقی رضی اللہ عنہ کے بارے میں علمائے اسلام کے ارشادات:

1۔ امام یافعی علیہ الرحمہ:

امام علی نقی نے چالیس سال زندگی گزاری۔ آپ بہت عبادت گزار فقیہ وامام تھے۔ رب تعالیٰ نے آپ کو بڑی بلندیوں سے نوازا تھا۔

(مراۃ الجنان، جلد2، ص159)

2۔ علامہ ابن کثیر:

امام نقی عابد و زاہد شخصیت تھے اور وہ زمین پر بیٹھتے تھے۔ اس حالت میں کہ چادر نہیں بچھاتے تھے یعنی سادگی کا یہ عالم تھا کہ پوری عمر سادگی میں ہی گزار دی۔ (البدایہ والنہایہ جلد 11، ص 15)

3۔ ابن صباغ مالکی:

امام نقی کو رب تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ کا علم، تقویٰ، زہد، اخلاق اور اعلیٰ کردار حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی یاد دلاتا تھا۔ فضائل و کمالات میں آپ کا کوئی ہمسر نہیں تھا۔

(الفصول المہمۃ فی معرفۃ الائمہ، جلد 2، ص 973)

4۔ امام ابن حجر ہیثمی علیہ الرحمہ:

امام ابن حجر ہیثمی علیہ الرحمہ، حضرت امام نقی کی سخاوت و فیاضی کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام نے علم و سخاوت کو اپنے والد گرامی حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ سے وراثت میں لیا تھا۔

(الصواعق المحرقہ جلد 2، ص 598)

5۔ امام صفدی شافعی:

امام نقی رضی اللہ عنہ کو رب تعالیٰ نے ایسا علم عطا فرمایا تھا کہ عوام تو کجا بادشاہ وقت بھی آپ کے علم و فضل کے معترف تھے۔ حاضر جوابی آپ کا طرۂ

امتیاز تھا، سامنے والے کو علمی دلائل سے خاموش کروانا آپ کی شخصیت کا نمایاں پہلو تھا۔(الوافی بالوفیات جلد 22،ص 49)

☆اولاد:

امام علی نقی رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے تھے:

1......امام حسن عسکری

2......حضرت محمد

3......حضرت جعفر رحمہم اللہ

☆وصال باکمال:

22 جمادی الاخریٰ 254ھ میں مستنصر کے دور میں بغداد کے مضافات میں قصبہ سرمن رائے میں وصال ہوا۔

رب تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کے فیوض و برکات سے ہمیں مالا مال فرمائے۔آمین ثم آمین

اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے گیارہویں امام

حضرت امام حسن عسکری

رضی اللہ عنہ

☆ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت بروز جمعہ 10 ربیع الآخر 232ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ (شواہد النبوۃ ص 510، الصواعق المحرقہ ص 124، نور الابصار ص 110)

☆نام وکنیت:

آپ کا اصل نام حسن اور کنیت ابومحمد ہے۔ آپ کے القابات عسکری، ذکی وغیرہ ہیں۔ سرمن رائے کے محلہ عسکر میں رہتے تھے، اس بناء پر آپ کا لقب عسکری مشہور ہوگیا۔ (وفیات الاعیان جلد 2، ص 94)

آپ کا لقب عسکری اس لئے زیادہ مشہور ہوا کہ آپ جس محلہ سرمن رائے میں رہتے تھے، اسے عسکر کہا جاتا تھا اور بظاہر اس کی وجہ یہ تھی کہ جب خلیفہ معتصم باللہ نے اس مقام پر لشکر جمع کیا تھا اور خود بھی قیام پذیر تھا تو اسے "عسکر" کہنے لگے۔ امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ مدتوں اس علاقے میں قیام پذیر رہے، اس وجہ سے بھی آپ عسکری مشہور ہوگئے۔

(وفیات الاعیان جلد 1، ص 135)

☆ والدین:

آپ کے والدگرامی کا نام امام علی نقی رضی اللہ عنہ تھا اور والدہ کا نام سوسن تھا لیکن دوسرے نام سے بھی پکاری جاتی تھی۔

(شواہدالنبوۃ،ص 511)

☆ بچپن میں دنیا سے بے رغبتی:

ایک دن ولی کامل حضرت بہلول دانا علیہ الرحمہ نے دیکھا کہ کچھ بچے کھیل رہے ہیں مگران کے قریب ایک حسین وجمیل بچہ کھڑا ہوا ہے جو کھیل میں حصہ نہیں لے رہا۔ حضرت بہلول دانا علیہ الرحمہ اس بچے کے قریب گئے اوراس بچے سے کہنے لگے: کیا آپ اس لئے نہیں کھیل رہے کہ جو کھلونے ان بچوں کے پاس ہیں وہ تمہارے پاس نہیں؟ آپ یہیں رہنا، میں آپ کے لئے کھلونے لے کر آتا ہوں۔ یہ سن کراس پیارے بچے نے کہا: اے اللہ کے بندے! ہم کھیلنے کے لئے پیدا نہیں ہوئے، ہم تو علم وعبادت کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔

حضرت بہلول دانا نے اس پیارے بچے سے پوچھا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم علم وعبادت کے لئے پیدا ہوئے ہیں؟ تو بچے نے قرآن مجید فرقان حمید کی آیت تلاوت کی:

القرآن: اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰكُمۡ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمۡ اِلَيۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ

ترجمہ: کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو عبث (بیکار) طور پر پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے۔

یہ آیت سن کر حضرت بہلول دانا علیہ الرحمہ بہت حیران ہوئے اور کہنے لگے: شہزادے مجھے کوئی نصیحت کیجئے؟ تو شہزادے نے حضرت بہلول دانا کو اشعار کی صورت میں نصیحتیں کیں۔ حتیٰ کہ نصیحتیں کرتے کرتے بے ہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا تو حضرت بہلول دانا نے کہا: اے شہزادے! آپ تو کم سن ہیں، آپ پر تو ابھی شرعی احکامات لاگو بھی نہیں ہوئے پھر اتنا خوف خدا کیوں؟ یہ سن کر شہزادے نے کہا: اے بہلول دانا! جب میری ماں آگ جلاتی ہیں تو بڑی لکڑیوں کو جلانے کے لئے پہلے چھوٹی لکڑیاں استعمال کرتی ہیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں جہنم کے بڑے ایندھن کے لئے ہم چھوٹے اور کم سن بچے استعمال نہ کئے جائیں (یہ شہزادے کون تھے؟ یہ شہزادے حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ تھے) بچپن میں خوف خدا کا یہ عالَم تھا تو جوانی میں کیا عالَم ہوگا۔ (صواعق المحرقہ ص 205، نور الابصار ص 294)

☆ روزی میں کشادگی کرنا:

حضرت محمد بن علی بن ابراہیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر تنگ دستی

چھا گئی، میرے والد نے مجھے امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری کا مشورہ دیا کیونکہ امام بہت سخی تھے۔ میں نے والد صاحب سے دریافت کیا: کیا آپ کو ان کا علم ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں میں ان سے واقف نہیں ہوں اور نہ ہی میں نے آج تک ان کی زیارت کی ہے۔

چنانچہ ہم اپنے مقصد کے حصول کے لئے سفر پر جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ میرے والد نے مجھے راستے میں کہا: اگر امام ہمیں 500 درہم عنایت فرمادیں تو 200 درہم کے کپڑے خریدیں گے، دوسو درہم کا باقی سامان خریدیں گے اور بقیہ سو درہم سے چھوٹی موٹی چیزیں خرید لیں گے پھر میں نے دل ہی دل میں خیال کیا کہ ہوسکتا ہے کہ آپ مجھے 300 درہم عنایت فرمادیں تو میں 100 درہم کے کپڑے، 100 درہم کا سامان اور بقیہ 100 درہم کا گدھا خرید کر کوہستان چلا جاؤں گا۔

پھر جب ہم امام حسن عسکری کے دولت خانہ پر حاضر ہوئے اور منہ سے کوئی بات بھی نہ کی۔ اتنے میں آپ کے غلام نے باہر آ کر کہا: علی بن ابراہیم اور اس کا لڑکا محمد اندر آ جائیں۔

ہم نے اندر جا کر آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا تو آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا: اے علی! تمہیں آج تک یہاں آنے سے کس نے روکے رکھا؟ میرے والد نے عرض کیا: حضور! مجھے شرم آتی تھی۔

پھر جب ہم باہر آئے تو آپ کا غلام ہمارے پیچھے پیچھے آیا۔ اس نے ایک تھیلی جس میں 500 درہم تھے، میرے والد کو پیش کی اور کہا کہ اس میں 500 درہم ہیں۔ 200 درہم کپڑے کے، 200 درہم اناج کے اور 100 درہم اخراجات کے لئے، پھر ایک اور تھیلی مجھے دے کر کہا: اس میں 300 درہم ہیں، 100 درہم کپڑوں کے، 100 دیگر اخراجات کے اور 100 درہم گدھا خریدنے کے لئے اور بہتر یہی ہے کہ کوہستان کی طرف نہ جانا، کسی اور جگہ چلے جانا۔

اس جگہ کی طرف اس نے اشارہ بھی کر دیا۔ پھر میں اس جگہ گیا تو وہاں میرا نکاح بھی ہوا اور اسی دن مجھے 2000 درہم بھی ملے۔

(شواہد النبوۃ ص 512، مطبوعہ شمع بک ایجنسی لاہور)

☆ دل کا حال تحریر کر دیا:

ایک شخص نے اپنا مسئلہ دریافت کرنے کے لئے امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا۔ وہ کہتا ہے کہ میرا خیال تھا کہ چوتھے روز کے بخار کے متعلق آپ سے دریافت کروں۔ لیکن خط میں یہ لکھنا بھول گیا۔

کچھ دنوں کے بعد امام نے میرے خط کا جواب لکھ کر مجھے بھیجا، جیسے ہی میں نے خط کھولا تو اس میں لکھا تھا کہ تمہارے مسئلے کا جواب یہ ہے اور تمہارا یہ بھی خیال تھا کہ چوتھے دن کے بخار کے بارے میں دریافت کروں لیکن تم

لکھنا بھول گئے۔ یہ آیت کسی کاغذ پر تحریر کرو:

یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا

اور تعویذ بنا کر گلے میں ڈال دو۔

وہ شخص کہتا ہے: میں نے ایسا ہی کیا۔ الحمد للہ میرا بخار ختم ہو گیا۔

(شواہد النبوۃ ص 515، مطبوعہ شمع بک ایجنسی لاہور)

☆ امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ علمائے اُمّت کی نظر میں:

1۔ حضرت محمد بن طلحہ شافعی علیہ الرحمہ:

امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بلند و بالا تھے۔ رب تعالیٰ نے بڑی رفعتوں سے نوازا تھا۔ آپ ایسے زندہ فضائل و کمال کے حامل تھے کہ زمانہ بھی ان کو پرانا نہ کر سکا اور اپنوں اور غیروں کی زبانوں سے وہ فضائل فراموش نہ ہو سکے۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ آپ ہی کی نسل سے تشریف لائیں گے۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ ان کے بیٹے اور ان کے بدن کا ٹکڑا ہوں گے۔ (مطالب السؤول ص 275)

2۔ ابن صباغ مالکی علیہ الرحمہ:

امام حسن عسکری اپنے والد امام علی نقی رضی اللہ عنہ کے بعد امام بنے۔ ان کے فضائل و مناقب حد سے زیادہ ہیں۔ منصب امامت اور حکومت

کے لئے تمام شرائط جیسے علم، شجاعت، زہد، عقل، عصمت اور سخاوت سب ان میں پائی جاتی تھیں اور بہت سے نیک اعمال جو بندے کو مولا کے قریب کرتے ہیں، وہ امام حسن عسکری میں دوسرے انسانوں کی نسبت بطور کامل موجود تھے۔ (الفصول المھمۃ، ص 195)

3۔ امام ابن جوزی علیہ الرحمہ:

امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ ایک زبردست عالم اور مورد اعتماد انسان تھے۔ رب تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔

(تذکرۃ الخواص ص 362)

4۔ امام نبہانی علیہ الرحمہ:

امام حسن عسکری اہل بیت سادات کے ائمہ میں سے ایک امام ہیں۔ میں نے خود ان کی ایک کرامت کو دیکھا ہے اور وہ یہ ہے: 1296ھ میں عراق کے گرد علاقے کے ایک سفر پر گیا۔ میں اس شہر میں قاضی تھا اور اپنی مدت پوری ہونے سے پہلے ہی اس شہر سے مہنگائی اور قحط کی وجہ سے ہجرت کر کے وہاں سے بغداد چلا گیا اور میں نے کلک (لکڑی سے بنی ہوئی کشتی کی طرح کی ایک سواری) کے ذریعے سفر کرنا شروع کیا۔ جب میری کلک شہر سامرا کے نزدیک پہنچی تو میرا دل چاہا کہ امام حسن عسکری کے مزار پر

حاضری دوں۔ کلک وہاں کھڑی ہوئی اور میں زیارت کے لئے چلا گیا اور جب میں اس مزار میں داخل ہوا تو ایک ایسی روحانی حالت مجھ پر طاری ہوئی کہ ویسی حالت جب میں نے شہر موصل میں حضرت یونس علیہ السلام (کے مزار کی زیارت) کی تھی تو مجھ پر طاری ہوئی تھی اور یہ امام حسن عسکری کی طرف سے ایک کرامت تھی پھر اسی روحانی حالت کے ساتھ میں نے امام کے حرم میں قرآن کی تلاوت کی، دعا مانگی اور پھر وہاں سے اپنی کلک کے پاس چلا گیا۔ (جامع کرامات الاولیاء، جلد 2، ص 21)

5۔ خیر الدین زرکلی:

امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ ائمہ اہل بیت میں گیارہویں امام ہیں۔ مدینہ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد کے ساتھ عراق تشریف لے آئے۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کی طرح نیک سیرت، متقی اور عابد انسان تھے۔

(الاعلام جلد 2، ص 200)

☆ وصال:

260ھ جمعہ کے دن آپ کا وصال ہوا۔ آپ کے والد امام علی نقی رضی اللہ عنہ کے پہلو سر من رائے میں دفن کیا گیا۔ (شواہد النبوۃ ص 511)

آپ کے وصال کی خبر سنتے ہی پورے سامرہ میں غم کی لہر دوڑ گئی۔ لوگ

زار وقطار روتے رہے، پورا شہر سوگ میں ڈوب گیا۔تمام کاروبار بند کردیا گیا اور لاتعداد لوگ جنازے میں شرکت کے لئے دیوانہ وار دوڑنے لگے، پورے شہر میں قیامت کا سماں تھا۔(نورالابصارص 297)

رب تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کے فیوض و برکات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے۔آمین

اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارہویں امام

حضرت امام مہدی

رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے انبیاء اور رُسل علیہم السلام کو دنیا میں بھیجا تا کہ وہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو ہدایت کے نور کی طرف لائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر نبی پاک ﷺ تک اور آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین، تبع تابعین اور صالحین کی صورت میں یہ سلسلہ جاری ہے اور صبح قیامت تک جاری رہے گا۔

اس کے ساتھ ساتھ جب کبھی لادین ابلیسی قوتوں نے اہل حق کے راستے میں فساد و لادینیت کا محاذ کھولا تو انہی خاصانِ خدا نے حق کا پرچم بلند کیا اور اس پرچم کی سربلندی کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے۔ وقت گزرتا رہا، خاصانِ خدا اسلام کا تحفظ کرتے رہے، پھر ایک وقت وہ بھی آئے گا کہ کائنات میں شیطانی قوتوں کا دور دورہ ہوگا، حق اور باطل میں امتیاز مشکل ہوجائے گا۔ مسلمانوں کو چن چن کر قتل کیا جائے گا، زمین مسلمانوں پر تنگ کردی جائے گی، کفار متحد ہوکر مسلمانوں پر خوب ظلم و ستم کریں گے، فتنے عام ہوجائیں گے۔ ایسے پر آشوب دور میں ہر مسلمان رو رو کر اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کریں گے کہ اے مالک و مولا! کسی مددگار کو بھیج جو ہمیں اس ظلم سے نجات دلائے، ایسے میں اولادِ فاطمہ میں سے ایک شہزادہ پیدا ہوگا، جسے دنیا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے نام سے پکارے گی۔

امام مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق شیعہ فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ پیدا ہو چکے ہیں، کسی غار میں بیٹھے ہیں، اچانک ظہور فرمائیں گے۔ ہم اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے اور چالیس سال کی عمر میں ان کا ظہور ہوگا، خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے اولیاء اللہ انہیں پہچان لیں گے۔

وہ کیا کام سرانجام دیں گے؟ وہ کون سا انقلاب برپا کریں گے؟ احادیث میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا کیا نشانیاں بتائی گئی ہیں؟ وہ تمام آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تاکہ آپ کے ایمان میں تازگی پیدا ہو۔

☆ دنیا کے پانچویں بادشاہ:

القرآن: وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَيْنِ-قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا

ترجمہ: اور تم میں سے ذوالقرنین کے (بارے) میں پوچھتے ہیں تو فرماؤ، میں تمہیں اس کا مذکورہ پڑھ کر سناتا ہوں۔ (سورۂ کہف، آیت 83)

مفسر قرآن مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔ ذوالقرنین کا نام اسکندر ہے۔ یہ حضرت خضر علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی ہیں، انہوں نے اسکندریہ

بنایا اوراس کا نام اپنے نام پر رکھا۔ حضرت خضر علیہ السلام ان کے وزیر اور صاحب لواء تھے۔ دنیا میں ایسے چار بادشاہ ہوئے ہیں جو پوری دنیا پر حکمران تھے۔ دو مومن اور دو کافر تھے۔

مومن حضرت ذوالقرنین اور حضرت سلیمان علیہ السلام اور دو کافر نمرود اور بخت نصر تھے اور عنقریب ایک پانچویں بادشاہ اس امت میں ہونے والے ہیں جن کا نام حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہے۔ ان کی حکومت پوری دنیا پر ہوگی۔

☆ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور سے پہلے کی نشانیاں:

1۔ سنن دارقطنی جلد 3 ص 65 پر حدیث نمبر 10 نقل ہے۔ حضرت محمد بن علی سے روایت ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور سے پہلے دو نشانیاں ایسی ظاہر ہوں گی جو کہ زمین و آسمان کی پیدائش سے لے کر اب تک ظاہر نہیں ہوئی ہیں۔ پہلی یہ کہ ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن ہوگا اور دوسری یہ کہ (اسی ماہ کے) نصف میں سورج کو بھی گرہن لگے گا۔ جب سے رب تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا فرمائے ہیں، چاند سورج کو اس طرح کا گرہن کبھی نہیں لگا۔

2۔ الفتن میں صفحہ نمبر 299 پر حدیث 64 نعیم بن حماد نقل کرتے ہیں کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ امام مہدی کے ظہور سے پہلے ایک

ستارہ نکلے گا۔ وہ ایسا ستارہ ہے جو مشرق سے نکلے گا اور زمین والوں کے لئے ایسی روشنی کرے گا جیسے چودھویں رات کے چاند کی روشنی ہوتی ہے۔

3۔ الفتن حدیث 986 ص 341 جلد اول پر نعیم بن حماد نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ذوالقعدہ میں قبائل آپس میں گروہ بندیاں کریں گے اور اسی سال حاجی لوٹ مار کریں گے۔ منیٰ میں گھمسان کی لڑائی ہوگی جس میں بہت سے لوگ قتل ہوں گے اور خون عقبہ جمرہ پر بہہ جائیں گے۔ جنگ کرنے والے بھاگ جائیں گے، پھر ایک شخص کو رکن اور مقام (مقام ابراہیم) کے درمیان لایا جائے گا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی۔

☆ الفتن ص 333-334 پر نعیم بن حماد پہلی جلد پر نقل کرتے ہیں کہ مطر الوراق فرماتے ہیں کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ کا اعلانیہ انکار نہ کیا جانے لگے۔

مولا علی شیر خدا وجہ الکریم فرماتے ہیں: امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک مسلمان ایک تہائی قتل نہ کئے جائیں، ایک تہائی مر نہ جائیں اور ایک تہائی باقی نہ رہ جائیں۔

☆ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے دور میں ہیڈ کوارٹر:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: جنگ عظیم کے وقت مسلمانوں کا خیمہ (فیلڈ ہیڈ کوارٹر) شام کے شہروں میں سب سے اچھے شہر دمشق کے قریب ''الغوطہ'' کے مقام پر ہوگا (ابوداؤد کتاب الملاحم، (مترجم) جلد 3، ص 312، حدیث 894، مطبوعہ فرید بک)

الغوطہ شام کے دارالحکومت دمشق سے مشرق میں تقریباً ساڑھے آٹھ کلومیٹر ہے۔ یہاں کا موسم عموماً گرم اور خشک رہتا ہے، یہاں پانی اور درخت وغیرہ وافر مقدار میں موجود ہیں۔

احادیث میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ذکر

1۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ اہلبیت میں سے ہوں گے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی، یہاں تک کہ میرے اہل بیت (اولاد) میں سے ایک شخص عرب کا بادشاہ ہوجائے جس کا نام میرے نام (یعنی محمد ﷺ) کے مطابق ہوگا۔

(ترمذی کتاب الفتن، حدیث 2230)

2۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ زمین کو انصاف سے بھر دیں گے:

حدیث شریف = حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی بچے گا تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو دراز فرما دے گا تاکہ میرے اہل بیت سے ایک شخص کو پیدا فرمائے، جس کا نام اور ولدیت میرے نام اور ولدیت کے مطابق ہوگی۔

(ابوداؤد، کتاب المہدی، حدیث 4282)

3۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا نورانی چہرہ:

حدیث شریف = حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہدی مجھ سے ہوگا (یعنی میری نسل سے ہوگا) اس کا چہرہ خوب نورانی، چمک دار اور ناک ستواں و بلند ہوگی۔ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی (مطلب یہ کہ مہدی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے پہلے دنیا میں ظلم زیادتی کی حکمرانی ہوگی اور عدل وانصاف کا نام ونشان تک نہ ہوگا۔)

(ابوداؤد حدیث نمبر 4285)

4۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ کب آئیں گے؟

مستدرک للحاکم مع تعلیقات الذہبی میں ہے کہ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آخری زمانے میں فتنے برپا ہوں گے اور لوگ ان میں سے اس طرح چھٹ جائیں گے جس طرح سونا کان میں چھانٹا جاتا ہے۔ پس تم اہل شام کو برا مت کہو، البتہ جو لوگ ان میں برے ہیں، ان کو برا کہو۔ ان میں اولیاء اللہ بھی ہیں۔ عنقریب ان پر آسمان سے سیلاب آئے گا جو ان کی جمعیت غرق کردے گا (وہ اتنے کمزور ہوجائیں گے کہ اگر ان پر لومڑیاں بھی حملہ کریں تو وہ بھی ان پر غالب آجائیں گی۔)

ایسے وقت میں میرے اہل بیت سے ایک شخص تین جھنڈوں کے ساتھ آئے گا۔ ان کے لشکر کی تعداد کا اندازہ زیادہ سے زیادہ پندرہ ہزار اور کم سے کم بارہ ہزار لگایا جائے گا۔ ان میں علامتی لفظ اُمّت اُمّت ہوگا۔ وہ ساٹھ جھنڈوں پر مشتمل فوج سے مقابلہ کریں گے جن میں ہر جھنڈے کے تحت لڑنے والا حکومت کا طلب گار ہوگا۔ رب تعالیٰ ان سب کو ہلاک کردے گا اور مسلمانوں کے تفرقہ کو مٹا کر ان کے اندر الفت بھردے گا اور ان کو خوشحالی سے سرفراز فرمائے گا۔

5۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت:

حدیث شریف = حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت کے ایک شخص مہدی (رضی اللہ عنہ) سے رکن حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اہل بدر کی تعداد کے مثل 313 افراد بیعت خلافت کریں گے۔ بعد ازاں اس خلیفہ کے پاس عراق کے اولیاء اللہ اور شام کے ابدال آئیں گے۔ بیعت خلافت کی خبر مشہور ہو جانے پر اس خلیفہ سے جنگ کے لئے ایک لشکر شام سے روانہ ہوگا۔ یہاں تک کہ لشکر جب مکہ مدینہ کے درمیان بیداء میں پہنچے گا تو زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا۔ (مستدرک للحاکم)

6۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ کی مدت کتنے برس ہوگی؟

حدیث شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمّت میں سے ایک مہدی ہوگا (اس کی مدت خلافت) اگر کم ہوئی تو سات یا آٹھ یا نو سال ہوگی۔ میری اُمّت اس کے زمانہ میں اس قدر خوشحال ہوگی کہ اتنی خوشحالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔ آسمان سے (حسب ضرورت) موسلا دھار بارش ہوگی اور زمین اپنی تمام پیداوار کو اگا دے گی، ایک شخص کھڑا ہو کر مال کا سوال کرے تو مہدی کہیں گے (اپنی حسب خواہش مال خزانہ میں سے جا کر) خود لے لو۔

(مجمع الزوائد، جلد 7، ص 317)

7۔خراسان کی طرف سے آنے والا قافلہ:

حدیث شریف = حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم خراسان کی طرف سے سیاہ (کالے) پرچموں (کا قافلہ) آتے ہوئے دیکھو تو اس میں ضرور شامل ہو جانا۔ اگرچہ برف پر گھسٹ کر آنا پڑے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مہدی ہوں گے۔ (ابن ماجہ حدیث 4084)

8۔امام مہدی رضی اللہ عنہ مکۃ المکرمہ میں:

حدیث شریف = حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ایک خلیفہ کی وفات کے وقت (نئے خلیفہ کے انتخاب پر مدینہ کے مسلمانوں میں) اختلاف ہوگا۔ ایک شخص (یعنی مہدی) اس خیال سے کہ (کہیں لوگ مجھے خلیفہ نہ بنادیں) مدینہ سے مکہ چلے جائیں گے اور انہیں (مکان) سے باہر نکال کر حجر اسود مقام ابراہیم کے درمیان ان سے بیعت (خلافت) کرلیں گے (جب ان کی خلافت کی خبر عام ہوگی) تو ملک شام سے ایک لشکر ان سے جنگ کے لئے روانہ ہوگا (جو آپ تک پہنچنے سے پہلے ہی) مکہ و مدینہ کے درمیان بیداء (چٹیل میدان) میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا (اس عبرت خیز ہلاکت کے بعد) شام کے ابدال اور

عراق کے اولیاءاللہ آ کر آپ سے بیعت (خلافت) کریں گے۔

بعد ازاں ایک قریشی النسل شخص (یعنی سفیانی) جس کی نہال قبیلہ کلب میں ہوگی، خلیفہ مہدی اور ان کے ساتھیوں اور مددگاروں سے جنگ کے لئے ایک لشکر بھیجے گا۔ یہ لوگ اس حملہ آور لشکر پر غالب ہوں گے۔ یہی (جنگ) کلب ہے اور خسارہ ہے، اس شخص کے واسطے جو کلب سے حاصل شدہ غنیمت میں شریک نہ ہو (اس فتح وکامرانی کے بعد) خلیفہ مہدی حضرت دادودہش کریں گے اور لوگوں کو ان کے نبی کی سنت پر چلائیں گے اور مکمل طور پر اسلام کا غلبہ وحکمرانی ہوگی) بحالت خلافت مہدی دنیا میں سات سال اور دوسری روایات کے اعتبار سے 9 سال رہ کر فوت ہوجائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔

(ابوداؤد کتاب المہدی حدیث نمبر 4286)

9۔ مسلمانوں میں قتل عام:

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ الحاوی للفتاویٰ جلد 2 کے صفحہ نمبر 76 پر نقل فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ لوگ اکھٹے حج (ادا) کریں گے اور بغیر امام کے عرفات میں اکھٹے ہوں گے۔ پس منیٰ میں ان کے نزول کے دوران ایک فتنہ انہیں کتے کی طرح دبوچ لے گا (جس کی وجہ سے مختلف) قبائل ایک

دوسرے پر چڑھائی کر دیں گے۔ پس وہ ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے، یہاں تک کہ گھاٹی خون سے بہنے لگے گی (اس گھبراہٹ کے عالم میں) وہ سب سے بہتر ہستی کی پناہ لینے کے لئے ان کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے جبکہ وہ کعبۃ اللہ سے اپنا چہرہ لگائے رو رہے ہوں گے، گویا میں ان کے آنسو دیکھ رہا ہوں۔

پس وہ ان کی خدمت میں عرض کریں گے، آپ ہمارے پاس تشریف لائیں تاکہ ہم آپ کی بیعت کریں۔ وہ فرمائیں گے، تم پر افسوس تم نے کتنے ہی عہد توڑے ہیں اور کتنے ہی خون بہائے ہیں، پس وہ مجبوراً ان کی بیعت قبول فرمائیں گے۔ اگر تم اس ہستی کو پالو تو ان کی بیعت کرنا کیونکہ وہ زمین میں مہدی ہوں گے اور آسمان میں بھی مہدی ہوں گے۔

10۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ امامت فرمائیں گے:

حدیث شریف = حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میری اُمّت میں سے ایک جماعت قیامِ حق کے لئے کامیاب جنگ قیامت تک کرتی رہے گی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ان مبارک کلمات کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: آخر میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو مسلمانوں کا امیر (مہدی) ان سے عرض کرے گا، تشریف لائیے، ہمیں نماز

پڑھائیں گے (اس وقت) میں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) امامت نہیں کروں گا۔ تمہارا بعض، بعض پر امیر ہے (یعنی حضرت عیسیٰ اس وقت امامت سے انکار فرمادیں گے) اس فضیلت و بزرگی کی بناء پر جو رب تعالیٰ نے اس اُمّت کو عطا کی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث نمبر 242)

☆ تمام احادیث سے نتیجہ:

تمام احادیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ:

1۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ قرب قیامت میں تشریف لائیں گے۔

2۔ آپ رضی اللہ عنہ پیدا ہوں گے سادات گھرانے میں اور پھر اپنے آپ کو ظاہر فرمائیں گے۔

3۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ اس وقت تشریف لائیں گے جب پوری دنیا میں مسلمانوں کو سخت سے سخت ظلم وستم کا نشانہ بنایا جارہا ہوگا۔

4۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی قوت کو مضبوط کریں گے اور زمین کو عدل سے بھر دیں گے۔

5۔ ہزاروں لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔

6۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ تقریباً 9 سال میں ایک صدی سے بھی بڑھ

کر کام انجام دیں گے۔

7۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور مکۃ المکرمہ میں حجر اسود کے قریب ہوگا۔

8۔ نبی پاک ﷺ نے اپنی اُمّت کو حکم دیا کہ اگر تم مہدی کو پاؤ تو ان کی بیعت کرنا اور ان کی مدد کرنا۔

اہل سنت کے لئے سب سے بڑا خطرہ

حالات حاضرہ میں عقائد اہل سنت کے تحفظ کے لئے ہمیں اس حقیقت کا ادراک بھی از حد ضروری ہے کہ ہمارے لئے سب سے زیادہ خطرناک کون سا فرقہ ہے؟ تاکہ باقی سب فرقۂ باطلہ سے بچاؤ کے ساتھ ساتھ اس فرقہ سے بچاؤ کا زیادہ اہتمام کیا جاسکے۔

1۔ عظیم تابعی حضرت امام عامر شعبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

میں نے تمام بدعقیدہ لوگوں کا جائزہ لیا تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ روافض (شیعہ) سے بڑھ کر کوئی قوم بری نہیں ہے۔ اگر یہ جانوروں میں ہوتے تو گدھے ہوتے اور پرندوں میں ہوتے تو گدھ کے مشابہہ وہ پرندے ہوتے جو گندگی اور فریب دینے میں بہت مشہور ہے۔ ان کا طریقہ واردات یہود جیسا ہے۔ بلکہ ایک بات میں یہود و نصاریٰ ان پر فوقیت رکھتے ہیں۔ یہود سے پوچھا گیا کہ تمہاری ملت میں سب سے اچھے کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے اصحاب۔ نصاریٰ سے پوچھا گیا: تمہاری ملت کے سب سے بہترین لوگ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے حوارین (مخلص صحابی)

روافض سے پوچھا گیا کہ تمہاری ملت میں سب سے برے لوگ کون سے ہیں؟ تو انہوں نے کہا (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) حضرت محمد مصطفی ﷺ کے اصحاب۔

(اعتقاد ابی عبداللہ زبیری الشافعی متوفی 318ھ، ضمن الجامع فی عقائد و رسائل اہل السنۃ، صفحہ نمبر 778، دار المنہج ریاض)

2۔ شرح اصول العقائد اہل السنہ میں

مصنف علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ترجمہ: اور یہ کہ بے شک روافض کا طریقہ حقیقت میں یہود کا طریقہ ہے۔

یہود نے کہا کہ ملک اور بادشاہی آل داؤد علیہ السلام میں ہے اور روافض (شیعوں) نے کہا کہ امارت اور خلافت آل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے اور یہود نے کہا کہ مسیح دجال کے آنے تک کوئی جہاد فی سبیل اللہ نہیں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کے وقت تک کوئی جہاد فی سبیل اللہ نہیں ہے۔ روافض نے بھی یہی کہا کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے تک کوئی جہاد نہیں پھر منادی آسمان سے ندا دے گا۔

یہود نماز مغرب کو ستاروں کے طلوع ہونے تک موخر کرتے ہیں اور اسی طرح روافض بھی نماز مغرب کو ستاروں کے طلوع ہونے تک موخر کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک ہے کہ میری امت ہمیشہ فطرت پہ قائم رہے گی جب تک ستاروں کا طلوع ہونا موخر نہیں کریں گے۔

ترجمہ: اور یہود قبلہ سے کچھ پھر جاتے ہیں اور اسی طرح روافض بھی قبلہ سے کچھ پھر جاتے ہیں اور یہود کپڑوں کا سدل کرتے ہیں۔ اسی طرح روافض بھی کپڑوں کا سدل کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے تو اس نے اپنے کپڑے کا سدل کیا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو قمیض پہنا دی۔ یہود نے تورات میں تحریف کی اور اسی طرح روافض نے بھی قرآن میں تحریف کی، یہود کے نزدیک تین طلاقیں واقع نہیں ہوتی۔ اسی طرح روافض کے نزدیک بھی تین طلاقیں واقع نہیں ہوتیں اور یہود عورتوں پر عدت خیال نہیں کرتے۔ اسی طرح روافض بھی عورتوں پر عدت کو شمار نہیں کرتے۔

یہود حضرت جبرائیل علیہ السلام سے بغض رکھتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ فرشتوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ہمارے دشمن ہیں۔ اسی طرح روافض بھی کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام غلطی سے وحی حضرت محمد ﷺ کی طرف لے گئے تھے۔

یہود ونصاریٰ دو عادات کے لحاظ سے روافض پر فضیلت رکھتے ہیں۔

یہود سے سوال کیا گیا کہ تمہاری ملت میں بہترین کون لوگ ہیں؟ تو انہوں

نے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب سب سے بہتر ہیں۔

اور روافض سے پوچھا گیا کہ تمہاری ملت میں سب سے برے لوگ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا (معاذ اللہ) وہ حضرت محمد ﷺ کے اصحاب ہیں۔

اور نصاریٰ سے پوچھا گیا کہ تمہاری ملت میں سب سے اچھے لوگ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری اور اصحاب ہیں۔

(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ، ماروی فی مخازی الروافض صفحہ نمبر 1550-1552، دار طیبہ بیروت)

اور روافض سے پوچھا گیا کہ تمہاری ملت میں سب سے برے لوگ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ حضرت محمد ﷺ کے حواری اور اصحاب ہیں، حالانکہ ان کے استغفار کا حکم دیا گیا تھا لیکن شیعوں نے ان کو گالیاں دیں۔ (معاذ اللہ)

5۔ مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی قدہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں:

بدعتی کی صحبت کا فساد (واضح) کافر کی صحبت کے فساد سے زیادہ ہے اور

بدعتیوں کے تمام فرقوں سے بدترین وہ گروہ (شیعہ) ہے جو رسول اکرم ﷺ کے صحابہ سے بغض رکھتے ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی، جلد اول، حصہ دفتر، صفحہ نمبر 28، مکتبہ احمدیہ مجددیہ)

6۔ امام ابن حجر ہیتمی مکی رحمتہ اللہ علیہ نے دین اسلام پر روافض کے خطرات بیان کرتے ہوئے لکھا:

بلکہ روافض دین مصطفی ﷺ کے لئے یہود نصاریٰ اور تمام باطل فرقوں سے زیادہ نقصان دہ ہیں۔ (الصواعق المحرقہ، صفحہ نمبر 69، دار الکتب العلمیہ بیروت)

7۔ حضرت قاضی ابوبکر باقلانی کہتے ہیں:

روافض کی مذکورہ کارروائیوں میں وہ سازش ہے جس میں سرے سے دین اسلام کو باطل کرنا ہے۔

(الصواعق المحرقہ، صفحہ نمبر 69، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اہل سنت و جماعت پر رفض کے تیز ترین جملوں کے اسباب

قارئین کرام! فتنہ روافض جو اکابرین امت کی رائے کے مطابق تمام

باطل فرقوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ المیہ یہ ہے کہ اس کی رسائی بڑی بڑی درگاہوں، آستانوں اور بڑے بڑے مدارس میں گہری حد تک ہو چکی ہے اور مسلک اہل سنت پر اس کے حملے بہت تیز ہو چکے ہیں۔ اس کے کئی اسباب ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

01۔ فتنہ روافض کی تباہ کاریوں سے بے خبری:

آج اہل سنت و جماعت کے لئے سب سے بڑھ کر پریشان کن صورت حال یہ ہے کہ فتنہ روافض کے خطرات اور تباہ کن کاریوں کو اپنے لئے نقصان دہ سمجھا ہی نہیں جا رہا۔ جب کوئی شخص کسی چیز کو اپنے لئے خطرناک اور نقصان دہ سمجھے تو اگرچہ وہ کمزور ہی کیوں نہ ہو، اس کے اندر اس خطرناک چیز سے اپنے آپ کو بچانے کا ایک جذبہ ابھرتا رہتا ہے۔ لیکن جب ایک چیز جو نفس الامر میں تو کسی لئے نہایت خطرناک اور نقصان دہ ہو مگر وہ اسے اپنے لئے خطرناک اور نقصان دہ نہ سمجھے تو طاقتور ہونے کے باوجود بھی وہ اپنے آپ کو اس نقصان دہ چیز سے نہیں بچا سکتا۔ اگر اہل سنت و جماعت، فتنہ روافض کو اپنے لئے فتنہ خوارج یا فتنہ نواصب وغیرہ جتنا بھی خطرناک سمجھتے ہوتے تو مسلکی صورت حال اتنی ابتر نہ ہوتی جتنی کہ اب ہو چکی ہے۔ چنانچہ ہمیں اہل سنت و جماعت کو فتنہ روافض سے بچانے کے لئے بھرپور، منظم اور مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہے۔

2۔ فتنہ روافض اور اہل سنت کے درمیان بعض وجوہ سے مشابہت سمجھنا:

یہ غلط فہمی یوں پھیلائی جاتی ہے کہ روافض بھی اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت کرتے ہیں اور ہم بھی اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت کرتے ہیں لہذا ہم ایک ہیں یا فرق ہے تو معمولی ہے، یا یہ جملہ بول کر کہ ''ہم بھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والے ہیں اور وہ بھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والے ہیں'' روافض کو اہل سنت کے لئے نقصان دہ قرار نہیں دیا جاتا ہے حالانکہ یہ روش بہت ہی خطرناک ہے۔

3۔ بعض مشترکہ الفاظ اور مشترکہ اصطلاحات کا استعمال:

اہل سنت و جماعت کی آبادیوں کی سرحدیں بہت سے مقامات پر روافض کی سرحدوں سے ملی ہوئی ہیں اور ہمارے ماحول میں بہت سے الفاظ مشترکہ بولے جاتے ہیں۔ مثلاً: نبوت، معصومیت، اہل بیت، ولی، مولا، ولایت، تطہیر، امامت، ائمہ اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم، محبت اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ۔ ان میں سے بعض کے معانی میں کفر اور اسلام سا فرق ہے۔ یعنی جو معنی روافض کے نزدیک لیا جارہا ہے، ہمارے نزدیک وہ

کفریہ قرار پاتا ہے۔ یہ مشترکہ الفاظ روافض کو اپنی زہریلی تبلیغ کرنے میں بڑا فائدہ دیتے ہیں۔ اسٹیجوں پر روافضل انہی الفاظ کے ذریعے اہل سنت کو شکار کرتے ہیں۔ یہ الفاظ بول کر روافض والے معنی کا تاثر پیدا کیا جاتا ہے۔ اس طرح سننے والے اگرچہ وہ اہل سنت ہوں، رفتہ رفتہ انہی معانی کے قائل ہوجاتے ہیں جوعین رفض قرار پائے ہیں۔ ولایت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ سن کر سنی مچل اٹھتا ہے اور ولایت سے مراد وہ وصف لیتا ہے جو اللہ کے ولیوں میں پایا جاتا ہے لیکن رافضی یہ بول کے حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بلافصل مراد لے رہا ہوتا ہے۔ چادرِ تطہیر سے سنی طہارت کا اعلیٰ مقام مراد لیتا ہے، جبکہ رافضی اس کا مطلب معصومیت لے رہا ہوتا ہے۔ مشکل یہ ہے کہ اہل سنت کے ماحول میں ان الفاظ پر نہ پابندی لگائی جاسکتی ہے اور نہ انہیں رد کیا جاسکتا ہے۔ دوسری طرف جو مطلب فریق مخالف لے رہا ہے، نہ اسے قبول کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کی کھلی چھٹی دی جاسکتی ہے۔ ایک کسمپرسی کے عالم میں مسلک اہل سنت کو کچلا جارہا ہے۔

4۔ فضائل محبت اہل بیت کے ساتھ محبت اہل بیت کی صحت کی شرائط (رضی اللہ عنہم) کی طرف توجہ نہ دینا:

روافض کی تبلیغ میں جو ظلم کیا جارہا ہے، وہ تو اپنی جگہ مگر اہل سنت و

جماعت کے اسٹیجوں پر سالہا سال سے محبت اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل تو بیان کئے گئے مگر اس کی شرائط بیان نہیں کی گئیں۔ الاما شاء اللہ۔ فضائل جتنے بھی بیان کئے جائیں، اصل معاملہ تو یہ ہے کہ یہ محبت اللہ تعالیٰ کے دربار میں مقبول ہو جائے، وہ تب ہو گی جب محبت اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شرائط بھی معلوم ہوں اور انہیں ملحوظ خاطر بھی رکھا جائے۔ اگر صرف فضائل نماز ہی موضوع رہے مگر طریقہ نماز اور شرائط وغیرہ کا بیان نہ ہو تو پھر نماز کی قبولیت کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے؟ شرائط کے بغیر محبت اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا کاروبار روافض کرتے آرہے ہیں۔ اگر شرائط کو اجاگر کیا جائے تو محب اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دعویٰ میں روافض کا جھوٹ بے نقاب ہوتا ہے۔ انہوں نے قوم کو ایسی ڈگر پر چلایا کہ جس میں صرف محبت اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل ہوں، شرائط کا تصور ہی نہ ہوتا کہ ان کا جھوٹ بے نقاب نہ ہو۔ اہل سنت کے اکثر خطیب بھی اس سے متاثر ہوئے۔ زندگی بھر محبت اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شرائط کا موضوع کبھی زبان پہ لا ہی نہ سکے۔ یاد رہے کہ جیسے رفض کے حملوں سے بچاؤ کے لئے محبت اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شرائط کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے، ایسے ہی خوارج اور نواصب کے حملوں سے بچاؤ کے لئے محبت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شرائط کو پیش نظر رکھنا بھی ضروری ہے۔

5۔روافض کومحبت اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سلسلہ میں معیار ماننا:

سنی ہونا محب اہل بیت ہونا ہے۔اہل سنت کے عوام پر یہ واضح ہی نہیں کیا گیا کہ رفض محبت اہل بیت کا نام نہیں بلکہ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیزاری کا نام ہے۔روافض جن کے ہاں محبت اہل بیت کی شرائط مفقود ہونے کی وجہ سے فریضہ محبت ادا ہی نہیں ہوتا، کچھ لوگ انہیں قابل رشک نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور ان کی نقل اتارنے کو محبت اہل بیت سمجھتے ہیں اور احساس کمتری کا شکار ہو کر ان کی پیروی میں اپنے آپ کو محب اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم ثابت کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ روافض کو محب اہل بیت رضی اللہ عنہم سمجھنا یا بیان کرنا یا ان کی خود ساختہ محبت اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم پہ رشک کرنا یا ان کے طور طریقے کی پیروی کرنا یہ خود بخود مسلک اہل سنت کو رفض کے حملوں کی زد میں رکھنے کے مترادف ہے۔یاد رہے کہ ہمارا نعرہ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ''ہم بھی محب اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں'' ہمارا نعرہ اور ہمارا اشعار یہ ہونا چاہئے کہ ''ہم ہی محب اہل بیت رضی اللہ عنہم ہیں'' جو ایک دعویٰ بھی ہے اور ایک نفس الامری حقیقت بھی

ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اہل سنت و جماعت کا گناہ یہی ہے کہ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم و توقیر بھی کرتے ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی، جلد 2، حصہ ششم، دفتر دوم، صفحہ نمبر 78، مکتبہ احمدیہ مجددیہ کراچی)

6۔ داتا دربار کا بورڈ لگا کر گامے شاہ سواریاں اتارنے والے سہولت کاروں کا کردار:

مسلک اہل سنت کو بہت زیادہ نقصان ایسے پیروں اور مولویوں سے پہنچ رہا ہے جن کے دو منہ ہیں۔ ایک چہرے سے اہل سنت و جماعت کو باور کراتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ہم تمہارے محافظ ہیں۔ یوں وہ سادہ لوح اہل سنت کو شکار کر کے اپنے دوسرے چہرے کے ساتھ انہیں روافض کے کیمپ میں پہنچانے کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اگر مبینہ روافض انہی اہل سنت کو شکار کرنا چاہتے تو یہ کافی حد تک اپنے آپ کو ان سے محفوظ کر لیتے ہیں۔ مگر یہ ڈبل چہروں والے پیر اور مولوی اہل سنت کو ورغلا کر رفض میں دھکیل رہے ہیں۔

7۔ایک من گھڑت سنیت کا ظہور:

بعض جگہ بعض پیروں اور بعض سادات کرام کا ایسا احترام جو کہ قرآن و سنت سے متصادم ہونے کی وجہ سے غیر شرعی ہے، وہ بھی سنیت کی کشتی ڈبونے کا باعث بنا ہے۔ کچھ نام نہاد علماء کے کردار کی وجہ سے چلتے چلتے دلیل و برہان کو اتنا نظر انداز کر دیا گیا کہ اہل سنت و جماعت کے جو عقائد کتابوں میں تھے، جو آج خطابوں میں ہیں، ان میں بڑا فرق واضح ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ جو کبھی روافض کا مذہب تھا، آج وہ بعض جگہ پر اہل سنت کا مذہب قرار دیا جا چکا ہے اور جو اصل میں اہل سنت و جماعت کا مذہب تھا، اسے دھکیل کر توہین اور گستاخی کے زمرے میں کھڑا کر دیا گیا ہے۔

8۔مالی وسائل کے ذریعے اہل سنت کا راستہ روکنا:

جیسے ایک طرف چند ممالک میں خوارج کی حکومتیں ہیں، جو پیسے کے بل بوتے پر اپنا مسلک پھیلا رہی ہیں۔ ایسے ہی چند ممالک میں روافض برسر اقتدار ہیں اور مال و زر کے ذریعے اپنا مسلک پھیلانے میں مصروف ہیں۔ اہل سنت و جماعت ان دونوں طرح کی حکومتوں کے تعاون کے بغیر محض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فضل سے چودہ صدیوں کا سفر طے کر کے پندرہویں صدی میں رواں دواں ہیں۔ چونکہ معیشت ایک بہت بڑا مسئلہ

ہے اور دنیا کی دولت ایک بہت بڑا فتنہ ہے، چنانچہ کچھ خام فکر لوگ سونے چاندی کی چمک میں گم ہو کر راہ حق بھول جاتے ہیں جیسا کہ بعض جگہ نادار لوگ روافض کی جانب سے سماجی مظالم کا شکار ہونے کی وجہ سے ہمت ہار جاتے ہیں۔

رفض کے حملوں سے بچاؤ کی تدابیر:

1۔محبت اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شرائط کا بیان:

محبت اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فرضیت اور فضائل کے ساتھ ساتھ محبت اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبولیت کی شرائط کو بھی بیان کیا جائے، جیسے نماز جتنا بھی بڑا فرض ہے اور جتنے بھی اس کے فضائل ہیں مگر نماز کی ادائیگی کی شرائط جانے اور انہیں ملحوظ خاطر رکھے بغیر سب بے فائدہ ہے۔ ایسے ہی محبت اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شرائط جانے اور انہیں ملحوظ خاطر رکھے بغیر فریضہ محبت کی ادائیگی بلاسود ہے۔محبت اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شرائطِ محبت میں بنیادی اور بڑی شرط یہ ہے کہ وہ محبت دین اور شریعت کے کسی حکم سے ٹکراتی نہ ہو اور محبت کا تعلق کسی ایسے وصف کے ساتھ نہ ہو جس کا رب ذوالجلال نے ان نفوس قدسیہ کو اہل ہی نہیں بنایا۔ نیز وہ محبت شریعت مطہرہ کی بیان کردہ حدود کے اندر ہو۔

2۔ آل واصحاب رسول ﷺ ورضی اللہ عنہم کے ساتھ نسبتِ رسول ﷺ کی وجہ سے محبت کی تبلیغ:

محبت اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا محبت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معاشرے میں اس طریقے سے بیان کیا جائے کہ آل واصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نفوس قدسیہ سے محبت ہرگز ان میں سے کسی کی اپنی ذات کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ انہیں جو سرورکائنات حضرت محمد مصطفی ﷺ سے نسبت حاصل ہے، اس کی وجہ سے ہے۔ انہیں محبوبیت کا درجہ رسول پاک ﷺ کے صدقے، آپ ﷺ کے توسل سے ملا ہے۔ محبت اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بھی دو قسمیں ہیں اور محبت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ان دو قسموں کی نشاندہی جناب رسول کریم ﷺ نے خود اپنی احادیث مبارکہ میں کی ہے۔ رسول پاک ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

ترجمہ: میرے اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے میری محبت کی وجہ سے محبت کرو۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد 2، کتاب الفضائل والشمائل باب مناقب اہل بیت، حدیث 6181، صفحہ نمبر 519، مکتبہ الصفاء ابوظہبی)

دوسری حدیث پاک ہے:

ترجمہ: جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پیار کرے، وہ میرے پیار

کی وجہ سے ان سے پیار کرے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، جلد 2، کتاب الفضائل والشمائل باب مناقب الصحابۃ، حدیث 6014، صفحہ نمبر 489، مکتبہ الصفاء ابوظہبی)

رسول اکرم ﷺ کی وجہ سے آل واصحاب رضی اللہ عنہم سے محبت کا تذکرہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اس میں وہ سبب ہے جو کمینے روافض کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔

(المستند المعتمد علی المعتقد المنتقد، صفحہ نمبر 186، دار العرفان لاہور)

تو پتہ چلا کہ آل واصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے صرف رسول پاک ﷺ کی وساطت سے کی ہوئی محبت مقبول ہے۔ دوسری کوئی محبت قبول نہیں، مثلاً اگر کوئی اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نسبت رسول ﷺ سے ہٹ کر محض ان کی ذات سے پیار کرے تو وہ محبت نہ شرعی ہے اور نہ ہی مقبول ہے۔ چنانچہ مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

یہ حقیقت ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت ان کی ذات کی وجہ سے نہیں، نہ اہل بیت کی محبت خود ان کے نفوس کی وجہ سے ہے بلکہ ان سب کی محبت رسول اللہ ﷺ سے ان کی نسبت وتعلق کی وجہ سے ہے تو جس نے رسول کریم ﷺ سے محبت کی، اس پر واجب ہے کہ وہ ان سب سے محبت

کرے اور جس نے ان میں سے کسی ایک سے بغض رکھا تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں رکھتا۔لہذا ہم صحابہ و اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ محبت میں کسی ایک کے ساتھ فرق نہیں کرتے جیسا کہ ہم اپنے رب کے رسولوں پر ایمان لانے میں کوئی فرق نہیں کرتے۔اور جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرے اور سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت نہ کرے جیسے نواصب اور خوارج ہیں تو وہ ابن ابی قحافہ سے تو محبت کرتا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور ان کے محبوب اور ان کے صحابی سے محبت نہیں کرتا اور جو سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرتا ہے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں کرتا جیسے روافض ہیں تو وہ ابن ابی طالب سے تو محبت کرتا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی اور ان کے ولی اور ان کے نائب سے محبت نہیں کرتا اور یہی معنی مثنوی میں امام مولوی مثنوی کے قول کا ہے۔ (المستند المعتمد علی المعتقد المنتقد، صفحہ نمبر 187، دار العرفان لاہور)

اے گرفتارِ ابوبکر و علی
تو چہ دانی سر حق کہ غافلی

اے ابو ابکر و عمر رضی اللہ عنہما کے گرفتار
اے غافل! تو کیا جانے کہ سر حق کیا ہے؟

ثابت ہوا کہ شریعت اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایسی محبت چاہتی ہے کہ یہ دونوں محبتیں بیک وقت ایک ہی سینے میں جمع ہو سکیں اور اس کا فارمولا صرف اور صرف یہی ہے کہ ان میں سے کسی طرف کی محبت بھی ان کی پرائیویٹ حیثیت میں یعنی ذاتی طور پر نہ ہو بلکہ رسول پاک ﷺ کے صدقے ہو تا کہ محب کو محبت کرتے وقت ایک سینے میں دونوں محبتیں جمع کرتے ہوئے کوئی مشکل پیش نہ ہو۔

3۔ رسول پاک ﷺ کے مقام نبوت ورسالت کا صحیح طریقے سے ابلاغ کیا جائے:

ایسا مذہبی بیانیہ شدت سے رد کیا جائے جس میں یہ تاثر دیا جارہا ہو کہ رسول پاک ﷺ کی حیثیت جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی دیگر فرد کے مقابلے میں (معاذ اللہ) ثانوی یا طفیلی کی ہے۔ چنانچہ معاشرے کو یہ باور کرایا جائے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت مستقلاً نہیں ہے بلکہ رسول اکرم ﷺ کے وسیلے سے ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی فرماتے ہیں:

اگر کوئی شخص حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کو مستقل

طور پر اختیار کرتا ہے اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کی محبت کو اس میں دخل نہیں دیتا، وہ بحث سے خارج ہے اور اس لائق نہیں کہ اس سے بات کی جائے۔ ایسے شخص کی غرض دین کو باطل کرنا ہے اور شریعت کو منہدم کرنا ہے۔ ایسا شخص چاہتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کو چھوڑ کر حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے حالانکہ یوں کرنا عین کفر ہے اور محض زندیقیت ہے اور حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے شخص سے بیزار ہیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے رویئے سے تکلیف میں ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی، جلد 2، حصہ ششم، دفتر دوم، صفحہ نمبر 86، مکتبہ احمدیہ مجددیہ)

4۔ دعوت و تبلیغ میں انصاف کیا جائے:

دوران تبلیغ انصاف کیا جائے۔ بعض سنی شمار کئے جانے والے علماء و خطباء دانستہ یا نادانستہ ادھوری یا مبنی بر خیانت تبلیغ کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جنگ جمل یا جنگ صفین میں اہل سنت و جماعت کے نزدیک حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ حق پر تھے اور حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خطاء پر تھیں ایسے ہی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تھے لیکن یہ خطائے اجتہادی تھی۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک جہاں بھی فریقین میں اجتہادی اختلاف پایا جاتا ہے وہاں دو مراحل ہوتے ہیں۔

☆ پہلا مرحلہ ہے ابتدائے اجتہاد

☆ دوسرا مرحلہ ہے انتہائے اجتہاد

ابتدائے اجتہاد میں دونوں طرف ہی حق ہوتا ہے، انتہائے اجتہاد میں فریقین میں سے ایک حق پر ہوتا ہے جبکہ دوسری طرف خطا ہوتی ہے۔ انتہائے اجتہاد میں یہ نہیں کہا جاتا کہ دونوں ہی حق پر ہیں۔ یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ ایک طرف حق ہے اور دوسری طرف خطاء ہے۔ لیکن چونکہ اختلاف اجتہادی تھا تو ایک طرف کے حق کو حق اجتہادی کہیں گے اور دوسرے کی خطا کو خطائے اجتہادی کہیں گے۔ حق اجتہادی میں دو اجر ہیں جبکہ خطائے اجتہادی میں ایک اجر ہے۔ خطائے اجتہادی کوئی عیب نہیں، نہ ہی گناہ ہے بلکہ موجب اجر و ثواب ہے۔ ہمارے ہاں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جنگ جمل و صفین کے معاملے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خطاء پر تھیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطاء پر تھے۔

المیہ یہ ہے کہ بعض مقررین کی طرف سے سالہا سال سے یہاں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اختلاف میں اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اختلاف میں

اجتہاد کے پہلے مرحلے میں دونوں طرف ہی حق تھا لیکن اجتہاد کے دوسرے مرحلے میں مولا علی رضی اللہ تعالیٰ حق پر تھے لیکن یہ حق اجتہادی تھا، یہ حق وہ نہیں جو باطل یا کفر یا گناہ کے مقابلے میں ہو۔ اس کے مقابلے میں خطائے اجتہادی تھی جو کفر و باطل و گناہ نہیں بلکہ باعث اجر و ثواب ہے۔ یہاں مجرمانہ طریقے سے بعض سنی کہلوانے والے مقررین کی طرف سے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطا کو خطائے اجتہادی بتانے کی بجائے اسے ایک جرم یا گناہ کی صورت میں بیان کیا جاتا رہا ہے یا اس کا تاثر دیا جاتا رہا ہے جس کی وجہ سے قوم کے ضمیر میں اجتہادی خطاء بھی ایک عیب اور گناہ کی صورت میں درج ہوگئی۔ یہ ایک طرف تو ان نفوس قدسیہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ظلم تھا۔ دوسری جانب حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف خطائے اجتہادی کی نسبت پر قوم کو تشویش میں ڈالا گیا۔ اگر پہلے انصاف کیا گیا ہوتا تو یہاں شور نہ اٹھتا۔ شور اس لئے برپا ہوا کہ ماضی میں خطائے اجتہادی کو قصداً ایک عیب، گناہ اور جرم بنا کر پیش کیا گیا تھا۔ رہی یہ بات کہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والے اختلاف میں دونوں طرف حق کیسے تھا؟ وہ ایسے ہے کہ فریقین میں کسی کا مقصد دنیاوی مفادات، انانیت اور

ہوس پرستی نہیں تھی۔ دونوں طرف ہی دل ستھرے تھے اور مقصد غلبۂ اسلام تھا۔ آ گے غلبہ اسلام حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں اپنے دلائل کی روشنی میں تب تھا کہ جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص موخر کیا جائے اور حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے نزدیک اپنے دلائل کی روشنی میں غلبہ اسلام اس میں تھا کہ امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لیا جائے۔ اگر ابتدائے اجتہاد میں کسی جانب حق مفقود ہوتا تو پھر عیب تھا جبکہ ابتدائے اجتہاد میں حق جانبین میں موجود تھا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا، خطائے اجتہادی ہی کی قسم میں سے ہے

امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کا فتویٰ

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان فقہی انسائیکلوپیڈیا

جلد ۲۹

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۷۲ھ ——— ۱۳۴۰ھ
۱۸۵۶ء ——— ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن ٥ جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ، لاہور ۸ پاکستان (۵۴۰۰۰)

فون ۷۶۲۵۷۷۲ ، ۷۶۵۷۳۱۴

۳۳۵

(۲) حدیث اور آیت اس طور پر نہیں آئی کہ تم لوگ امام صاحب کے مذہب پر چلیں۔ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا (بیان فرمائیے اجر دیے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

(۱) اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا رؤیت بمعنی احاطہ کا انکار فرماتی ہیں کہ لا تدرکہ الابصار[1] سے سند لاتی ہیں اور احادیث صحیحہ میں رؤیت کا اثبات بمعنی احاطہ نہیں کہ اللہ عزوجل کو کوئی شئے محیط نہیں ہوسکتی وہی ہر شئے کو محیط ہے اور اثبات نفی پر مقدم۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۲) حدیث اور آیت اس طور پر آئی ہے کہ تمھیں علم نہ ہو تو علماء سے پوچھو۔ امام اعظم سردارانِ علماء میں داخل ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۳۵، ۱۳۶ از لاہور مسجد بیگم شاہی اندرون دروازہ مستی مرسلہ صوفی احمد الدین طالب علم ۲۶ صفر ۱۳۳۸ھ

حضرت ہادی و رہنمائے سالکان قبلۂ دو جہاں دام فیضہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مسائلِ ذیل میں حضرت کیا فرماتے ہیں:

(۱) حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر ایک روز خفا ہوئے، اور روافض کہتے ہیں یہی وجہ ہے باغی ہونے کی۔ پھر ایک کتاب مولانا حاجی صاحب کی تصنیف اعتقاد نامہ ہے جو بچوں کو پڑھایا جاتا ہے اس میں یہ شعر بھی درج ہے: ؎

حق در آنجا بدست حیدر بود ۔ جنگ با او خطا و منکر بود

(حق وہاں حیدر کرار رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہاتھ میں تھا انکے ساتھ جنگ غلط اور ناپسندیدہ تھی)

(۲) امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سپرد کی تھی واسطے دفع جنگ کے۔

الجواب

(۱) روافض کا قول کذب محض ہے۔ عقائد نامہ میں "خطا و منکر بود" نہیں ہے بلکہ "خطائے منکر بود"۔ اہلسنت کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خطا خطاء اجتہادی تھی، اجتہاد پر طعن جائز نہیں۔ خطاءِ اجتہادی دو قسم ہے: مقرر و منکر۔ مقرر وہ جس کے صاحب کو اُس پر برقرار

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۰۳

۳۳۶

رکھا جائے گا اور اُس سے تعرض نہ کیا جائے گا، جیسے حنفیہ کے نزدیک شافعی المذہب مقتدی کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا۔ اور منکر وُہ جس پر انکار کیا جائے گا جبکہ اس کے سبب کوئی فتنہ پیدا ہوتا ہو جیسے اجلۂ اصحاب جمل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ قطعی جنتی ہیں اور اُن کی خطا یقیناً اجتہادی جس میں کسی نام سنیت لینے والے کو محلِ لب کشائی نہیں، باایں ہمہ اُس پر انکار لازم تھا جیسا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے کیا باقی مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم میں مداخلت حرام ہے، حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا ذکر اصحابی فامسکوا[1] — جب میرے صحابہ کا ذکر آئے تو زبان روکو۔

دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم:

ستکون لاصحابی بعدی زلۃ یغفرھا اللہ لھم لسابقتھم ثم یاتی من بعدھم قوم یکبھم اللہ علی مناخرھم فی النار[2] — قریب ہے کہ میرے اصحاب سے کچھ لغزش ہوگی جسے اللہ بخش دے گا اُس سابقہ کے سبب جو ان کو میری سرکار میں ہے، پھر اُن کے بعد کچھ لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالےٰ ناک کے بل جہنم میں اوندھا کر دے گا۔

یہ وُہ ہیں جو اُن لغزشوں کے سبب صحابہ پر طعن کریں گے، اللہ عزوجل نے تمام صحابۂ سیّد عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآنِ عظیم میں دو قسم کیا مومنین قبل فتح مکہ و مومنین بعد فتح۔ اول کو دوم پر تفضیل دی اور صاف فرما دیا: وکلا وعد اللہ الحسنیٰ سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرما لیا۔ اور ساتھ ہی اُن کے افعال کی تفتیش کرنے والوں کا مُنہ بند فرما دیا واللہ بما تعملون خبیر اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو۔ باایں ہمہ وہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا پھر دوسرا کون ہے کہ ان میں سے کسی کی بات پر طعن کرے، واللہ الہادی، واللہ تعالےٰ اعلم۔

(۲) بیشک امام مجتبیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خلافت سپرد فرمائی،

---

[1] المعجم الکبیر حدیث ۱۴۲۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/۹۶

[2] المعجم الاوسط حدیث ۳۲۴۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۴/۱۴۲ و مجمع الزوائد ۷/۲۳۴

۳۴۷

اور اس سے صلح و بندشِ جنگ مقصود تھی اور یہ صلح و تفویضِ خلافت اللہ و رسول کی پسند سے ہوئی۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے امام حسن کو گود میں لے کر فرمایا تھا:

ان ابنی ھذا سیدٌ لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین[1]

میرا یہ بیٹا سید ہے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دیگا۔

امیر معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ اگر خلافت کے اہل نہ ہوتے تو امام مجتبٰی ہرگز انھیں تفویض نہ فرماتے نہ اللہ و رسول اسے جائز رکھتے۔ واللہ تعالے اعلم۔

5۔ روافض کی خوشنودی کا خیال ہمیشہ کیلئے دل سے نکال دیا جائے:

کچھ لوگ اکابرین اہل سنت کا راستہ چھوڑ کر روافض کے لئے (ایک وجہ سے) نرم رویہ اختیار کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی محب اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم مان لیں۔ یہ بھی رفض کی واردات ہے۔ جب روافض کی خوشنودی کے لئے تھوڑا سا طریق اہل سنت سے ہٹے گا تو وہ اسے مزید منوانے کے لئے ہوم ورک دے دیں گے۔ نتیجتاً اسے صریح رفض میں گھسیٹیں گے۔

☆ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں:

روافض اہل سنت سے اسی وقت خوش ہوں گے کہ اہل سنت بھی انہی (روافض) کی طرح دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے برأت کا اعلان کردیں۔ اور دین کے ان اکابرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں برے ظن کا ارتکاب کریں۔ بعینہ اسی طرح جیسے خوارج کی خوشنودی تب حاصل کی جاسکتی ہے جب اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے (معاذ اللہ) عداوت کی جائے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے (معاذ اللہ) بغض اختیار کیا جائے۔

(مکتوبات امام ربانی، جلد 2، حصہ ششم، دفتر دوم، صفحہ نمبر 78، مکتبہ احمدیہ مجددیہ)

6۔ مشترکہ الفاظ واصطلاحات کے صحیح معانی کو عوامی اجتماعات میں بیان کیا جائے:

ایسے الفاظ جو ہمارے اور روافض کے درمیان بظاہر مشترکہ ہیں لیکن معنی ومفہوم میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ قرآن وسنت اور چودہ صدیوں کے اصول اہل سنت کے مطابق عوامی اجتماعات میں فوری طور پر اور بلا جھجک ان الفاظ کا اہل سنت کے نزدیک جو معنی ومفہوم ہے، اسے اجاگر کیا جائے اور جو روافض نے قرآن وسنت سے برعکس ان الفاظ کے معنی گھڑے ہوئے ہیں، ان کا مکمل ازالہ کیا جائے۔

مثلاً: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ میں روافض کے نزدیک مولا بمعنی خلیفہ بلافصل والا گھڑا ہوا، مطلب رد کر کے مولا بمعنی محبوب وناصر وغیرہ اجاگر کیا جائے۔

7۔ عقائد اہل سنت کی تعبیر وتشریح میں چودہ صدیوں کے اکابرین اہل سنت کی طرف رجوع کیا جائے:

اہل سنت وجماعت کی صفوں میں گھسے ہوئے آج کے بعض نام نہاد مفکرین رافضی نظریات کی آمیزش سے تیار شدہ بیمار نظریات قوم کے اندر دھڑا دھڑ پھیلانے میں مصروف ہیں۔ ان کی تشریحات وتحقیقات اہل سنت کے لئے زہر قاتل ہیں۔ ہمارے لئے امام اعظم ابوحنیفہ، سیدنا غوث اعظم،

سیدنا داتا گنج بخش ہجویری، حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، امام فضل حق خیر آبادی اور مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے اکابرین کی تعلیمات کافی ہیں۔

8۔ دنیا نہیں، آخرت کی فکر کی جائے:

اے علماء و مشائخ! حالات حاضرہ میں دو دھاری تلوار سے شریعت کی دھجیاں اڑتے دیکھ کر اگر ہم میں سے کوئی خاموش رہے گا تو یہاں تو شاید سہولت مل جائے، اسے کوئی گالیاں نہ دے، اسے قید و بند کی صعوبتوں کا سامنا نہ کرنا پڑے مگر اسے میدان محشر میں تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے پسپائی کا محاسبہ ضرور ہوگا۔ اگر آج معصومیت، ولایت، خلافت مولیٰ، محبت اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ جیسے الفاظ کے کوئی شرعی مفاہیم بیان کرے گا تو اسے ضرور گستاخ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طعنہ ملے گا۔ صرف روافض نہیں، اپنے بھی بہت سارے جو حق سے بے خبر ہیں، یہی آوازیں کسیں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضرور راضی ہوجائیں گے۔ اب یہ ہمارا امتحان ہے یقیناً علمائے حق کسی کے طعن یا الزام سے نہیں ڈرتے بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کو پیش نظر رکھتے ہیں اور اس کی پکڑ سے ڈرتے ہیں۔

9۔ ناصبیت یا خارجیت کے جھوٹے الزام کی پرواہ نہ کی جائے:

ہمارے اعتقادی تاریخ میں یہ بات تاریخی شواہد سے ثابت ہے کہ سنی وہ ہوتا ہے جسے رافضی ناصبی قرار دیں۔ ہمارے اکابرین حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ تعالیٰ اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے بھی یہ صراحت کی ہے کہ جب کوئی سنی عالم دین روافض کا رد کرتا ہے تو روافض فوراً اس کو ناصبی ہونے کی گالی دیتے ہیں۔

اے علماء و مشائخ! آج ایسی ہی گالیوں کا ہمیں بھی سامنا ہے مگر ہمارے ضمیر مطمئن ہیں کیونکہ ہمارے عقائد میں سوائے اہل سنت ہونے کے کچھ نہیں۔

اس موضوع پر بھی ہم ببانگ دہل کہتے ہیں کہ ماضی میں اوریجنل (Original) روافض بھی پائے گئے اور خوارج اور نواصب بھی پائے گئے۔ انہیں دیکھ کر آج یہ فیصلہ کرنا آسان ہے کہ کون رافضی ہے اور کون ناصبی اور خارجی ہے۔ ہم جنہیں رافضی یا رفض زدہ قرار دے رہے ہیں ان کے عقائد و نظریات سے رفض برآمد کیا جا چکا ہے۔ ان کے تانے بانے، ان کا اٹھنا بیٹھنا وران کے پوشیدہ اور اعلانیہ روابط روافض سے ثابت ہو چکے ہیں۔ جبکہ آج نواصب اور خوارج کی ذریت جو وہابیت اور دیوبندیت کی شکل میں موجود ہے لیکن ہمارے عقائد و نظریات میں نہ تو کوئی ان کی آمیزش ہے اور نہ ہی ہمارا ان سے کوئی اٹھنا بیٹھنا ہے، ان کی تنظیموں سے ہمارا کوئی رابطہ ہے، نہ ان کی شخصیات اور حکومتوں سے ہمارا کوئی رابطہ ہے۔ اسی لئے ہر قسم کے بدعقیدہ لوگوں کو معلوم ہے کہ ہم نے ان سے ملاقات

کرنے سے انکار کر رکھا ہے۔ اسی لئے وہ ہمارے مراکز میں قدم رکھنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتے۔ یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہمارے مسلک کے کئی منحرفین جو رفض زدہ ہو چکے ہیں، خوارج عصر اور نواصب وقت سے بھی انھی کی دوستیاں ہیں۔

اے عظیم علماء مشائخ! ہمیں صرف اپنا دامن اور عوام اہل سنت کا دامن صاف رکھنا ہے اور الزام لگانے والے کی گندی زبان اسے مبارک ہو۔

10۔فتنوں کی سرکوبی میں مرکز اہل سنت کا ساتھ دیا جائے:

اللہ تعالیٰ کا کروڑوں بار شکر ہے کہ مرکز اہل سنت بریلی شریف کی مرکزیت آج بھی قائم ہے۔ آج جبکہ بڑے بڑے مراکز (الا ماشاء اللہ) امر بالمعروف اور اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی سے دست بردار ہو چکے ہیں، مرکز اہل سنت بریلی شریف آج بھی فتنوں کی سرکوبی کے لئے اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ حال ہی میں علمائے برطانیہ کی طرف سے عرفان شاہ مشہدی کے بارے میں پیش کئے گئے استفتاء کی روشنی میں عرفان شاہ مشہدی کی خلاف فیصلہ کن اور جامع فتویٰ صادر کر کے مرکز اہل سنت نے اپنا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ اب یہ ہم پر ہے کہ ہم اس فتویٰ کے ابلاغ اور اس کی ترویج و تنفیذ کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ اس وقت یہ فتویٰ محض ایک شخص کے غلط نظریات کا محاسبہ ہی نہیں، بلکہ تیزی سے پھیلنے والی رفض کی بیماری کا ایک شافی علاج بھی ہے۔

11۔ معاشرے میں عقیدہ معصومیت کا احیاء کیا جائے:

لوگوں کو بتایا جائے کہ جس طرح حضرت محمد مصطفی ﷺ آخری نبی ہیں، ایسے ہی آپ ﷺ آخری معصوم بھی ہیں۔ جس قدر ہم پر عقیدۂ ختم نبوت ﷺ کا تحفظ لازم ہے، اسی قدر ہم پر عقیدۂ ختم معصومیت ﷺ کا تحفظ بھی لازم ہے۔ منکرین ختم نبوت تو معاشرے میں خال خال ہیں اور چھپے ہوئے ہیں۔ اگرچہ اسلام کے خلاف وہ بھی ہر وقت سازشوں میں مصروف ہیں مگر منکرین ختم معصومیت ﷺ مسلم آبادیوں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں اور جھنڈے لگا کے بیٹھے ہیں۔ ان تمام منکرین کا رد بلیغ چوبیس گھنٹے ضروری ہے۔ چنانچہ پنجگانہ اذان کے بعد اسپیکر میں جو درود شریف پڑھا جاتا ہے اس میں یہ درود شریف پڑھنے کا معمول بنایا جائے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاسَیِّدِیْ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَاسَیِّدِیْ یَا خَاتَمَ الْمَعْصُوْمِیْنَ

نیز خطباء اپنی تقاریر کے آغاز میں جو خطبہ پڑھتے ہیں، اس میں بھی اس عقیدے کا تذکرہ اپنا معمول بنائیں۔ مثلاً:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْمَعْصُوْمِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

خطبے کے بعد جو درود شریف پڑھا جاتا ہے، وہاں بھی مذکورہ بالا درود شریف پڑھیں جیسے تاجدار ختم نبوت ﷺ زندہ باد کا نعرہ لگایا جائے، ایسے ہی گلی گلی میں تاجدار ختم معصومیت ﷺ زندہ باد کا نعرہ بھی لگایا جائے۔

12۔ میلاد خاتم النبیین والمعصومین کانفرنسز کا اہتمام:

ربیع الاول شریف میں میلاد خاتم النبیین والمعصومین ﷺ کانفرنسز اور رجب المرجب میں معراج خاتم النبیین المعصومین ﷺ کانفرنسز منعقد کی جائیں۔ اس کے علاوہ سال بھر میں تاجدار ختم نبوت و معصومیت ﷺ کانفرنس کے عنوان سے اجتماعات کئے جائیں۔

13۔ سالانہ عشرۂ ختم نبوت و معصومیت ﷺ

ستمبر میں سالانہ عشرۂ ختم نبوت و معصومیت ﷺ منایا جائے اور منکرین ختم نبوت اور منکرین ختم معصومیت ﷺ کا بھرپور رد کیا جائے۔ اس کے علاوہ گرمیوں کی چھٹیوں میں اور دیگر مواقع پر ختم نبوت و معصومیت کورسز کروائے جائیں۔

(بشکریہ: ماہنامہ فکر مستقیم' لاہور)